قرض کی شرعی حیثیت، ادائیگی قرض کی تلقین اور مقروض کے ساتھ حسنِ سلوک،
ادائیگی قرض کی مؤثر تجاویز، ادائیگی قرض کی دعائیں اور قرض کے متفرق مسائل۔

قرض اور اسکی شرعی حیثیت

تالیف

مولانا محمد روح اللہ نقشبندی

دار الاشاعت

اردو بازار ○ ایم اے جناح روڈ ○ کراچی پاکستان فون: 2631861

قرض اور اسکی شرعی حیثیت

قرض کی شرعی حیثیت، ادائیگی قرض کی تلقین اور مقروض کے ساتھ حسن سلوک، ادائیگی قرض کی مؤثر تجاویز، ادائیگی قرض کی دعائیں اور قرض کے متفرق مسائل۔

تالیف
مولانا محمد روح اللہ نقشبندی

دار الاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 32213768

جملہ حقوق ملکیت بحق دارالاشاعت کراچی محفوظ ہیں

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی
طباعت : فروری ۲۰۱۰ء علمی گرافکس
ضخامت : 280 صفحات

قارئین سے گزارش

اپنی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس بات کی نگرانی کے لئے ادارہ میں مستقل ایک عالم موجود رہتے ہیں۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو از راہ کرم مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

﴿.....ملنے کے پتے.....﴾

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت القلم مقابل اشرف المدارس گلشن اقبال بلاک ۲ کراچی
بیت الکتب بالمقابل اشرف المدارس گلشن اقبال کراچی
مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار۔ فیصل آباد
مکتبۃ المعارف محلہ جنگی۔ پشاور

ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
بیت العلوم 20 نابھہ روڈ لاہور
مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور
مکتبہ اسلامیہ گامی اڈا۔ ایبٹ آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی

﴿انگلینڈ میں ملنے کے پتے﴾

ISLAMIC BOOKS CENTRE
119-121, HALLIWELL ROAD
BOLTON BL 3NE, U.K.

AZHAR ACADEMY LTD.
54-68 LITTLE ILFORD LANE
MANOR PARK, LONDON E12 5QA

﴿امریکہ میں ملنے کے پتے﴾

DARUL-ULOOM AL-MADANIA
182 SOBIESKI STREET,
BUFFALO, NY 14212, U.S.A

MADRASAH ISLAMIAH BOOK STORE
6665 BINTLIFF, HOUSTON,
TX-77074, U.S.A.

فہرست

عنوان — صفحہ نمبر

☆.....انتساب.....۱۸
☆.....ابتدائیہ.....۱۹
☆.....قرض کی تعریف.....۱۹
☆.....قرض کے فضائل.....۱۹
☆.....قرض کی ادائیگی میں جلدی.....۲۰
☆.....بھائی کی طرف سے قرض ادا کرنے کا حکم.....۲۰
☆.....رسول اللہ ﷺ کا مقروض کا جنازہ پڑھانے سے انکار فرمانا.....۲۰
☆.....شہید اور قرض.....۲۱
☆.....مقروض کو مہلت دینے کی فضیلت.....۲۲
☆.....مقروض کے پاس قرض ایک امانت ہے.....۲۳

پہلا باب

قرض کی شرعی حیثیت.....۲۵

☆.....قرض کا لغوی معنی.....۲۶
☆.....قرض کا شرعی معنی.....۲۶
☆.....قرض کی شرعی حیثیت.....۲۶
☆.....نبی کریم ﷺ کا قرض لینا.....۲۷
☆.....عہد نبوی میں صحابہ کا قرض لینا.....۲۷
☆.....عہد نبوی کے بعد صحابہ کا قرض لینا.....۲۸

☆.....قرض کے ناپسندیدہ ہونے کے متعلق روایات.....۳۰
☆.....قرض لیا جائے یا نہ لیا جائے؟.....۳۳
☆.....قرض لینے کی شرائط.....۳۴
☆.....(۱) قرض لینے کا معقول اور جائز سبب.....۳۵
☆.....(۲) ادائیگی کی سچی نیت.....۳۶
☆.....(۳) مستقبل میں ادائیگی کے امکانات.....۳۷
☆.....سونا چاندی قرض لینے کے متعلق حدیث.....۳۸
☆.....ماپ اور وزن کی جانے والی چیزوں کے متعلق دو حدیثیں.....۳۸
☆.....حیوانات کو بطور قرض لینا دینا.....۴۱

دوسرا باب

قرض کی آٹھ اقسام.....۴۳

☆.....اظہارِ حقیقت.....۴۴
☆.....قرض کی پہلی قسم.....۴۴
☆.....قرض کی دوسری قسم.....۴۵
☆.....قرض کی تیسری قسم.....۴۵
☆.....قرض کی چوتھی قسم.....۴۶
☆.....قرض کی پانچویں قسم.....۴۷
☆.....قرض کی چھٹی قسم.....۴۸
☆.....قرض کی ساتویں قسم.....۵۳
☆.....قرض کی آٹھویں قسم.....۵۴
☆.....خلاصہ کلام.....۵۵

تیسرا باب

ادائیگی قرض کی تلقین اور مقروض کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید.....۵۸

☆.....قرض دینے اور مقروض کے ساتھ حسنِ سلوک کی تلقین.....۵۹

☆.....ترغیب قرض کے متعلق خصوصی احادیث.....۶۰

☆.....حدیث پر یقین رکھنے والے ایک تاجر کا واقعہ.....۶۰

☆.....مقروض کے ساتھ حسن معاملہ کی تلقین.....۶۳

☆.....مطالبہ میں احتیاط اور نرمی.....۶۳

☆.....۱: مطالبہ میں ناجائز طریقہ سے بچنے کا حکم.....۶۳

☆.....۲: تقاضا میں آسانی بہترین مومنوں کی ایک صفت.....۶۴

☆.....۳: تقاضا میں آسانی حصولِ آسانی کی چابی.....۶۴

☆.....۴: تقاضا میں آسانی حصول مغفرت کا ایک سبب.....۶۴

☆.....۵: مطالبہ میں آسانی رحمت الٰہیہ کے حصول کا ایک سبب.....۶۵

☆.....۶: تقاضا میں آسانی دخولِ جنت کا ایک سبب.....۶۶

☆.....تنگدست کو مہلت دینے کا حکم اور معاف کرنے کی ترغیب.....۶۶

☆.....دعاؤں کی قبولیت اور مصیبت سے نجات.....۶۶

☆.....روزِ محشر کی مصیبتوں سے نجات اور عرش کا سایہ پانا.....۶۷

☆.....سب سے پہلے سایۂ عرش پانے والوں میں شمولیت.....۶۷

☆.....گناہوں کی معافی اور جنت میں داخلہ.....۶۷

☆.....صحابہ کا نادار مقروضوں کے ساتھ عمدہ معاملہ.....۶۸

☆.....ادائیگی قرض کا حکم.....۷۰

☆.....ادائیگی قرض کے فضائل.....۷۰
☆.....ادائیگی قرض کے سچے ارادے کی برکات.....۷۱
☆.....اللہ تعالیٰ کا قرض کو ادا کروا دینا.....۷۱
☆.....سچے ارادے پر توفیق الٰہی میسر آنے کا واقعہ.....۷۲
☆.....اللہ کی مدد کا پانا، محافظ کا ملنا، رزق کا میسر آنا.....۷۳
☆.....بہترین لوگوں کا ادائیگی میں بہترین ہونا.....۷۴
☆.....ادائیگی میں آسانی کرنے والوں سے محبت الٰہی.....۷۴
☆.....ادائیگی قرض کے لیے قبل از وقت تیاری.....۷۵
☆.....قرض کی ادائیگی کروانے والی دعاؤں کی تعلیم.....۷۵
☆.....عدم ادائیگی اور اس میں تاخیر دونوں کا ظلم ہونا.....۷۸
☆.....قرض کی واپسی میں بدنیتی پر اللہ تعالیٰ کا برباد کرنا.....۸۰
☆.....عدم ادائیگی کے آخرت میں سنگین اثرات.....۸۰
☆.....روزِ قیامت بطورِ چور پیشی.....۸۰
☆.....اپنی نیکیوں سے محرومی.....۸۱
☆.....شہادت کے باوجود قرض کا معاف نہ ہونا.....۸۱
☆.....قرض جنت سے روکتا ہے.....۸۳

چوتھا باب

ادائیگی قرض کیلئے کچھ مؤثر تجاویز.....۸۵

☆.....قرض کی واپسی کے لیے مؤثر اقدامات.....۸۶
☆.....فاسق قرار دینا اور گواہی کا مسترد ہونا.....۸۶
☆.....عزت کا مباح ہونا.....۸۷

☆.....قید میں ڈالنا.....۸۸
☆.....تنگ دست مقروض کو قید میں ڈالنے کے متعلق دو آراء.....۹۰
☆.....سفر پر پابندی.....۹۲
☆.....رہن شدہ چیز کی فروختگی.....۹۲
☆.....رہن کی مشروعیت.....۹۳
☆.....عدم ادائیگی کی صورت میں رہن شدہ چیز کی فروختگی میں اختلاف.....۹۳
☆.....اپنے مال کے استعمال سے محرومی.....۹۵
☆.....الحجر کی دو دلیلیں.....۹۵
☆.....وصیت پر قرض کی ادائیگی کے بعد ہونا.....۹۷
☆.....تقسیم وراثت کا ادائیگی قرض کے بعد ہونا.....۹۹
☆.....ادائیگی قرض کے لیے مختلف تدبیریں.....۱۰۱
☆.....ادائیگی قرض کے لیے ضامن.....۱۰۱
☆.....قرض لیتے وقت.....۱۰۲
☆.....قرض لینے کے بعد مقروض کی زندگی میں.....۱۰۳
☆.....مقروض کی وفات کے بعد.....۱۰۳
☆.....حوالۂ قرض.....۱۰۵
☆.....نادار مقروض کی اعانت.....۱۰۶
☆.....اسلامی معاشرہ کی طرف سے اعانت.....۱۰۶
☆.....اقارب کو نادار میت کے قرض کی ادائیگی کی تلقین.....۱۰۹
☆.....نادار مقروض کے سلسلے میں اسلامی ریاست کی ذمہ داری.....۱۱۰
☆.....بیت المال سے اعانت کے حصول کے لیے شرائط.....۱۱۲
☆.....(۱) قرض لینے کا معقول اور جائز سبب.....۱۱۳

☆.....(۲) ادائیگی قرض کے لیے مقروض کی تاحدِ استطاعت کوشش.....۱۱۳
☆.....(۳) بیت المال میں مال کی موجودگی.....۱۱۴

پانچواں باب

ادائیگی قرض کی نبوی دُعائیں اور مستند وظائف کا مجموعہ.....۱۱۵

☆.....قرض سے نجات کے لیے دُعائیں.....۱۱۶
☆.....روزی کی تلاش.....۱۱۷
☆.....روزی میں برکت وترقی کے اسباب.....۱۲۰
☆.....تنگی ومفلسی.....۱۲۴
☆.....روزی کی تدبیر.....۱۲۴
☆.....پہاڑ کے برابر قرض سے نجات.....۱۲۶
☆.....پہاڑ کے برابر قرض کی ادائیگی.....۱۲۸
☆.....ادائیگی قرض.....۱۲۹
☆.....ہر غم اور ہر پریشانی دور ہو جائے.....۱۲۹
☆.....حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا بسلسلہ قرض ادائیگی.....۱۳۰
☆.....جب قرض کی ادائیگی کی فکر ہو.....۱۳۰
☆.....ادائیگی قرض کے لیے مجرب عمل.....۱۳۱
☆.....چار عظیم فائدے.....۱۳۳
☆.....رزق میں برکت نصیب ہو.....۱۳۴
☆.....حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق فقر وفاقہ کا علاج.....۱۳۴
☆.....حلال روزی میں برکت اور وسعت کے لیے.....۱۳۴
☆.....روزی کی تنگی سے حفاظت کے لیے.....۱۳۵

☆.....تمام ضروریات پوری ہوں.....۱۳۵
☆.....تمام حاجات کے حل کے لیے.....۱۳۵
☆.....حلال مال میں اضافے کے لیے درود شریف.....۱۳۵
☆.....خوشحالی نصیب ہو، تنگدستی دور ہو.....۱۳۶
☆.....قرض سے نجات کے لیے درود شریف.....۱۳۶
☆.....تجارت میں عروج نصیب ہو.....۱۳۶
☆.....تجارت میں برکت کے لیے عمل.....۱۳۶
☆.....ملازمت میں آسانی نصیب ہو.....۱۳۷
☆.....ملازمت اور عہدے میں بھلائی نصیب ہو.....۱۳۸
☆.....ہر قسم کی مالی ترقی کے لیے.....۱۳۸
☆.....مالی فراوانی کے لیے.....۱۳۸
☆.....ہر قسم کے ضرر اور نقصان سے حفاظت کے لیے.....۱۳۸
☆.....تمام نقصان دہ اشیاء سے حفاظت کے لیے.....۱۳۹
☆.....بہترین رزق.....۱۳۹
☆.....فراخی رزق.....۱۳۹
☆.....مالی وسعت معاش کی دعا.....۱۴۰
☆.....فقر و فاقہ دُور ہونے کے لئے.....۱۴۱
☆.....بے روزگاری سے پناہ مانگنے کی دعا.....۱۴۱
☆.....بھوک سے پناہ مانگنے کی دعا.....۱۴۱
☆.....محتاجی اور ذلت سے پناہ مانگنے کی دعا.....۱۴۲
☆.....روزی کی کشادگی کے لیے تین دعائیں.....۱۴۲
☆.....دفع رنج و غم اور کشایش رزق کی دُعائیں.....۱۴۳

☆.....روزی کی برکت کے لیے.....۱۴۷
☆.....ہر حاجت کے لیے.....۱۴۹
☆.....صلوٰۃ الحاجۃ.....۱۴۹
☆.....نماز قضاء حاجت اور نماز کن فیکون کی.....۱۴۹
☆.....سورۂ یٰسین.....۱۵۰
☆.....دُرود شریف.....۱۵۱
☆.....اسماء الحسنیٰ.....۱۵۲
☆.....تنگی کو فرحت میں بدلنے کی دعاء.....۱۵۲
☆.....تنگ دستی اور قرض کے لیے عمل.....۱۵۳
☆.....برائے قرض.....۱۵۳
☆.....رزق کی تنگی سے حفاظت کا مجرّب عمل.....۱۵۴
☆.....وضاحت.....۱۵۵
☆.....قرضہ سے نجات.....۱۵۵
☆.....تنگی معاش.....۱۵۵
☆.....برائے ترقی تنخواہ.....۱۵۶
☆.....ملازمت کا بہترین عمل.....۱۵۶
☆.....قرض و کشائش.....۱۵۶
☆.....برائے کشائش رزق.....۱۵۷
☆.....برائے کشائش رزق اور مہمات دنیاوی.....۱۵۷
☆.....حصول ترقیات اور دینی و دنیوی مقاصد میں کامیابی.....۱۵۸
☆.....واسطے غنی ہونے کے.....۱۵۸
☆.....برائے ترقی رزق.....۱۵۸

☆.....واسطے غنی النفس کے.....۱۵۹
☆.....برائے فراغت رزق.....۱۵۹
☆.....حصول مقصد اور غنی ظاہری و باطنی کے لیے.....۱۵۹
☆.....کثرت رزق وسامان دنیوی کے حصول کے لیے.....۱۵۹
☆.....قرضہ کی ادائیگی کا نہایت مجرب عمل.....۱۶۰
☆.....قرض کی ادائیگی کے لیے.....۱۶۰
☆.....قرض کی ادائیگی کے لیے.....۱۶۱
☆.....وسعت رزق.....۱۶۱
☆.....عمل برائے حاجت.....۱۶۱
☆.....غنی ہونے کا عمل.....۱۶۱
☆.....قضائے حاجات.....۱۶۲
☆.....برائے فراخی رزق.....۱۶۲
☆.....برائے وسعت رزق.....۱۶۳
☆.....برائے ملازمت وحصولِ روزگار.....۱۶۳
☆.....برائے دفع نحوست وحصول ملازمت.....۱۶۳
☆.....برائے وسعت رزق اور دفع قرض.....۱۶۳
☆.....برائے ملازمت.....۱۶۴
☆.....ادائیگی قرض کا عمل.....۱۶۴
☆.....ادائے قرض کے لیے.....۱۶۴
☆.....روزی میں برکت کے مجرب اعمال.....۱۶۴
☆.....سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ کا اکسیر کا عمل.....۱۶۵
☆.....سورۂ فلق کا لاجواب عمل.....۱۶۵

☆.....روزی میں فراخی کے لیے مجرب ترین عمل.....۱۶۵
☆.....روزی میں برکت کا فطری عمل.....۱۶۵
☆.....فراخی رزق کے لیے.....۱۶۶
☆.....فراخی رزق اور شرک سے حفاظت.....۱۶۶
☆.....برکت کے لیے وادائے قرض کے لیے.....۱۶۶
☆.....عمل برائے وسعت رزق.....۱۶۷
☆.....برائے فراخی رزق.....۱۶۷
☆.....ملازمت نوکری کا مل جانا.....۱۶۷
☆.....قرض سے نجات اور ہر مشکل کے حل کے لیے.....۱۶۸
☆.....کشائش رزق کے لیے.....۱۶۸
☆.....حصول ملازمت کے لئے.....۱۶۸
☆.....دفعیہ افلاس.....۱۶۸
☆.....ٹرانسفر کے لیے.....۱۶۹
☆.....برائے ترقی رزق.....۱۶۹
☆.....رزق میں کشائش کے لیے.....۱۷۰
☆.....وسعت رزق کے لیے.....۱۷۰
☆.....کاروبار خوب چلے.....۱۷۰
☆.....قرض سے نجات کے لیے.....۱۷۱
☆.....ادائیگی قرض کی نماز.....۱۷۱
☆.....دُعا کی فضیلت.....۱۷۲
☆.....ہر حاجت کے لیے مقبول دعا.....۱۷۳
☆.....واسطے کشادگی تنگی معاش یہ دُعا پڑھے.....۱۷۴

☆.....پریشان حالی اور قرض دور کرنے کے لیے ہر روز صبح کو پڑھے.....۱۷۴
☆.....رزقِ حلال کے لیے دعا.....۱۸۱
☆.....مال کی حفاظت کی نبوی دعائیں.....۱۸۳
☆.....چوری سے حفاظت.....۱۸۳
☆.....مال ومتاع کی حفاظت کی دعا.....۱۸۴
☆.....اس دعا کو پڑھیے اور نقصان کو دور کیجیے.....۱۸۵
☆.....کسی چیز کے گم ہونے یا غلام اور نوکر وغیرہ کے بھاگنے پر دعا.....۱۸۶
☆.....روزی کا انجام.....۱۸۶

چھٹا باب
قرض کے مسائل.....۱۸۹

☆.....مقروض پر قرض دینے کی شرط لگانا.....۱۹۰
☆.....مقروض کا ہدیہ دینا.....۱۹۰
☆.....مقروض سے خدمت یا مہمانی لینا.....۱۹۴
☆.....بینک سے لیا ہوا قرض معاف کرانا.....۱۹۴
☆.....حلال وحرام سے مخلوط مال سے قرض لینا.....۱۹۵
☆.....قرض دینے والے کو کم نفع پر مال بیچنا.....۱۹۵
☆.....قرض کی وجہ سے کرایہ کم کرنا.....۱۹۵
☆.....قرض کی ادائیگی میں قیمت کا اعتبار نہیں.....۱۹۶
☆.....روپے کی قدر سونے سے منسلک کرنا درست نہیں.....۱۹۷
☆.....کرنسی کی قدر کم ہونے سے قرض میں فرق نہیں ہوگا.....۱۹۸
☆.....مروجہ کمیٹی بی، سی کا مفصل حکم.....۲۰۰

☆.....مروّجہ سود اور ربا کی تعریف.....۲۰۶
☆.....سود قطعاً حرام ہے.....۲۰۷
☆.....صدقہ کرنے کی نیت سے سود لینا جائز ہے یا نہیں؟.....۲۰۹
☆.....سود کی اقسام.....۲۰۹
☆.....قرض کا سود.....۲۱۰
☆.....مجبوری میں سودی قرض لینا.....۲۱۰
☆.....اشیاء میں سود کا لین دین.....۲۱۱
☆.....معمولی چیزوں کا کمی بیشی سے تبادلہ.....۲۱۳
☆.....بینک سے ملنے والا نفع سود ہے.....۲۱۳
☆.....بینک میں روپیہ جمع رکھنا.....۲۱۴
☆.....بینک سے غیر سودی قرض لینا جائز ہے.....۲۱۶
☆.....قرض پر نفع لینا سود ہے.....۲۱۶
☆.....قرض خواہ صرف اصل مال کا حقدار ہے.....۲۱۷
☆.....قرض کی ادائیگی میں زیادہ دینا.....۲۱۸
☆.....دار الحرب میں کافر حربی سے سود لینے کا حکم.....۲۱۸
☆.....جمہور کا مسلک مندرجہ ذیل وجوہ سے راجح ہے.....۲۱۹
☆.....طرفین کے مسلک کی وضاحت.....۲۲۰
☆.....غیر مسلم کے بینک میں جمع شدہ سودی رقم وصول کرنا.....۲۲۳
☆.....مسلمانوں کے بینکوں سے سودی رقم وصول کرنا.....۲۲۳
☆.....قسطوں کی خرید و فروخت سود نہیں.....۲۲۴
☆.....قرض ملنے کی وجہ سے رعایت دینا.....۲۲۵
☆.....سود پر قرض لے کر تجارت کرنا.....۲۲۶

☆.....مرہونہ شی سے انتفاع سود ہے.....۲۲۶
☆.....قرض فروخت کرنا.....۲۲۷
☆.....چیک کی رقم نقد کے عوض فروخت کرنا.....۲۲۸
☆.....پراویڈنٹ فنڈ کے سود کا حکم.....۲۲۹
☆.....ایل،سی (خط اعتماد) کھلوانے کا حکم.....۲۳۰
☆.....آڈٹ پر سود کا حساب کرنا.....۲۳۰
☆.....سودی حسابات کی تعلیم کا حکم.....۲۳۰
☆.....قرض کے لیے مثلی ہونا شرط ہے.....۲۳۱
☆.....قرض دے کر نفع حاصل کرنا حرام ہے.....۲۳۲
☆.....قرض کی واپسی میں مقدار سے زائد واپس کرنا.....۲۳۲
☆.....قرض کے بعد سکے بدل گئے.....۲۳۳
☆.....میت پر قرض کا حکم.....۲۳۳
☆.....مالِ حرام سے قرض ادا کرنے کا حکم.....۲۳۳
☆.....حرام مال سے قرض وصول کرنا اور نفع اٹھانا.....۲۳۴
☆.....علماء کا اختلاف.....۲۳۴
☆.....مذاہب علماء.....۲۳۵
☆.....راجح اور مفتی بہ قول.....۲۳۶
☆.....روٹی عدداً قرض لینا.....۲۳۷
☆.....سونے کے زیور قرض دے کر ان کی قیمت واپس لینا.....۲۳۷
☆.....قرض وصول کرنے کی تدبیر.....۲۳۹
☆.....قرض وصول کر کے دینے کی اجرت کا حکم.....۲۳۹
☆.....قرض دینے کے بجائے مہنگے دام چیز فروخت کرنا.....۲۴۰

☆.....حکومت کے سودی قرضے اور بینکوں کے سود کا شرعی حکم.....۲۴۱
☆.....اُدھار میں مال کی قیمت زیادہ لینا.....۲۴۷
☆.....ادھار کی وجہ سے قیمت میں زیادتی.....۲۴۷
☆.....قسطوں پر روپیہ جمع کر کے سامان حاصل کرنا اور انعام لینا.....۲۴۸
☆.....قسطوں پر کوئی شے خریدنا.....۲۴۹
☆.....قرض ادا کرتے وقت کچھ زیادہ دینا.....۲۵۰
☆.....حفاظت کے لئے بینک میں روپیہ رکھنا.....۲۵۰
☆.....قسط وقت پر ادا نہ کرنے کا جرمانہ بھی سود ہے.....۲۵۱
☆.....منافعہ قرض.....۲۵۱
☆.....سرکاری قرضہ.....۲۵۲
☆.....سرکاری سودی قرض.....۲۵۳
☆.....سودی فنڈ.....۲۵۳
☆.....ایضًا.....۲۵۳
☆.....مال فروخت کرنے پر کچھ پابندی لگانا.....۲۵۴
☆.....قرض دینے والے مالیاتی ادارے.....۲۵۶
☆.....غور وفکر کے چند پہلو.....۲۵۶
از: قاضی مجاہد الاسلام قاسمی، امارت شرعیہ پٹنہ
☆.....قرض کے مسائل.....۲۶۵
از: شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ
☆.....مکان رہن رکھ کر رقم بطور قرض لینا.....۲۶۵
☆.....رقم ادھار دینا اور واپس زیادہ لینا.....۲۶۷
☆.....سونے کے قرض کی واپسی کس طرح ہونی چاہیے.....۲۶۸
☆.....فیکٹری سے سودی قرضہ لینا جائز نہیں.....۲۶۹

☆.....مکان بنانے والے کے لیے سود پر قرضہ لینا ناجائز ہے.....۲۶۹
☆.....ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن سے قرض لے کر مکان بنانا.....۲۶۹
☆.....قرض کی رقم سے زائد لینا.....۲۷۰
☆.....قرض پر منافع لینا سود ہے.....۲۷۰
☆.....قرضہ کے ساتھ مزید کوئی اور چیز لینا.....۲۷۱
☆.....قرض کی واپسی پر زائد رقم دینا.....۲۷۱
☆.....قرض دیتے وقت دعا کی شرط لگانا.....۲۷۱
☆.....قومی قرضوں کا گناہ کس پر ہوگا.....۲۷۲
☆.....نام پتہ نہ بتانے والے کی مالی امداد کیسے واپس کریں.....۲۷۳
☆.....نامعلوم ہندوؤں کا قرض کیسے ادا کریں.....۲۷۳
☆.....سود کی رقم قرض دار کو قرض اتارنے کے لیے دینا.....۲۷۴
☆.....فلیٹ کی تکمیل میں وعدہ خلافی پر جرمانہ وصول کرنا شرعاً کیسا ہے.....۲۷۴
☆.....ایفائے عہد یا نقض عہد؟.....۲۷۵
☆.....ادائیگی کا وعدہ کرتے وقت ممکنہ رکاوٹ بھی گوش گزار دیں.....۲۷۶
☆.....قرض واپس نہ کرنے اور نا اتفاقی پیدا کرنے والے چچا سے قطع تعلق.....۲۷۷
☆.....قرض ادا کر دیں یا معاف کرالیں.....۲۷۸
☆.....بیٹا باپ کے انتقال کے بعد نادہند مقروض سے کیسے نمٹے.....۲۷۸
☆.....رہن کا منافع استعمال کرنا.....۲۷۹
☆.....مردے کے مال سے پہلے قرض ادا ہوگا.....۲۸۰
☆.....قرض کے لیے گروی رکھے ہوئے زیورات کو فروخت کرنا.....۲۸۱
☆.....خرید و فروخت میں دھوکا کرنا.....۲۸۱

انتساب

میں اس کتاب کے ثواب کا انتساب

☆ اپنے پیرومرشد محبوب العارفین، تاج العارفین،
ہادیٔ طریقت، سرمایۂ خاندانِ نقشبند
حضرت اقدس مولانا شمس الرحمٰن العباسی نقشبندی غفوری دامت برکاتہم
اور آپ کی والدہ محترمہ قبلہ امّاجی مرحومہ ومغفورہ نوراللہ مرقدھا

☆ خلیفہ مجاز محبّ المکرّم ومخلص المعظم
حضرت اقدس جناب محمد علی ہمایوں حنیف صاحب نقشبندی غفوری مدظلہٗ
اور آپ کے والد محترم جناب محمد حنیف دوست محمد مرحوم رحمۃ اللہ علیہ
کے نام کرتا ہوں۔
جن کی توقع خالص رحمت خداوندی کی بنیاد پر ہے۔

راقم اثیم
محمد روح اللہ نقشبندی غفوری

ابتدائیہ

قرض کی تعریف

هو المال الذی یدفعه الشخص الی غیره، لیرده مثله، عند قدرته فانه علی سداد الدین.

یعنی قرض وہ مال ہے جو ایک شخص دوسرے کو دیتا ہے تاکہ قدرت حاصل ہوتے وقت اس کی مثل واپس کرے۔

قرض کے لغوی معنی (کاٹنے) یا کسی جگہ سے گزرنے کے ہیں۔ شرعی معنی یہ ہے کہ کسی کو اپنے مال یا چیز کا اس شرط پر مالک بنانا کہ وہ اس کے مثل واپس کرے۔

قرض کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ مال والا اپنے مال کے ایک حصہ کو کاٹ کر دوسرے شخص کو اس کا مالک بناتا ہے۔ قرض کا ایک نام (سلف) بھی ہے البتہ (سلف) سے بسا اوقات (بیع السلم) مراد ہوتی ہے۔

قرض کے فضائل

کسی کو قرض دینا بہت ثواب کا کام ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ اَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا

بلکہ دوسرے کے فائدہ کیلئے بھی نیک کام کیا جائے وہ بھی قرضۂ حسنہ کے اندر داخل ہے، نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

من نفس عن مسلم کربة من کرب الدنیا، نفس الله عن کربة من کرب یوم القیامة (اخرجه مسلم، ٤/٢٠٧٤)

جو شخص کسی مسلمان کی ایک دنیوی حاجت پوری کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اس کے اخروی حوائج پورے فرمائیں گے۔

اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من اخذ اموال الناس یرید اداء ها ادی الله عنه ای یسر علیه سدادا دینه، و من اخذها یرید اتلافها اتلفه الله (اخرجه البخاری)

جس نے کسی سے قرض لیا ادائیگی کے ارادے سے، اللہ تعالیٰ اس کے لئے قرض کی ادائیگی کو آسان بنا دیتا ہے اور جس نے قرض لیا دبا لینے کی نیت سے اللہ تعالیٰ اس کو تلف فرماتا ہے۔

یعنی اس کے لئے آئندہ آسانی کا معاملہ نہیں فرماتا بلکہ اس کو مزید تنگی میں مبتلا فرما دیتا ہے۔

قرض کی ادائیگی میں جلدی

اگر کسی کے ذمہ دوسرے کا قرض ہو تو قرض کو جلد ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے، جیسا کہ روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ میرے ایک بھائی کا انتقال ہو گیا ہے اور اس کے ذمہ دوسرے کا قرض ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

هو محبوس بدینه فاقض عنه (اخرجه احمد فی المسند)

وہ اپنے قرض کی وجہ سے قید میں ہے لہٰذا اس کی طرف سے قرض ادا کر دو۔

بھائی کی طرف سے قرض ادا کرنے کا حکم

اس حدیث میں جو حکم دیا گیا ہے اگر مرنے والے نے مال چھوڑا ہو تو ورثاء کے ذمہ قرض کا ادا کرنا لازم ہے اور اگر مال نہ چھوڑا ہو تو یہ حکم استحبابی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا مقروض کا جنازہ پڑھانے سے انکار فرمانا

عن ابی سلمة قال: کان رسول الله ﷺ لا یصلی علی رجل مات وعلیه دین، فاتی بمیت فقال: أعلیه دین؟

قالوا نعم دیناران، فقال صلوا علی صاحبکم فقال ابو قتادة الانصاری: هما علیّ یا رسول اللّٰه، فصلی علیه رسول اللّٰه ﷺ (اخرجه البخاری و مسلم والترمذی)

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مقروض اگر قرض کی ادائیگی کے لیے مال چھوڑے بغیر مرجاتا تو رسول اللہ ﷺ اس کا جنازہ نہیں پڑھاتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ ایک میت کو لایا گیا تو آپ ﷺ نے پوچھا کیا اس کے ذمہ قرض ہے؟ صحابہ نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ! دو دینار (دو اشرفی) ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے ساتھی پر خود ہی جنازہ پڑھ لو اتنے میں ابوقتادہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہوکر عرض کیا یارسول اللہ (ﷺ) اس قرض کی ادائیگی کو میں اپنے ذمہ لیتا ہوں پھر آپ نے جنازہ پڑھایا۔

شہید اور قرض

حضرت حارث رضی اللہ عنہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے ایک شخص نے پوچھا کہ یارسول اللہ (ﷺ)! اگر میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید کیا جاؤں تو کیا یہ شہادت میری خطاؤں کا کفارہ ہوجائے گی، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

نعم اذا قتلت فی سبیل الله، و انت صابر محتسب، أی تطلب الأجر من الله، مقبل غیر مدبر، الا الدین فان جبرائیل قال لی ذالک (اخرجه مسلم، رقم:۱۸۸۵)

ہاں، جب تو ثابت قدم رہے اور اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید کے ساتھ لڑے اور لڑائی دشمن کو پیٹھ دکھانے کی بجائے سینہ سپر ہو، سوائے اس کے تیرے ذمہ کسی کا قرض ہو تو قرض کے گناہ

کو شہادت بھی نہیں مٹا سکتی، یہ بات جبرائیل علیہ السلام نے مجھے بتائی۔

مقروض کو مہلت دینے کی فضیلت

تو جس طرح مقروض کے لیے حکم ہے کہ قرض کی ادائیگی میں جلدی کرے وسعت ہوتے ہوئے تاخیر نہ کرے ایسے ہی دائن (قرض دینے والے) کو بھی شریعت نے حکم دیا ہے کہ مقروض کو مہلت دے قرض کے مطالبہ میں نرمی سے کام لے۔

قوله تعالیٰ: ﴿وان كان ذو عسرة فنظرة الى ميسرة وأن تصدقوا خير لكم ان كنتم تعلمون﴾ (البقرة:٢٨٠)

اگر (مقروض) تنگدست ہے تو مہلت دینی چاہیے وسعت پیدا ہونے تک اور معاف کر دو تو بہت بہتر ہے تمہارے لیے اگر تم کو سمجھ ہو۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من انظر معسرا أو وضع عنه اظله الله فى ظله. (أخرجه مسلم:٣٠٠٦)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو کسی تنگدست محتاج کو (دین کی ادائیگی میں) مہلت دے گا اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے روز عرش کے سایہ میں جگہ دے گا۔

اسلامی شریعت میں مقروض کے ساتھ حسن سلوک کی تلقین کی گئی ہے۔

اللہ عزوجل نے تنگ دست مقروض کو مہلت دینے کا حکم اور اس کا قرض معاف کرنے کی ترغیب دی ہے۔ نادار مقروض کے ساتھ آسانی کرنے کے ثمرات و برکات، جو نبی کریم ﷺ نے بیان فرمائے ہیں ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱۔ دعاؤں کی قبولیت

۲۔ مصیبت سے نجات

۳۔ روز محشر کی مصیبتوں سے نجات

۴۔ سایۂ عرش کا پانا

۵۔ سب سے پہلے سایۂ عرش پانے والوں میں شمولیت

۶۔ گناہوں کی معافی

۷۔ جنت میں داخلہ

حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم تنگ دست اور نادار مقروضوں سے انتہائی ہمدردانہ اور مشفقانہ رویہ اختیار فرماتے۔

مقروض کے پاس قرض ایک امانت ہے

مقروض کے پاس قرض ایک امانت ہے اور اللہ عزوجل نے امانتوں کا ان کے حق داروں کو ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ادائیگی کے سچے ارادے اور عمدگی سے ادا کرنے کے فوائد و برکات بیان فرما کر قرض کی واپسی کی زور دار ترغیب دی ہے:

۱۔ اللہ تعالیٰ کا قرض کو ادا کروا دینا۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کی مدد کا حاصل ہونا

۳۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے محافظ کا ملنا

۴۔ رزق کا میسر آنا

۵۔ ادائیگی میں بہترین ہونے سے بہترین لوگوں میں شامل ہونے کی خوشخبری

۶۔ ادائیگی میں آسانی کرنے والوں سے محبت الٰہی

افراطِ زر کی بنا پر قرض میں دی ہوئی رقم کی قوت خرید میں کمی کی تلافی کے لیے قرض خواہ کو اصل سے زیادہ رقم کا مستحق ٹھہرانا ناجائز ہے کیونکہ یہ اضافہ سود ہے۔

قرض خواہ درج ذیل دو باتوں میں سے ایک اختیار کرے:

۱۔ رضائے الٰہی کی خاطر اس کمی کو برداشت کرے۔

۲۔ قرض ہی نہ دے کیونکہ عام طور پر قرض کا دینا مستحب اور سود سے بچنا

فرض ہے۔

نبی کریم ﷺ نے اس سلسلے میں امت کے لیے بہترین نمونہ چھوڑا ہے۔آپ ﷺ ادائیگی قرض کے لیے قبل از وقت تیاری کرتے۔قرض دار کے درشت لہجہ میں تقاضے کو برداشت فرماتے اور ادائیگی کرتے وقت، اپنی خوشی سے، بغیر کسی سابقہ شرط یا اشارہ کے، واجب الذمہ چیز یا رقم سے زیادہ یا بہتر واپس فرماتے۔

اللہ پاک سے التجا ہے کہ ہم سب کو ہمارے بہن بھائیوں اور اہل وعیال کو اپنی رحمت سے قرض لینے سے بے نیاز فرمادیں۔قرض دینے والوں میں شامل فرمادیں اور مقروضوں سے بہترین معاملہ کی توفیق عطا فرمائیں۔

اور اللہ تعالیٰ اس کتاب کو ہم سب کے لیے نفع بخش اور ثمر آور بنائے اور ہم سب کو ان مندرجات کے مطابق عمل کی توفیق دے۔(آمین)

راقم اثیم

محمد روح اللہ نقشبندی

پہلا باب

قرض کی شرعی حیثیت

قرض کا لغوی معنی

(القرض) عربی زبان کا لفظ ہے، جو کہ قَرَضَ یَقْرِضُ (ضَرَبَ یَضْرِبُ) کے وزن پر ہے اور اس کا معنی کاٹنا (اَلْقَطْعُ) ہے۔ (لسان العرب ۳/۵۹)

کسی جگہ سے گزر کر جانے کو بھی قرض کہتے ہیں جیسا کہ اس کو قطع کہتے ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ (سورۂ کہف آیت ۱۷)

اور جب (سورج) غروب ہوتا ہے تو ان سے بائیں طرف کو کترا کر جاتا ہے۔ (المفردات فی غریب القرآن ص ۴۰۰)

قرض کا شرعی معنی

فقہاء کے نزدیک قرض سے مراد کسی چیز کا اس شرط پر دینا کہ اس کا بدل واپس کیا جائے۔

امام ابن حزم قرض کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

هو ان تعطي انسانا شيئا بعينه من مالك تدفعه اليه، ليرد عليك مثله اما حالا في ذمته، واما الى اجل مسمى. (المحلی ۸/۴۶۲)

وہ یہ ہے کہ تو کوئی چیز اپنے مال میں سے بعینہٖ کسی کو اس شرط پر دے کہ وہ اس کی مثل ابھی تجھے ادا کر دے یا ایک مقررہ مدت کو۔

قرض کی شرعی حیثیت

قرض لینے کے بارے میں متعدد اور بظاہر مختلف روایات وارد ہوئی ہیں۔ بعض روایات میں نبی کریم ﷺ اور حضراتِ صحابہ کے قرض لینے کا ذکر ہے اور بعض دیگر روایات میں قرض لینے کے متعلق ناپسندیدگی ظاہر ہوتی ہے۔

قرض لینے کے متعلق روایات ملاحظہ فرمائیں:

نبی کریم ﷺ کا قرض لینا

ہمارے نبی کریم ﷺ نے متعدد مرتبہ قرض لیا اس بارے میں متعدد احادیث میں سے ایک کو امام نسائی اور امام ابن ماجہ نے حضرت عبد اللہ بن أبی ربیعہ مخزومی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے بیان کیا:

آپ کے پاس مال آیا تو مجھے ادا کر دیئے اور فرمایا ''اللہ تعالیٰ تمہارے اہل اور تمہارے مال میں برکت عطا فرمائے۔ یقیناً قرض کا بدلہ (قرض خواہ کی) تعریف کرنا اور ادا کرنا ہے۔''

(سنن نسائی ۷/۳۱۳، سنن ابن ماجه ٤/٧٨)

عہد نبوی میں صحابہ کا قرض لینا

آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک میں اور اس کے بعد بھی حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم قرض لیتے اور دیتے تھے۔ عہد نبوی میں حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے قرض لینے دینے کے متعلق احادیث میں سے ایک کو امام مسلم نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

(بلاشبہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے عہد میں ابن ابی حدرد رضی اللہ عنہ سے اپنے قرض کی واپسی کا مسجد میں تقاضا کیا۔ ان دونوں کی (تکرار میں) آوازیں بلند ہوئیں، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں اپنے گھر میں سنا۔ رسول اللہ ﷺ ان کی طرف نکلے اور اپنے حجرے کے پردے کو ہٹایا اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو آواز دی:

یا کعب! (اے کعب)

انہوں نے عرض کیا: لبیک یا رسول اللّٰہ! (اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ! میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں)

فاشار اليه بيده: ان ضع الشطر من دينک.

آپ ﷺ نے انہیں ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اپنا آدھا قرض چھوڑ دو

کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: **قدمت فعلت يارسول الله!**

اے اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ ﷺ! میں نے (ایسے) کر دیا

رسول اللہ ﷺ نے (ابن ابی حدرد رضی اللہ عنہ سے) فرمایا:

قم فاقضه. (صحيح مسلم ۳/۱۱۹۲)

اٹھو اور اس کو قرض ادا کرو۔

عہد نبوی کے بعد صحابہ کا قرض لینا

عہد نبوی ﷺ کے بعد حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے قرض لینے کے دو واقعات درج ذیل ہیں:

۱۔ امام حاکم نے قاسم کے حوالے سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ وہ قرض لیا کرتی تھیں۔ ان سے کہا گیا: **مالک والدين؟**

آپ کا قرض سے کیا تعلق (یعنی آپ کیوں قرض لیتی ہیں؟

انہوں نے جواب دیا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

ما من عبد كانت له نية فى اداء دينه الا كان له من الله عون.

کسی بھی بندے کی اپنے قرض کی واپسی کی نیت نہیں ہوتی مگر اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد ہوتی ہے۔

فالتمس ذلک العون. (المستدرك ۲/۲۲)

تو میں تو (قرض لے کر) اس مدد کو حاصل کرنا چاہتی ہوں۔

۲۔ امام ابوعبید القاسم بن سلام نے ابراہیم سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا:

عمر نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو چار سو درہم بطورِ قرض دینے کے لیے پیغام بھیجا تو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا:

اتستسلفني، وعندک بیت المال، الاتاخذ منه ثم ترده؟

کیا آپ مجھ سے قرض طلب کرتے ہیں اور آپ کے پاس بیت المال ہے آپ اس سے کیوں نہیں لے لیتے؟ پھر اس (قرض) کو واپس کر دینا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ میری موت آجائے تو تم اور تمہارے ساتھی کہیں گے: اس کو امیر المؤمنین کے لیے چھوڑ دو یہاں تک کہ وہ روزِ قیامت میرے میزان (یعنی نیکیوں) میں سے لیا جائے لیکن میں تم سے قرض لے رہا ہوں کیونکہ میں مال سے تمہاری شدید محبت کو جانتا ہوں سو جب میں مروں گا تو تم آؤ گے اور میرے ترکہ میں سے اپنا پورا پورا حق وصول کر لو گے۔

(کتاب الاموال ص ۲۴۹)

اللہ اکبر! فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ اور آج کے اہل اقتدار میں کس قدر فرق ہے! وہ بیت المال سے چار سو درہم کا قرض اس خوف کی بنا پر نہیں لیتے کہ ان کی موت کی صورت میں لوگوں کے کہنے پر وہ قرض معاف کر دیا جائے گا اور انھیں اس کے بدلے میں اپنی نیکیوں سے محروم ہونا پڑے گا۔ اور آج کے اہلِ اقتدار اور ان کے ہم نوا لوگ سرکاری خزانے سے کروڑوں کا قرض لیتے ہیں اور پھر اقتدار کے زور پر یا بوقت ضرورت سیاسی وفاداریاں تبدیل کر کے قرض معاف کروا لیتے ہیں۔ انا للہ وانا الیه راجعون

قرض کے ناپسندیدہ ہونے کے متعلق روایات

قرض کے جواز کے متعلق احادیث کے ساتھ ساتھ ایسی احادیث اور آثار بھی ملتے ہیں جن سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ عام حالات میں قرض لینا پسندیدہ کام نہیں۔ ذیل میں اس بارے میں پانچ روایات ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ امام بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ

ان رسول اللہ ﷺ کان یدعو فی صلاته ویقول:

اللهم انی اعوذبک من الماثم والمغرم.

بلاشبہ رسول اللہ ﷺ اپنی نماز میں دعا کیا کرتے تھے اور کہتے تھے: اے اللہ! یقیناً میں گناہ اور قرض سے آپ کی پناہ طلب کرتا ہوں۔

کسی کہنے والے نے عرض کیا:

ما اکثر ما تستعیذ یا رسول اللہ من المغرم؟

اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ! آپ قرض سے کس قدر زیادہ پناہ طلب کرتے ہیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا:

ان الرجل اذا غرم حدث فکذب ووعد فاخلف. (صحیح البخاری، کتاب الاستقراض، رقم الحدیث ۲۳۹۷، ۵/ ۶۰)

بلاشبہ جب بندہ مقروض ہوتا ہے تو بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ کرتا ہے تو خلاف ورزی کرتا ہے۔

امام بخاری نے اس حدیث پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

باب من استعاذ من الدین. (صحیح بخاری ۵/ ۶۰)

قرض سے پناہ طلب کرنے والے شخص کے متعلق باب

مذکورہ بالا حدیث قرض کی سنگینی کو اجاگر کرنے کے لیے بہت کافی ہے۔ علامہ عینی فرماتے ہیں:

اس میں قرض کی خرابی اور سنگینی ہے اور یہ کہ وہ مقروض کو جھوٹ اور وعدہ کی خلاف ورزی تک پہنچا دیتا ہے جو کہ دونوں منافقوں کی صفات میں سے ہیں۔ (عمدۃ القاری، ج ٦ ص ١١٨)

۲۔ امام نسائی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا:

كان لرسول الله ﷺ دعوات لا يدعهن: اللهم انى اعوذبک من الهم والحزن والعجز والكسل والبخل والجبن، والدين وغلبة الرجال. (سنن نسائی ٨/٢٥٨)

رسول اللہ ﷺ کی (کچھ) دعائیں تھیں جنھیں وہ چھوڑا نہیں کرتے تھے۔ اے اللہ! بلاشبہ میں غم اور رنج، بے بسی اور کاہلی بخل اور بزدلی اور قرض اور آدمیوں کے غلبہ سے آپ کی پناہ طلب کرتا ہوں۔

۳۔ امام نسائی نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ

ان رسول الله ﷺ كان يدعو بهؤلاء الكلمات: اللهم انى اعوذبک من غلبة الدين وغلبة العدو وشماتة الاعداء. (سنن نسائی ٨/٢٦٨)

بلاشبہ رسول اللہ ﷺ ان الفاظ کے ساتھ دعا کیا کرتے تھے: اے اللہ! میں قرض کے چڑھ جانے، دشمن کے غلبہ اور شماتت اعداء (یعنی میرے نقصان پر دشمنوں کو خوش ہونے کا موقع ملے) سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں۔

۴۔امام احمد نے حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے صحابہ سے فرماتے ہوئے سنا:

"لاتخیفوا انفسکم" او قال: "الأنفس."

اپنی جانوں کو نہ ڈراؤ۔یا آپ ﷺ نے فرمایا: جانوں کو۔

آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا گیا:

یا رسول اللہ! وما نخیف انفسنا؟

اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ! ہمارا اپنی جانوں کو ڈرانا کیا ہے؟

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

الدین. (مسند ۲۸/ ۶۲۶)

قرض (کے ساتھ)

شیخ احمد البنا حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

"معنی یہ ہے کہ اپنی جانوں کو، ان کے امن کے، بعد قرض کے ساتھ، قرض خواہوں سے نہ ڈراؤ، قرض باعثِ خوف بنتا ہے کیونکہ دل اُس کی وجہ سے اُس کی ادائیگی قرض خواہ کے روبرو ملاقات کے وقت ذلیل ہونے اور ادائیگی میں تاخیر کے سبب اس کے زیر بار ہونے کے غم میں ڈوبا رہتا ہے کتنی ہی دفعہ وہ واپسی کا وعدہ کر کے خلاف ورزی کرتا ہے یا قرض خواہ سے بات کرتے وقت جھوٹ بولتا ہے یا جھوٹی قسم کھاتا ہے یا مرنے کی صورت میں (جنت میں جانے سے) روکا جاتا ہے"۔

(بلوغ الامانی ۱۵/ ۸۶۔۸۷)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا:

لا تحتفوا أنفسکم.

خودکشی نہ کرو۔

عرض کیا گیا:

یا رسول اللہ ﷺ وما نحتف انفسنا؟

یارسول اللہ ﷺ! ہمارا خودکشی کرنا کیسے ہے؟

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

بالدین (المستدرک ۲/۲۶)

قرض کے ساتھ۔

۵۔ امام مالک نے امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

ایاکم والدین فان اوله هم وآخره حرب.

(موطا امام مالک ۲/۷۷۰)

قرض سے دور رہو کیونکہ اس کی ابتدا غم ہے اور انجام ناداری

۶۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

سلف سے بعض نے کہا: قرض کا غم کسی دل میں داخل نہیں ہوتا مگر اس کی عقل میں سے (کچھ حصہ) لے جاتا ہے جو کہ اس کی طرف (کبھی) واپس نہیں آتا۔ (فتح الباری، ج ۱۱ ص ۱۴۷)

علامہ قرطبی فرماتے ہیں:

بلاشبہ قرض عیب ہے، قرض رات کو پریشانی دن کو ذلت جانو کو ڈرانے بلکہ کمزور کرنے کا سبب ہے۔ (المفهم ۴/۵۷۴)

قرض لیا جائے یا نہ لیا جائے؟

اس مقام پر یہ سوال اُبھرتا ہے کہ کیا قرض لیا جائے یا نہ لیا جائے؟

اس سوال کا جواب سمجھنے کی غرض سے ذیل میں محدثین کرام کے اقوال پیش ہیں جو کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کے قرض سے پناہ طلب کرنے والی حدیث کی شرح میں بیان کیے ہیں:

۱۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

کہا گیا ہے: اس سے مراد ناجائز کاموں کے لیے لیا ہوا قرض ہے اور جائز کاموں کی خاطر لیا ہوا ایسا قرض ہے کہ اس کی واپسی اس کی بساط سے باہر ہو اور یہ (بھی) احتمال ہے کہ اس سے مراد کوئی اور زیادہ عام معنی ہو۔ (فتح الباری ۲/۳۱۹)

۲۔ حافظ ابن حجر ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

پھر میں نے حاشیہ ابن منیر میں دیکھا: قرض سے پناہ مانگنے اور قرض لینے کے جواز میں کوئی تعارض نہیں، کیونکہ جس چیز سے پناہ طلب کی گئی ہے وہ قرض کی مصیبتیں ہیں اور جو شخص قرض لے اور ان سے محفوظ رہے تو اس کو اللہ تعالیٰ نے پناہ عطا فرمادی اور اس نے جائز کام کیا۔ (ایضاً، ج ۵ ص ۶۱)

۳۔ علامہ عینی رقم طراز ہیں:

میں کہتا ہوں: آنحضرت ﷺ نے جس قرض سے پناہ طلب کی یا تو وہ جائز مقصد کی خاطر ہوگا لیکن اس کے پاس اس کی واپسی کی کوئی شکل نہ ہوگی اس طرح وہ اپنے بھائی کا مال برباد کرنے کے درپے ہوتا ہے یا وہ قرض لیتا ہے اور اس کے پاس ادائیگی کے امکانات تو موجود ہیں لیکن اس کا خیال عدم ادائیگی کا ہے یا وہ اپنے بھائی کے مال کی حرص کرتے ہوئے بلاضرورت اس سے قرض لیتا ہے یا مراد اس طرح کی دیگر صورتیں ہیں۔

(عمدۃ القاری، ج ۶ ص ۱۱۷)

قرض لینے کی شرائط

حضرات محدثین کے مذکورہ بالا اقوال اور دیگر احادیث شریفہ کے مطالعہ سے

معلوم ہوتا ہے کہ قرض لینے کے لیے کچھ شرائط ہیں ان میں سے تین شرائط ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:

(۱) قرض لینے کا معقول اور جائز سبب

قرض لینے کے لیے معقول اور جائز سبب کا ہونا ضروری ہے کیونکہ روزِ قیامت اس بارے میں سوال کیا جائے گا۔ امام احمد نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ روزِ قیامت مقروض کو بلائیں گے یہاں تک کہ اس کو ان کے روبرو کھڑا کیا جائے گا تو اس سے کہا جائے گا اے ابن آدم! تو نے یہ قرض کس لئے لیا؟ اور تو نے لوگوں کے حقوق کو کس لیے ضائع کیا؟

وہ جواب میں عرض کرے گا: اے میرے رب! بلاشبہ آپ کو علم ہے کہ یقیناً میں نے اس کو لیا لیکن میں نے اس کو کھانے پینے اور پہننے میں نہیں اڑایا اور نہ (کہیں اور) برباد کیا، لیکن مجھ پر تو آگ یا چوری یا کاروباری خسارہ کی مصیبت آئی تھی۔

اللہ عزوجل فرمائیں گے میرے بندے نے سچ کہا ہے آج میں اس کا قرض ادا کرنے کا زیادہ حق دار ہوں۔

اللہ تعالیٰ کسی چیز کو طلب کریں گے پھر اُس کو اس کے میزان کے ایک پلڑے میں رکھ دیں گے، تو اس کی نیکیاں اس کی برائیوں کے مقابلے میں زیادہ ہو جائیں گے۔ پس وہ ان کی رحمت سے جنت میں داخل ہو جائے گا۔ (المسند ۳/۱۵۷)

اس حدیث سے یہ بات واضح طور پر معلوم ہوتی ہے کہ معقول اغراض کے لیے قرض لینا قابل مواخذہ نہیں البتہ غیر معقول مقاصد کے لیے قرض لینے پر روزِ قیامت باز پرس ہوگی۔

ایک اور حدیث میں یہ بات بیان کی گئی ہے کہ ناپسندیدہ غرض کے لیے قرض لینے والا اللہ تعالیٰ کی مدد سے محروم ہو جاتا ہے۔ امام حاکم نے حضرت عبداللہ بن جعفر

رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان اللّٰہ مع الدائن حتی یقضی دینہ مالم یکن فیما یکرھہ اللّٰہ. (المستدرک ۲/۲۳)

اگر قرض اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناپسندیدہ مقصد کی خاطر نہ ہوتو ادائیگی قرض تک اللہ تعالیٰ مقروض کے ساتھ ہوتے ہیں۔

قابل افسوس بات یہ ہے کہ بعض مسلمان خواتین وحضرات شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے مواقع پر اسراف وتبذیر (اسراف سے مراد جائز کاموں میں راہِ اعتدال سے تجاوز کرتے ہوئے مال خرچ کرنا اور تبذیر سے مراد ناجائز جگہوں پر مال خرچ کرنا ہے) کے لیے قرض لیتے ہیں اس طرح قرض لینے کی قباحت میں مزید اضافہ ہوجاتا ہے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت عطا فرمائیں۔آمین

(۲) ادائیگی کی سچی نیت

قرض لینے کے جواز کی دوسری شرط یہ ہے کہ قرض لینے والے کی واپسی کی سچی نیت اور پختہ ارادہ ہو اس کے بغیر قرض لینے والا اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے غیظ وغضب کا نشانہ بناتا ہے امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

من اخذ اموال الناس یرید اداء ھا ادی اللّٰہ عنہ ومن اخذ یرید اتلافھا اتلفہ اللّٰہ. (صحیح بخاری ۵/۵۳)

جو شخص ادائیگی کے ارادے سے لوگوں کے مال لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے ادا کروادیتے ہیں اور جو شخص انہیں برباد کرنے کے ارادے سے لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو برباد کردیتے ہیں۔

حافظ ابن حجر حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس کا ظاہری معنی یہ ہے کہ اس کے لیے یہ بربادی دنیا ہی میں اس کی معیشت یا جان میں ہوتی ہے اور یہ بات جیسا کہ ہم دونوں کام کرنے والوں کا مشاہدہ کرتے ہیں آنحضرت ﷺ کی نبوت کی صداقت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ بربادی سے مراد نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ بربادی سے مراد عذاب آخرت ہے۔ (فتح الباری ۵/۵٤)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں:

وفی الحدیث الترغیب فی تحسین النیة، والترهیب من ضد ذلک. (فتح الباری ۵/۵٤)

اور حدیث میں نیت کو درست کرنے کی ترغیب اور اس کی ضد سے ڈرایا گیا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض لینے والے بدنیت کے برے انجام کے بارے میں ایک اور بات بھی بتلائی ہے۔ امام طبرانی نے میمون کردی کے حوالے سے ان کے والد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

ایما رجل استدان دینا، لا یریدا ن یؤدی الی صاحبه حتی اخذ ماله ولم یؤد الیه دینه، لقی الله، وهو سارق.

(مجمع الزوائد ٤/١٤٢)

جس شخص نے قرض لیا اور اس کا ارادہ حق دار کا حق ادا کرنے کا نہیں، اس نے مال لے لیا مگر ادا نہ کیا تو وہ اللہ تعالیٰ سے بطور چور ملاقات کرے گا۔

(۳) مستقبل میں ادائیگی کے امکانات

جائز مقاصد کے لیے ادائیگی کی نیت سے قرض لیتے ہوئے اس بات کو پیش نظر

رکھنا بھی ضروری ہے کہ مقروض کے لیے مستقبل میں ادائیگی کے امکانات ہوں۔ اس شرط کو نظر انداز کر کے قرض لینا مناسب نہیں۔

اسی سلسلے میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لا احب ان یتحمل بامانته مالیس عنده. (المغني ٤/٣٤٨)

میں پسند نہیں کرتا کہ وہ اپنی امانت کے ساتھ اس چیز کا بوجھ اُٹھائے جس کی اس میں استطاعت نہ ہو۔

امام ابن قدامہ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

ما لا یقدر علی وفاءٌ . (ایضًا ٤/٣٤٨)

یعنی (مستقبل میں) اس کے ادا کرنے پر قادر نہ ہو۔

گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ عام حالات میں قرض لینا شرعی طور پر ناپسندیدہ ہے البتہ معقول وجہ اور جائز سبب کی موجودگی میں ادائیگی کے پختہ اور سچے ارادے اور مستقبل میں امکانات پائے جانے کی صورت میں قرض لینے میں کوئی حرج نہیں۔

سونا چاندی قرض لینے کے متعلق حدیث

سونا اور چاندی کے قرض لینے دینے کے جواز کے متعلق احادیث میں سے ایک یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ سے چالیس ہزار قرض لیے تھے۔

ماپ اور وزن کی جانے والی چیزوں کے متعلق دو حدیثیں

ماپ اور وزن کی جانے والی چیزوں کے قرض کے متعلق احادیث میں سے دو درج ذیل ہیں:

امام بزاز نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا:

نبی کریم ﷺ نے ایک انصاری سے چالیس صاع بطورِ قرض

لیے۔ انصاری کو ضرورت پڑی تو وہ آنحضرت ﷺ کے پاس آیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابھی تک ہمارے پاس کوئی چیز نہیں آئی۔ انصاری نے کچھ کہنا چاہا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خیر کے سوا کچھ نہ کہنا میں قرض لینے والوں میں سے بہترین ہوں۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے اس کو چالیس زائد اور چالیس اس کے قرض کے کل اسّی (صاع) ادا کیے۔

(مجمع الزوائد ٤/ ١٤١)

۲: امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا:

رسول اللہ ﷺ نے ایک بدو سے ذخیرہ شدہ عجوہ کھجوروں کے ایک وسق کے بدلہ میں (کچھ) اونٹنیاں خریدی۔ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر تشریف لائے اس کے لیے کھجوریں تلاش کیں لیکن وہ نہ ملیں۔

رسول اللہ ﷺ اس کے پاس واپس تشریف لائے اور فرمایا: اے اللہ کے بندے! یقیناً ہم نے ذخیرہ شدہ کھجوروں کے ایک وسق کے بدلے میں تم سے اونٹنیاں خریدی تھیں۔ ہم نے انہیں ڈھونڈھا ہے، لیکن وہ ہمیں ملی نہیں۔

بدو نے کہا: ہائے بے وفائی!

راوی نے بیان کیا لوگوں نے اس کو جھڑکا اور کہا: اللہ تعالیٰ تجھے ہلاک کر دے! کیا تو رسول اللہ ﷺ کو بے وفا کہہ رہا ہے؟

انہوں نے (عائشہ رضی اللہ عنہا) نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کو چھوڑ دو (یعنی جو کہتا ہے، کہنے دو) کیونکہ بلاشبہ صاحب حق کو بات کرنے کا حق ہے۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے بات کو دہراتے ہوئے فرمایا:

اے اللہ تعالیٰ کے بندے! ہم نے تیری اونٹنیوں کو خریدا اور ہم سمجھتے تھے کہ اس کے عوض میں ذکر کردہ چیز ہمارے پاس موجود ہے ہم نے اس کو تلاش کیا ہے لیکن وہ

ہمیں نہیں ملی۔

بدو نے کہا: ہائے بے وفائی!

لوگوں نے اس کو جھڑکا اور کہا: اللہ تعالیٰ تجھے غارت کریں! کیا تو رسول اللہ ﷺ کو بے وفا کہہ رہا ہے؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کو چھوڑ دو کیونکہ بے شک حق والے کو بات کہنے کا حق ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اسی بات کو دو یا تین مرتبہ دہرایا۔ جب آپ ﷺ نے دیکھا، کہ وہ آپ کی بات سمجھ نہیں پا رہا تو آپ ﷺ نے اپنے ایک صحابی سے فرمایا:

خویلہ بنت حکیم بن امیہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ اور ان سے کہو: اگر آپ کے پاس ذخیرہ شدہ کھجوروں کا ایک وسق ہو، تو ہمیں بطورِ قرض دے دیجیے، یہاں تک ہم ان شاء اللہ اس کو ادا کر دیں۔

وہ شخص ان کی طرف گیا پھر واپس آ کر عرض کیا کہ انہوں نے کہا ہے: جی ہاں، اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے پاس (کھجوریں) ہیں۔ کسی کو لینے کے لیے بھیج دیجیے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اذهب به فاوفه الذى له.

اس کو ساتھ لے جاؤ اور اس کا مکمل حق ادا کر دو۔

پس انہوں نے اس (بدو) کو اس کا پورا حق دے دیا۔

پھر وہ بدو رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا اور آنحضرت ﷺ اپنے صحابہ کے درمیان تشریف فرما تھے تو وہ کہنے لگا:

جزاک اللّٰه خيرا فقد اوفيت واطيبت

اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین جزا دیں کہ یقیناً آپ نے عمدگی سے مکمل حق ادا کیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اولئک خیار عباد اللّٰہ عند اللّٰہ الموفون المطیبون.

(المسند ۴۳/ ۳۳۷)

یہ لوگ جو کہ عمدگی سے پورا حق ادا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کے بہترین بندے ہیں۔

اس حدیث شریف میں یہ بات واضح ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت خویلہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا سے ذخیرہ شدہ کھجوروں کا ایک وسق بطورِ قرض لیا۔

علاوہ ازیں ماپ اور وزن کی جانے والی چیزوں میں قرض کے لینے دینے کے جواز پر علمائے اُمت کا اجماع بھی ہے امام ابن قدامہ نے فرمایا ہے:

ماپ کی جانے والی چیزوں میں قرض (لینا دینا) بلا اختلاف جائز ہے۔ ابن منذر نے فرمایا: وہ سب اہل علم جن سے ہم علم لیتے ہیں اس بات پر متفق ہیں کہ ماپ اور وزن کی جانے والی اور اناج میں سے وہ تمام چیزیں جن کی مثل ہو، کا قرض لینا دینا جائز ہے۔ (المغنی ۴/ ۳۵۰)

حیوانات کو بطور قرض لینا دینا

حیوانات کو بطورِ قرض لینے دینے کے جواز کے متعلق احادیث میں سے ایک وہ ہے جس کو امام مسلم نے حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص سے نوعمر اونٹ بطورِ قرض لیا تھا۔ آپ ﷺ کے پاس صدقہ کے اونٹ آئے تو آنحضرت ﷺ نے ابو رافع کو اس شخص کے نوعمر اونٹ کا قرض چکانے کا حکم دیا۔

ابو رافع رضی اللہ عنہ واپس آئے اور عرض کیا مجھے تو چار دانتوں والا بہترین اونٹ ہی ملا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا اس شخص کو وہی دے دو کیونکہ لوگوں میں سے بہترین وہ ہیں جو ادائیگی میں سب سے اچھے ہوں۔ (صحیح مسلم ۳۰/۱۲۲٤)

امام نووی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

اس حدیث میں قرض لینے کا ثبوت ہے۔ (علاوہ ازیں) حیوان کو (بھی) بطورِ قرض لینے کا جواز موجود ہے۔

(شرح النووی ۱۱/۳۸)

امام بخاری نے ایک باب کا درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

باب استقراض الابل. (صحیح بخاری ٥/٥٦)

اونٹ کو بطورِ قرض لینے کے متعلق باب

اور اس میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص سے ایک اونٹ بطورِ قرض لیا۔ (ایضاً ٥/٥٦)

حافظ ابن حجر اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

اس میں اونٹ کے بطورِ قرض لینے کا (ثبوت) ہے۔ دیگر حیوانات کا حکم بھی اِسی طرح ہے۔ اکثر اہلِ علم کی یہی رائے ہے۔ ثوری اور احناف نے اس سے منع کیا ہے۔ (فتح الباری ٥/٥٦)

گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ قرض کا دائرہ بہت وسیع ہے ہر وہ چیز جس سے ہبہ وغیرہ کے ذریعہ ملکیت حاصل ہو سکتی ہے، اس کا قرض میں لینا دینا درست ہے۔

نقدی، ماپ اور وزن کی جانے والی چیزوں اور حیوانات کا بطورِ قرض لینا دینا جائز ہے۔

دوسرا باب

قرض کی آٹھ اقسام

اظہارِ حقیقت

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ ط (البقرہ:۲۸۲)

اے ایمان والو! جب تم کسی مقررہ مدت تک کے لیے ادھار کا معاملہ کرو تو اسے لکھ لیا کرو۔

اکثر لوگ اس آیتِ کریمہ سے ہر قسم کے ادھار معاملات کا جواز کشید کرتے ہیں حالانکہ اس آیت سے مراد صرف وہ ادھار کا معاملہ ہے جسے شریعت نے حلال قرار دیا ہو، ادھار کے حرام معاملات اس آیت کریمہ کے تحت نہیں آتے ہیں، کتاب وسنت میں جن ادھار معاملات کی تفصیل بیان کی گئی ہے ان میں سے کچھ حلال اور جائز ہیں اور کچھ حرام اور ناجائز ہیں چونکہ ہمارے ہاں ادھار کا لین دین عام ہے جس کی چند اقسام ہیں مثلاً بعض اوقات آئندہ کسی وقت قیمت کی ادائیگی کے وعدہ پر کوئی چیز لی جاتی ہے یا نقد قیمت ادا کر کے آئندہ کسی وقت کوئی چیز وصول کرنا طے پاتا ہے یا قیمت کی ادائیگی اور چیز کی وصولی دونوں آئندہ کسی وقت میں قرار پاتی ہیں، اس لیے ہم ان تمام اقسام کو تفصیل سے بیان کرتے ہیں اور ان کی شرعی حیثیت سے آگاہ کرتے ہیں۔

قرض کی پہلی قسم

آدمی کسی چیز کا محتاج ہوتا ہے لیکن اس کے پاس نقد ادائیگی کے لیے رقم نہیں ہوتی تو وہ ایک طے شدہ وقت میں ادائیگی کے وعدہ پر اس چیز کو خرید لیتا ہے جبکہ اس کی نقد قیمت، ادھار قیمت سے کم ہوتی ہے یعنی اس طرح نقد اور ادھار کی قیمت میں فرق ہوتا ہے تو ایسا کرنا جائز ہے مثلاً

☆ ایک آدمی اپنی ذاتی رہائش یا کرایہ پر دینے کے لیے دس لاکھ میں کوئی مکان خریدتا ہے جس کی ادائیگی آئندہ کسی مقررہ وقت پر طے پاتی ہے جبکہ اس مکان کی نقد قیمت نو لاکھ ہے۔

☆ ایک آدمی اپنی ذاتی سواری یا کرایہ پر دینے کے لیے دس لاکھ میں کوئی گاڑی خریدتا ہے جس کی ادائیگی آیندہ کسی مقررہ وقت پر طے پاتی ہے جبکہ اس گاڑی کی نقد قیمت نو لاکھ ہے۔

اس کاروبار کے جائز ہونے کی دلیل حسب ذیل آیتِ کریمہ ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ ط. (البقرہ:۲۸۲)

اے ایمان والو! جب تم آپس میں کسی مقررہ مدت تک کے لیے ادھار کا معاملہ کرو تو اسے لکھ لیا کرو۔

مذکورہ قسم ادھار کے معاملہ میں داخل ہے جس کے جائز ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

قرض کی دوسری قسم

ایک شخص تجارت کی غرض سے کوئی چیز ادھار خریدتا ہے مثلاً ایک آدمی ادھار قیمت کی ادائیگی پر گندم خریدتا ہے جو موجودہ ریٹ سے زیادہ ادائیگی کرے گا تاکہ وہ اسے شہر جا کر فروخت کرے یا مقامی منڈی میں بھاؤ کے تیز ہونے تک انتظار کرے، یہ معاملہ بھی جائز ہے اور مذکورہ آیت میں داخل ہے۔

واضح رہے کہ آیندہ قیمت کی ادائیگی بالاقساط ہو یا یکمشت، اس سے معاملہ کے جائز ہونے میں کوئی فرق نہیں پڑتا ہاں اگر کسی قسط کی ادائیگی نہ ہو سکے تو قیمت میں اضافہ کرنا یا سابقہ اقساط کو ہضم کر کے ازسرنو شروع کرنا جائز نہیں ہے۔

قرض کی تیسری قسم

کسی آدمی کو رقم کی ضرورت ہے، وہ کسی دوسرے سے اس شرط پر رقم لیتا ہے کہ وہ اسے اس کے عوض کوئی چیز ادا کرے گا مثلاً ایک آدمی دوسرے کو کہتا ہے کہ مجھے پانچ ہزار روپے پانچ من گندم کے عوض دے دو، وہ گندم میں تجھے ایک سال تک ادا کروں گا ایسا کرنا شرعاً جائز ہے اسے شریعت میں بیع سلم کہتے ہیں جس کے جواز میں متعدد

احادیث ہیں چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ طیبہ تشریف لائے تو اہلِ مدینہ ایک یا دو سال کی ادائیگی پر پھلوں کے متعلق بیع سلم کرتے تھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص بیع سلف (سلم) کرتا ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ جنس کا پیمانہ یا وزن طے کرے اور ادائیگی کے لیے مدت کا بھی تعین کرے۔ (صحیح البخاری، البیوع: ۲۲٤۰)

قرض کی چوتھی قسم

ایک شخص پیسوں کا ضرورت مند ہے لیکن کوئی شخص بھی اسے قرض دینے کے لیے تیار نہیں وہ کسی شخص سے اس کا کوئی سامان ادھار رقم کی ادائیگی پر خرید لیتا ہے پھر وہی سامان اسے کم قیمت نقد پر فروخت کر دیتا ہے، اسے بیع عینہ کہا جاتا ہے اور یہ حرام ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

> جب لوگ درہم و دینار کے لالچ میں آ کر بخل پر اتر آئیں، بیع عینہ کرنے لگیں اور بیلوں کی دُمیں پکڑنے لگیں اور اللہ کے راستہ میں جہاد ترک کر دیں تو اللہ تعالیٰ ان پر مصیبتیں نازل کرے گا پھر وہ ان سے نجات نہیں دے گا تا آنکہ وہ اپنے اصل دین کی طرف لوٹ آئیں۔ (مسند امام احمد، ص ۲۸: ج ۲)

چونکہ قرض کی اس قسم میں سود کو جائز اور برقرار رکھنے کا حیلہ کیا گیا ہے اس لیے یہ قسم ناجائز اور حرام ہے کیونکہ اس میں نقد کچھ رقم لے کے آیندہ کچھ اضافہ کے ساتھ ادائیگی کرنا ہے اور چیز کی خرید و فروخت کو درمیان میں بطور حیلہ کے داخل کیا گیا ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر علما نے اسے حرام قرار دیا ہے اسے بیع عینہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ فروخت کردہ وہی چیز اُسی حالت میں فروخت کار کو حاصل ہو جاتی ہے اور اصل مال خریدار سے لوٹ کر فروخت کنندہ کے پاس پھر واپس پہنچ جاتا ہے۔

قرض کی پانچویں قسم

کوئی شخص پیسوں کا ضرورت مند ہے لیکن اسے کوئی قرض دینے والا میسر نہیں آسکا وہ ضرورت مند کسی شخص سے ادھار پر کوئی چیز خرید لے پھر اسی چیز کو تیسرے شخص سے نقد پر فروخت کر دے لیکن اس شخص کو فروخت نہ کرے جس سے ادھار پر خریدی تھی فقہا کی اصطلاح میں اسے مسئلہ تورق کہتے ہیں۔ اس کے جواز یا عدم جواز کے متعلق اختلاف ہے علما کا ایک گروہ قرض کی اس قسم کو جائز قرار دیتا ہے کیونکہ خریدار کا چیز خریدنے سے مقصد یہ تھا کہ اس چیز کو استعمال کرے یا اسے فروخت کر کے اس کا معاوضہ حاصل کر لے، خرید و فروخت کی یہ دونوں اغراض صحیح ہیں۔ لہٰذا ایسا کرنا جائز اور مباح ہے۔ البتہ علما کا دوسرا گروہ اسے ناجائز کہتا ہے کیونکہ خریدار کا مقصد کم رقم لے کر ادھار زیادہ رقم دینا ہے اور مذکورہ چیز تو حیلہ کے طور پر درمیان میں استعمال کی گئی ہے اور حرام چیز ناجائز وسیلے سے حلال نہیں ہوتی اور نہ ہی اس سے وہ خرابی دور ہوتی ہے جس کی بنا پر اسے حرام قرار دیا ہے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر انسان کو وہی کچھ ملے گا جو اس نے نیت کی۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر ۱)

مسئلہ تورق کو حرام کہنے والوں میں امام ابن تیمیہ سرفہرست ہیں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے ایک روایت اسے حرام قرار دینے سے متعلق ہے بلکہ ابوداؤد کی روایت کے مطابق امام احمد نے اس قرض کی شکل کو بیع عینہ میں شامل کیا ہے جیسا کہ امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے۔ (تہذیب السنن، ص:۱۰۸ ج ۵)

چونکہ آج خیر خواہی کے جذبے سے قرضہ دینے والے کمیاب بلکہ نایاب ہیں اور لوگوں کو نقد رقم کی ضرورت رہتی ہے اس لیے چند شرائط کے ساتھ قرض کی اس شکل کو جائز قرار دینا چاہیے، وہ شرائط یہ ہیں:

☆ قرض لینے والا خود رقم کا محتاج ہو، اگر وہ خود ضرورت مند نہیں بلکہ وہ کسی

دوسرے کواس بہانے قرض دلوانا چاہتا ہے تو اس صورت میں جائز نہیں ہوگا۔

☆ وہ کسی اور جائز طریقہ سے رقم نہ لے سکتا ہو مثلاً کسی سے قرض لے یا بیع سلم کے ذریعے رقم حاصل کر سکے، اگر کسی دوسرے جائز طریقہ سے رقم حاصل کر سکتا ہے تو اس کے لیے مذکورہ طریقہ جائز نہیں ہوگا کیونکہ اس کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔

☆ خرید وفروخت کرتے وقت سود کی ظاہری شکل وصورت سے اجتناب کیا جائے مثلاً یوں کہے کہ میں تجھے یہ دس روپے گیارہ روپوں میں فروخت کرتا ہوں۔ اگر خرید وفروخت کرتے وقت ایسی صورت اختیار کرتا ہے تو ایسا حرام یا کم از کم مکروہ ضرور ہے، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ انہوں نے ایسی صورت کے متعلق فرمایا ہے یہ تو درہم کے بدلے درہم فروخت کرنا ہے ایسا کرنا صحیح نہیں، بلکہ صحیح طریقہ یہ ہے کہ پہلے چیز کا مالک، چیز کی قیمت بتائے اور نفع کی مقدار کا تعین کرے پھر ضرورت مند شخص سے کہے، میں تجھے یہ چیز اتنی مدت کے ادھار سے اتنی قیمت میں فروخت کرتا ہوں۔

☆ ضرورت مند آدمی جب تک خرید کردہ چیز پر قبضہ نہ کرے اور اسے اپنے ہاں سمیٹ نہ لے اسے آگے فروخت نہ کرے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے سامان کو بیچنے سے منع فرمایا ہے جب تک تاجر حضرات اس پر قبضہ نہ کرلیں اور اسے اپنے ٹھکانے میں نہ لے جائیں۔

اگر یہ چاروں شرطیں موجود ہوں تو لوگوں سے تنگی دور کرنے کے لیے اس کے جواز کا فتویٰ دیا جاسکتا ہے لیکن یہ بات معلوم ہونا چاہیے کہ ضرورت مند آدمی اس چیز کو فروخت کنندہ کے ہاتھ کم قیمت پر کسی صورت میں فروخت نہ کرے کیونکہ یہ تو وہی بیع عینہ ہے جو چوتھی قسم میں گزر چکی ہے۔

قرض کی چھٹی قسم

قرض لینے کا یہ طریقہ آج کل عام استعمال کیا جاتا ہے جس کی صورت یہ ہے کہ قرض دینے والا اور قرض لینے والا ایک مخصوص رقم دس کے عوض گیارہ یا کم وبیش پر

اتفاق کر لیتے ہیں، لیکن قرض دینے والے کے پاس رقم نہیں ہوتی وہ قرض لینے والے کو کسی دکان دار کے پاس لے جاتا ہے اور طے شدہ رقم کے عوض مقروض کو مال خرید کر دیتا ہے پھر مقروض اس مال کو دکان دار کے پاس نقد کم قیمت پر فروخت کر دیتا ہے اور دکان دار درمیان میں آنے کی وجہ سے تھوڑی سی کٹوتی بطور ''حق محنت'' لیتا ہے، قرض لینے کی یہ صورت بھی بلاشبہ حرام ہے، امام ابن تیمیہ نے اپنے فتاویٰ کے کئی ایک مقام پر اس کے حرام ہونے کی تصریح کی ہے وہ اس سودی کاروبار میں تین آدمیوں کے ملوث ہونے کی صورت بیان کرتے ہیں:

قرض دینے والے اور قرض لینے والے نے درمیان میں حیلے کے طور پر کسی تیسرے شخص کو داخل کر لیا، جیسا کہ سود لینے والا اس تیسرے آدمی سے کچھ مال خرید کر سود دینے والے کو ادھار پر فروخت کرتا ہے پھر سود پر قرض لینے والا اسی سامان کو اس کے اصل مالک پر کم قیمت نقد میں بیچ دیتا ہے اور تھوڑی سی کٹوتی بھی ادا کرتا ہے جس کا فائدہ دکان دار کو ہوتا ہے اس طرح کے تمام سودی معاملات حرام ہیں، ان کے حرام ہونے میں کسی کو اختلاف نہیں ہے کیونکہ اس میں ایک حرام شرط کو درمیان میں رکھا گیا ہے نیز اس میں مال کو قبضہ میں لیے بغیر آگے فروخت کیا جاتا ہے، رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ایسے معاملات کا حرام ہونا ہی ثابت ہے۔ (مجموع الفتاویٰ، ص ٤٧: ج٢٨)

نیز وہ ایک مقام پر کہتے ہیں کہ اگر کوئی دوسرے شخص کو کہتا ہے کہ میں تجھے اتنی رقم قرض دیتا ہوں لیکن اتنے فی صد نفع لوں گا تو ایسا کرنا حرام ہے کیونکہ اس میں دراہم کی دراہم کے ساتھ خرید و فروخت ہے اور طے شدہ مدت کے عوض کچھ اضافہ لینا طے کیا گیا ہے یہ ایک سودی معاملہ ہے اس کے حرام ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ (مجموع الفتاویٰ، ص ٤٣٧: ج٢٩)

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اس مسئلہ کی مزید وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اگر قرض لینے والے کا ارادہ نقد رقم لے کر آئندہ زیادہ ادا کرنا ہو اور قرض دینے والا

بھی اس نیت سے قرض دیتا ہے تو اس کے حرام ہونے میں کوئی شک نہیں ہے اگرچہ اس کو حلال کرنے کے لیے کوئی بھی حیلہ کرلیں کیونکہ دونوں کی نیت قرض پر اضافہ دینا اور لینا ہے پھر اعمال کا دارومدار تو نیتوں پر ہوتا ہے اور ہر شخص کے لیے اسی چیز کا اعتبار کیا جاتا ہے جس کی اس نے نیت کی ہو۔(مجموع الفتاویٰ، ص ۴۳۹، ج ۲۹)

بہر حال اس قسم کے حرام ہونے پر ذرہ بھر بھی شبہ نہیں ہے اور اس کے حرام ہونے کی کئی ایک وجوہات ہیں جن کی ہم تفصیل بیان کرتے ہیں:

☆ اس صورت میں قرض لینے والے اور قرض دینے والے دونوں کا مقصود رقم کے بدلے اضافہ کے ساتھ رقم دینا اور لینا ہے اس لیے وہ رقم کی تعیین اور اس پر اضافہ کو طے کرتے ہیں اور سامان کی خرید وفروخت کو تو درمیان میں صرف حیلہ کے لیے لایا جاتا ہے یہ سب کچھ سامان کی شناخت سے پہلے ہی طے کرلیا جاتا ہے معاملات طے کرنے کے بعد وہ دکان دار کے پاس آتے ہیں اور کوئی سا بھی مال خرید لیتے ہیں حالانکہ مال کی خریداری ان کا مقصود نہیں ہوتا بلکہ ان کا مقصود تو صرف رقم کے بدلے اضافے کے ساتھ رقم دینا اور لینا ہوتا ہے رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر انسان کے لیے اس کا اعتبار ہوگا جو اس نے نیت کی ہے۔(صحیح بخاری، حدیث نمبر ۱)

قرض خواہ اور قرض دار کے پیش نظر مال کی خریداری نہیں ہوتی یہی وجہ ہے کہ وہ دونوں خریدنے سے پہلے مال کو دیکھتے نہیں ہیں جس طرح دلچسپی رکھنے والا خریدار اسے دیکھتا ہے بعض اوقات وہ عیب دار یا خراب ہوتا ہے، بعض اوقات وہ نظروں سے اوجھل ہوتا ہے یا دیوار کی اوٹ میں پڑا ہوتا ہے، لیکن انہیں اس کی کوئی پروا نہیں ہوتی کیونکہ اصل مقصود مال کی خریداری نہیں بلکہ رقم کے عوض اضافے کے ساتھ رقم دینا لینا ہوتا ہے، اس بنا پر یہ خرید وفروخت حقیقی نہیں بلکہ خیالی ہوتی ہے، اس قسم کے خیالات وتصورات، حقائق کو تبدیل نہیں کرسکتے اور نہ ہی ان خیالات پر اقسام کی بنیاد رکھی جاسکتی ہے یہ سب دیکھنے میں آیا ہے کہ اگر دکان دار کے پاس اتنا مال نہ ہو جو

قرض خواہ کو مطلوب رقم کے عوض خریدا جا سکے تو وہ بار بار اس خیالی خرید و فروخت کو عمل میں لاتے ہیں تا آنکہ وہ مطلوبہ رقم حاصل کر لیتا ہے، بعض اوقات وہ مال مطلوبہ رقم کے دسویں حصے کے برابر میں نہیں ہوتا لیکن وہ اس کھیل سے مطلوبہ رقم لینے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ واللہ المستعان

☆ اس طریقہ کے حرام ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ جب قرض خواہ اور مقروض کا مقصد رقم کا لینا دینا ہے تو یہ ایک سود کے لینے دینے کا حیلہ ہے، اس حیلہ سے سود کا مقصود برقرار رہتا ہے، اس طرح اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال کرنے میں دو خرابیاں پائی جاتی ہیں، پہلی یہ کہ حرام چیز کو حلال کرنے کے لیے حیلہ سازی کی جاتی ہے اور دوسری یہ کہ اللہ کے احکام اور اس کی آیات کے بارے میں دھوکے اور مکر کا پہلو پایا جاتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ ہر خیانت کرنے والی آنکھ کو جانتا ہے اور جو لوگ اپنے سینوں میں مکر و فریب چھپاتے پھرتے ہیں وہ انہیں بھی جانتا ہے اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں ایسے دھوکہ باز لوگوں کے متعلق فرمایا ہے:

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ (النساء:۱۴۲)

وہ منافقین اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں جبکہ وہ انہیں خود دھوکے کے جال میں پھنسا دیتا ہے۔

اور اس طرح کی دھوکہ بازی ان کے دلوں میں خوبصورت معلوم ہوتی ہے، اس لیے وہ اس پر ہمیشہ کے لیے گامزن رہتے ہیں۔

وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ (الانفال:۳۰)

وہ بھی مکر و فریب کرتے تھے اور اللہ اپنی تدبیر کرتا ہے اور اللہ سب سے بہتر اچھی تدبیر کرنے والا ہے۔

حضرت ایوب سختیانی فرماتے ہیں کہ یہ لوگ اس طرح اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں جس طرح بچوں کو اندھیرے میں رکھا جاتا ہے اگر یہ حضرات معاملات سیدھے طریقہ سے طے کرتے تو زیادہ آسان ہوتا جبکہ رسول اللہ ﷺ

نے اپنی امت کو حرام کردہ چیزوں کے متعلق اس طرح حیلہ سازی سے منع فرمایا ہے آپ نے فرمایا:

جس طرح یہودیوں نے گناہوں کا ارتکاب کیا تم نے اس انداز سے اجتناب کرنا ہے وہ چھوٹے چھوٹے حیلوں سے اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو اپنے لیے حلال کرلیا کرتے تھے۔

☆ اس طریقہ کے حرام ہونے کی تیسری وجہ یہ ہے کہ اس میں قرض خواہ اپنے مقروض سے چیز کی خریداری سے پہلے نفع کمالیتا ہے جبکہ وہ ایسی سودا بازی کرتے ہیں جس کی جنس اور نوع کو وہ جانتے تک نہیں ہیں اور قرض خواہ ایسی چیز کا نفع حاصل کرتا ہے جو ابھی تک اس کی ضمان میں نہیں آئی اور رسول اللہ ﷺ نے ایسی چیز کے نفع سے منع کیا ہے جو خریدار کی ضمان میں نہ آئی ہو اور فرمان نبوی ﷺ ہے:

منافع تو ضمانت کے ساتھ ہوتے ہیں۔(ابوداؤد، البیوع: ۳۵۰۸)

نیز رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

ایسی چیز کو مت فروخت کرو جو آپ کے پاس نہیں یعنی آپ کی ملکیت میں نہیں ہے۔(مسند امام احمد، ص ۴۰۲:ج ۴)

یہ اس صورت میں ہے کہ جب ادھار کے اس کاروبار میں بیع کو صحیح تسلیم کرلیا جائے حالانکہ ہمارے نزدیک تو یہ معاملہ حقیقی خرید وفروخت نہیں بلکہ خیالی طور پر اسے خرید وفروخت کی شکل دی گئی ہے کیونکہ خریدار جس چیز کو خریدتا ہے اسے الٹ پلٹ کر کے دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتا اور نہ ہی اس میں قیمت کو کم کرنے کی کوشش کرتا ہے بلکہ وہ اسے اگر اس سے زیادہ قیمت پر بھی فروخت کردے تب بھی وہ اس کی پروا نہیں کرے گا تو ایسے حالات میں اس معاملہ کو حقیقی خرید وفروخت کیونکر قرار دیا جاسکتا ہے۔

☆ اس معاملہ کے حرام ہونے کی چوتھی وجہ یہ ہے کہ اس میں خریدار، خرید کردہ چیز کو فروخت کنندہ کی جگہ سے اپنے مقام پر منتقل کرنے سے پہلے فروخت کردیتا ہے حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے اس قسم کی خرید وفروخت سے منع فرمایا جس میں اشیا کو

دوسری جگہ منتقل کرنے کے بجائے اسی جگہ فروخت کر دیا گیا ہو چنانچہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اشیا کی خرید و فروخت سے منع فرمایا ہے تا آنکہ اسے دوسری جگہ منتقل کر لیں۔ (مسند امام احمد، ص ۵۶:ج ۱)

بہر حال مذکورہ بالا وجوہات سے یہ معاملہ شرعاً ممنوع ہے۔

قرض کی ساتویں قسم

ایک شخص کے ذمے کسی دوسرے کی کچھ رقم ہے جو اس نے ادھار لی تھی، اس کی ادائیگی کا وقت آ پہنچا لیکن اس کے پاس رقم واپس کرنے کے لیے کچھ نہیں، قرض خواہ اسے کہتا ہے کہ مجھ سے رقم ادھار لے کر (جرمانہ سمیت) میرا قرض واپس کر دو چنانچہ وہ اس سے رقم ادھار لے لیتا ہے اور (جرمانہ سمیت) اس کے پچھلے قرض کی ادائیگی کر دیتا ہے، قرض میں اس طرح کا معاملہ بھی سود کے زمرے میں آتا ہے یہی وہ سود ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ص وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ O ج وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ O وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ O.

(آل عمران: ۱۳۰ تا ۱۳۲)

اے ایمان والو! سود کو دوگنا چوگنا کر کے مت کھاؤ اللہ سے ڈرو شاید کہ تم کامیاب ہو جاؤ، اور اس آگ سے بچو جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے، اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

واضح رہے کہ قرض کا معاملہ دور جاہلیت کے معاملہ جیسا ہے، جب ادائیگی کی مدت آ جاتی تو اس وقت بھی قرض خواہ اپنے مقروض سے کہتا تم ابھی ادائیگی کرو یا پھر اس میں کچھ اضافہ کر دو، فرق صرف اتنا ہے کہ دور جاہلیت میں صراحت کے ساتھ بغیر

کسی حیلہ کے قرض کے ساتھ سود کا اضافہ کرتے تھے جبکہ ہمارے دور میں حیلہ گری کے ساتھ قرض میں سود کو ملایا جاتا ہے، اس کے برعکس قرض واپس لینے والے پر فرض یہ تھا کہ اگر مقروض تنگدست تھا تو اسے مہلت دی جاتی جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ (البقرہ: ۲۸۰)

اگر مقروض تنگ دست ہے تو اسے وہ خوشحالی تک مزید مہلت دے۔

ایسے حالات میں اگر قرض معاف ہی کر دیا جائے تو یہ زیادہ بہتر اور افضل ہے ہاں اگر مقروض خوشحال ہے اور پھر بھی قرض واپس نہیں کرتا تو قرض واپس لینے والے کو یہ حق ہے کہ وہ زبردستی اس سے وصول کر لے کیونکہ ایسے حالات میں مقروض پر حرام ہے کہ وہ جان بوجھ کر قرض خواہ سے ٹال مٹول کرے اور سینہ زوری دکھائے رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

خوشحال آدمی کا ٹال مٹول کرنا ظلم و زیادتی ہے۔ (صحیح بخاری، الاستقراض: ۲۴۰۰)

یہ واضح بات ہے کہ ظلم حرام ہے اور ظلم پیشہ انسان کو ظلم سے روکنا چاہیے اور ضروری ہے کہ ایسا اقدام کیا جائے جس سے اسے ظلم کرنے سے روکا جا سکے۔

قرض کی آٹھویں قسم

قرض کی آٹھویں قسم یہ ہے کہ ایک انسان پر کچھ قرض ہے اور اس کی ادائیگی کا وقت آ چکا ہے ایسے حالات میں قرض خواہ اپنے مقروض سے کہے میرا قرض واپس کرو یا پھر فلاں شخص کے پاس جاؤ وہ تمہیں قرض دے گا اور اس سے تم میرے قرض کی ادائیگی کرو اور جس شخص کی طرف وہ اسے بھیج رہا ہے اس کے اور قرض خواہ کے درمیان پہلے سے معاہدہ طے ہوتا ہے کہ وہ دونوں ایک دوسرے کے مقروض کو قرض دیں گے تاکہ وہ اپنے قرض کی ادائیگی کر سکے، اس طرح وہ جب پہلے قرض خواہ کی

ادائیگی کرے گا تو دوسرے قرض خواہ کا مقروض ہو جائے گا قرض کی منتقلی کا یہ حیلہ حرام ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس قسم کی حیلہ گری سے اپنی امت کو منع کیا ہے اور اس کی سنگینی سے انہیں خبردار کیا ہے بہر حال تیسرے آدمی کو درمیان میں لا کر قرض کی منتقلی کا یہ طریقہ جائز نہیں ہے اور اس قسم کی حیلہ گری شرعاً حرام ہے بلکہ قرض خواہ کو چاہیے کہ وہ ایسے حالات میں اپنے مقروض کو تنگ کرنے کے بجائے اسے مزید مہلت دے تا کہ وہ آسانی سے ادائیگی کا بندوبست کر سکے۔ واللہ المستعان

خلاصہ کلام

ادھار لینے دینے کی یہ آٹھ اقسام ہیں، جن میں کچھ حلال اور جائز ہیں، جن میں معاشرہ کے لیے خیر و برکت ہے اور کچھ ممنوع اور حرام ہیں جن میں شر، خسارہ اور بے برکتی ہے، اگر ان میں نحوست نہ بھی ہو تو کم از کم اتنا ضرور ہے کہ انسان ایک غلط طریقہ کو اچھا سمجھنا شروع کر دیتا ہے اور اس پر ڈٹ جاتا ہے اور اسے اتنا بھی پتا نہیں چلتا کہ وہ غلط راستہ پر گامزن ہے جبکہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ط فَاِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ (فاطر:۸)

جس کے لیے اس کا برا عمل خوشنما بنا دیا جائے اور وہ اسے اچھا سمجھنے لگے (اس کا کوئی ٹھکانہ ہے) اللہ جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔

ایک دوسرے مقام پر اس کردار کی سنگینی بایں الفاظ بیان فرمائی۔

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ۝ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا

(الکھف:۱۰۳،۱۰۴)

کیا ہم تمہیں بتائیں کہ اعمال کے اعتبار سے زیادہ نقصان والے کون ہیں، وہ لوگ جنہوں نے اپنی کوششیں دنیا کی زندگی کے لیے کھپا دیں پھر سمجھتے ہیں کہ وہ اچھے کام کر رہے ہیں۔

☆ ان آٹھ اقسام میں درج ذیل تین اقسام حلال اور جائز ہیں:

(۱) کوئی شخص سامان یا زمین کا ضرورت مند ہے تو وہ ایک طے شدہ مدت تک ادائیگی کے وعدہ پر اسے ادھار خریدتا ہے اور اپنی حاجت پوری کرتا ہے۔

(۲) وہ سامان یا پلاٹ ذاتی ضرورت کے لیے نہیں بلکہ تجارت کی غرض سے ادھار پر خریدتا ہے پھر وہ قیمت کے بڑھنے کا منتظر رہتا ہے کہ اس سے نفع کمائے۔

(۳) انسان کسی سے کچھ رقم ادھار لیتا ہے اور آیندہ رقم کے بجائے کوئی اور چیز دینے کا وعدہ کرتا ہے اور اس چیز کو وہ اپنے ذمے لکھ لیتا ہے جیسا کہ بیع سلم میں ہوتا ہے۔

ادھار لینے دینے کی یہ تینوں اقسام کسی شک وشبہ کے بغیر حلال اور جائز ہیں۔

☆ ان اقسام میں سے درج ذیل پانچ اقسام حرام اور ناجائز ہیں:

(۱) ایک انسان رقم کا محتاج ہے اور اسے کوئی بھی قرض دینے کے لیے تیار نہیں تو وہ حاضر بھاؤ سے زیادہ قیمت طے کر کے کسی سے کوئی چیز ادھار خریدتا ہے پھر اس چیز کو کسی دوسرے کے پاس کم قیمت طے کر کے کسی سے کوئی چیز ادھار خریدتا ہے پھر اس چیز کو کسی دوسرے کے پاس کم قیمت پر نقد فروخت کرتا ہے یہ مسئلہ تو رق ہے اس کے جواز اور عدم جواز کے متعلق علما کا اختلاف ہے جیسا کہ پہلے گزر گیا ہے۔

(۲) انسان رقم کا محتاج ہوتا ہے جبکہ اسے کوئی بھی شخص ایسا نہیں ملتا جو اسے قرض دے تو وہ کسی شخص سے کوئی سامان ادھار خرید لے پھر اسے ہی کم قیمت پر نقد فروخت کر دے، یہ صورت بیع عینہ کی ہے جس کی ممانعت احادیث سے ثابت ہے۔

(۳) قرض خواہ اور مقروض دس کے عوض گیارہ ادا کرنے پر متفق ہو جاتے ہیں پھر وہ دونوں کسی تیسرے شخص کے پاس جاتے ہیں اور قرض خواہ اس سے کوئی سامان خریدتا ہے جو درحقیقت ایک خیالی خرید وفروخت ہوتی ہے پھر

وہ سامان اپنے مقروض کو ادھار بیچ دیتا ہے اور وہ مقروض اس سامان کو واپس اسی دکان دار کو بیچ کر نقد رقم حاصل کر لیتا ہے اور دکان دار تھوڑی سی رقم ''حق خدمت یا سروس'' کے نام پر وصول کرتا ہے ادھار لینے دینے کا یہ طریقہ آج کل عام ہے اسے علما نے حرام قرار دیا ہے جیسا کہ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے پہلے گزر چکا ہے انہوں نے اس کے حرام ہونے پر اتفاق نقل کیا ہے۔

(۴) کسی شخص کے ذمے کچھ قرض تھا اور ادائیگی کا وقت آ گیا جب اس کے پاس ادا کرنے کے لیے کچھ بھی نہیں تو قرض خواہ اسے کہتا ہے کہ میں تجھے مزید قرض دیتا ہوں تا کہ تو (جرمانہ کے ساتھ) پہلے والی رقم ادا کر سکے، ادھار لینے دینے کا یہ طریقہ دور جاہلیت کے طریقوں سے ہے اس میں سود کو دوگنا چوگنا کر کے وصول کیا جاتا ہے دور جاہلیت میں تو کھلے بندوں استعمال ہوتا تھا لیکن اس دور میں دھوکے اور فریب کے ذریعے اسے لیا جاتا ہے اس میں مزید دو خرابیاں ہیں جن کی تفصیل پہلے بیان ہو چکی ہے۔

(۵) کسی شخص کا دوسرے شخص پر کچھ قرض تھا اور مقروض اس کی ادائیگی کی طاقت نہیں رکھتا جبکہ ادائیگی کا وقت آ گیا ہے، اب قرض خواہ اس مقروض کو ایک تیسرے شخص کے پاس بھیجتا ہے تا کہ وہ اسے قرض دے، پہلے قرض خواہ اور تیسرے شخص کے درمیان پہلے سے ایک طے شدہ معاہدہ ہوتا ہے کہ وہ دونوں ایک دوسرے کے مقروض کو قرض دیں گے، اس طرح قرض کی منتقلی کا دھندا چلتا رہتا ہے یہ بھی دور جاہلیت کا طریقہ ہے، اس میں ایک تیسرے شخص کو داخل کر لیا جاتا ہے جو مکر و فریب اور گناہ و زیادتی میں اس کا شریک ہوتا ہے۔

ادھار لین دین کی یہ پانچ اقسام حرام ہیں، البتہ پہلی قسم میں علماء کا کچھ اختلاف ہے جس کی تفصیل پہلے بیان ہو چکی ہے۔

تیسرا باب

ادائیگی قرض کی تلقین

اور

مقروض کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید

قرض دینے اور مقروض کے ساتھ حسنِ سلوک کی تلقین

قرض دینا خیر اور نیکی کا عظیم کام ہے کیونکہ اس میں ایک مسلمان کی مشکل دُور کرنا بوقت ضرورت اس کے کام آنا اور اس کے ساتھ تعاون ہوتا ہے اور اسلام ان سب باتوں کی پرزور ترغیب دیتا ہے۔

اس بارے میں قرآن وسنت کے عمومی دلائل میں سے دو درج ذیل ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ . (حج: ۷۷)

اور نیکی کرو، تاکہ تم فلاح پاجاؤ۔

۲۔ امام ابن حبان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من يسر على معسر يسر الله عليه فى الدنيا والاخرة

(صحيح ابن حبان ۱۱/ ٤٢٥)

جس شخص نے کسی تنگ دست پر آسانی کی، اللہ تعالیٰ اس پر دنیا وآخرت میں آسانی کریں گے۔

اللہ اکبر! مشکلات میں پھنسے ہوئے اور وسائل سے محروم شخص کو قرض دینے والے کے لیے کس قدر عظیم آسانی ہے!

امام ابن حبان نے اس حدیث کو باب الديون قرضہ جات کے متعلق باب میں ذکر کیا ہے اور اس پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

ذكر تيسير الله جل وعلا الامور فى الدنيا والاخرة على الميسر على المعسرين (صحيح ابن حبان ۱۱/ ٤٢٥)

ناداروں پر آسانی کرنے والے کے لیے اللہ تعالیٰ کی جانب سے دنیا وآخرت میں آسانی فرمانے کا ذکر۔

حافظ منذری نے

الترغیب فی القرض وماجاء فی فضله. (الترغیب والترتیب ۲/۳۹)

قرض دینے کی ترغیب اور اس کے متعلق جو فضائل وارد ہوئے ہیں۔

کے عنوان کے تحت اس کو روایت کیا ہے۔

ترغیب قرض کے متعلق خصوصی احادیث

حضور نبی کریم ﷺ نے متعدد احادیث میں قرض دینے کی خصوصی طور پر ترغیب دی ہے۔ان میں سے پانچ مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ امام احمد نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بے شک نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

ان السلف یجری مجری شطر الصدقة. (المسند ۶/۷)

بلاشبہ قرض آدھے صدقہ کے برابر ہے۔

اور سنن ابن ماجہ میں ہے:

ما من مسلم یقرض مسلما قرضا مرتین الا کان کصدقتها مرة. (سنن ابن ماجه ۲/۶۰)

کسی مسلمان کا دوسرے مسلمان کو دو دفعہ قرض دینا (قرض دی ہوئی رقم کے) ایک دفعہ صدقہ کرنے (کے اجر وثواب) کی مانند ہوتا ہے۔

حدیث پر یقین رکھنے والے ایک تاجر کا واقعہ

امام ابن حبان نے اسود بن یزید رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ ایک تاجر سے قرض لیا کرتے تھے۔پھر جب ان کا (بیت المال سے) وظیفہ آتا تو اس کو ادا کر دیتے تھے۔

اسود نے ان سے کہا: اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کو ادائیگی میں کچھ تاخیر کرلوں کیونکہ اس دفعہ کے وظیفہ میں ہمارے ذمہ (کچھ اور) واجبات ہیں۔

تاجر نے کہا: میں ایسا نہیں کرنے والا۔ (یعنی میں یہ رعایت نہیں دوں گا۔)

اسود نے پانچ سو درہم انہیں پیش کیے۔ ان کو پکڑنے کے بعد تاجر نے ان سے کہا: انہیں لے لیجیے۔ اسود نے ان سے کہا: میں نے آپ سے یہی تو فرمائش کی تھی لیکن آپ نے انکار کر دیا۔ (اور اب خود ہی دے رہے ہیں؟)

تاجر نے کہا: بلاشبہ آپ نے ہمیں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے حدیث سنائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ فرمایا کرتے تھے:

من اقرض اللّٰہ مرتین کان لہ مثل اجر احدھما لو تصدق بہ. (صحیح ابن حبان ۱۱/ ۴۱۸)

جس شخص نے دو مرتبہ اللہ تعالیٰ کو قرض دیا، تو اس کے لیے اس چیز کے ایک مرتبہ خیرات کرنے کے برابر ثواب ہوگا۔

۲۔ امام طبرانی اور امام بیہقی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے کہ بلاشبہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

کل قرض صدقۃ. (الترغیب والترھیب ۲/ ۴۰)

ہر قرض صدقہ ہے۔

۳۔ امام طبرانی اور امام بیہقی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

ایک شخص جنت میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا کہ اس کے دروازے پر لکھا ہوا تھا: صدقے کا اجر دس گنا اور قرض کا اجر اٹھارہ گنا ہے۔ (الترغیب والترھیب ۲/ ۴۰)

۴۔ امام احمد نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

جس شخص نے کسی تنگدست کو مہلت دی اس کے لیے ہر روز اس کے برابر صدقہ (کا ثواب) ہے۔

انہوں نے بیان کیا پھر میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

جس شخص نے کسی تنگدست کو مہلت دی اس کے لیے ہر روز اس سے دوگنا صدقہ (ثواب) ہے۔

میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا:

جس شخص نے کسی تنگدست کو مہلت دی اس کے لیے ہر روز اس کے برابر صدقہ (کا ثواب) ہے۔

پھر میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا:

جس شخص نے کسی تنگدست کو مہلت دی اس کے لیے ہر روز اس سے دوگنا صدقہ (کا ثواب) ہے۔

آنحضرت ﷺ نے جواب دیا:

اس کے لیے قرض کی واپسی کے (مقررہ) وقت سے پہلے ہر روز (اس کے برابر) صدقہ (کا ثواب) ہے۔ اور جب وہ اس کو قرض کی واپسی کے (مقررہ) وقت کے بعد مہلت دے تو اس کے لیے اس کے دوگنا صدقہ کرنے (کے برابر ثواب) ہے۔

(المسند ٥/٣٦٥)

۵۔ امام احمد نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

من منح منيحة: ورقا او ذهبا، او سقى لبنا او هدى زقاقا، فهو كعدل رقبة. (المسند ٣٠/٣٥٢)

جس شخص نے چاندی یا سونا بطورِ قرض دیا، یا دودھ پلایا اور راستے میں راہنمائی کی وہ ایک گردن آزاد کرنے کے برابر ہے۔

قرض کے مذکورہ بالا بیان کردہ فضائل میں بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے لیکن حقیقت میں ایسا نہیں کیونکہ یہ اختلاف دینے والوں کی نیتوں کے تفاوت، مقروضوں کے ساتھ معاملہ میں اختلاف مقروضوں کی ضروریات کی نوعیت میں باہمی فرق وغیرہ اسباب کی بنا پر ہوتا ہے۔

مقروض کے ساتھ حسن معاملہ کی تلقین

اسلام میں صرف قرض دینے کی ترغیب پر ہی اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ مقروض کے ساتھ حسن معاملہ کی بھی ترغیب دی گئی ہے۔

مطالبہ میں احتیاط اور نرمی

رسول کریم ﷺ نے اپنے حق کا مطالبہ کرتے وقت احتیاط کرنے کی تلقین کی ہے۔ علاوہ ازیں ادائیگی میں سہولت دینے کے عظیم اجر وثواب کو بیان فرمایا ہے۔ ذیل میں اس سلسلے میں قدرے تفصیل ملاحظہ فرمائیے:

۱: مطالبہ میں ناجائز طریقہ سے بچنے کا حکم

حضراتِ ائمہ ابن ماجہ، ابن حبان اور حاکم حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من طلب حقا فليطلب في عفاف واف او غير واف.

(سنن ابن ماجه ۲/ ۵۸)

جو شخص (اپنے) حق کا مطالبہ کرلے وہ ناجائز طریقے سے بچتے ہوئے کرے، (حق) مکمل حاصل ہو یا نامکمل۔

امام ابن ماجہ اور امام حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے صاحب حق سے فرمایا:

خذ حقك في عفاف واف او غير واف.

(سنن ابن ماجه ۲/ ۵۹۱)

اپنا حق ناجائز طریقے سے بچتے ہوئے لو، (حق) مکمل حاصل ہو یا نامکمل۔

۲: تقاضا میں آسانی بہترین مؤمنوں کی ایک صفت

امام طبرانی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

اہل ایمان میں سے افضل وہ آدمی ہے، جو بیچنے میں سہولت دے، خریدنے میں سہولت دے، ادا کرنے میں سہولت دے، اپنا حق طلب کرنے میں سہولت دے۔ (الترغیب والترھیب ۲/ ۵۶۳)

۳: تقاضا میں آسانی حصولِ آسانی کی چابی

امام احمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اسمح یسمح لک. (المسند ٤/ ١٠٣)

(دوسروں کے ساتھ) آسانی کرو، تمہارے لیے آسانی کی جائے گی۔

علامہ مناوی شرح حدیث میں تحریر کرتے ہیں:

مخلوق کے ساتھ جو کہ اللہ تعالیٰ کے عیال اور غلام ہیں، سہولت اور آسانی کے ساتھ معاملہ کرو، ان کا آقا بھی تمہارے ساتھ ایسا ہی معاملہ دنیا و آخرت میں کرے گا۔ (فیض القدیر ۱/ ۵۱۲)

۴: تقاضا میں آسانی حصول مغفرت کا ایک سبب

امام ترمذی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

غفر الله لرجل كان قبلكم كان سهلا اذا باع سهلا اذا اشترى، سهلا اذا اقتضى. (جامع ترمذی ٤/٤٨٥)

تم سے پہلے (لوگوں میں سے) ایک شخص کو اللہ تعالیٰ نے معاف فرمادیا۔ وہ بیچتے وقت سہولت دیتا تھا، خریدتے وقت سہولت دیتا تھا اور تقاضا کرتے وقت آسانی کرتا تھا۔

حدیث کی شرح میں علامہ مناوی لکھتے ہیں: اس میں ہمارے لیے ترغیب ہے کہ ہم بھی ایسے ہی کریں، شاید کہ اللہ تعالیٰ ہماری مغفرت فرمادیں۔

۵: مطالبہ میں آسانی رحمت الٰہیہ کے حصول کا ایک سبب

امام بخاری نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

رحم الله رجلا سمحا اذا باع، واذا اشترى، واذا اقتضى

اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم فرمائیں جو بیچنے، خریدنے اور مطالبہ کرتے وقت سہولت دے۔

حافظ ابن حجر نے حدیث کی شرح کرتے ہوئے تحریر کیا ہے:

(رحم الله رجلا) يحتمل الدعاء ويحتمل الخبر.

(فتح الباری ٤/٣٠٧)

یعنی (رحم اللہ رجلا) جملہ کے معنی میں دو احتمال ہیں۔ ایک یہ کہ اس میں دعا ہے یعنی نبی کریم ﷺ ایسی صفت والے بندے کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائیں۔ اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ خبر دے رہے ہیں کہ اس قسم کے شخص پر اللہ تعالیٰ نے رحم فرمایا۔

امام بخاری نے اس حدیث پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

باب السهولة والسماحة في الشراء والبيع، ومن طلب

حقا فليطلبه فى عفاف. (صحيح بخارى ٤/٣٠٦)

خرید و فروخت میں آسانی اور سہولت کرنے کے متعلق باب اور جو شخص حق کا مطالبہ کرے وہ (ناجائز طریقے سے) بچتے ہوئے کرے۔

۶: تقاضا میں آسانی دخولِ جنت کا ایک سبب

امام نسائی نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ادخل اللّٰه عزوجل رجلا كان سهلا مشتريا، وبائعا، وقاضيا، ومقتضيا الجنة. (سنن نسائى ٧/٣١٨)

اللہ عزوجل نے خریدنے، بیچنے، (کسی کا حق) ادا کرنے اور (اپنا حق) طلب کرنے میں آسانی کرنے والے شخص کو جنت میں داخل کر دیا۔

تنگدست کو مہلت دینے کا حکم اور معاف کرنے کی ترغیب

اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا:

وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ؕ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ. (بقرہ: ٢٨٠)

اور اگر کوئی تنگی والا ہو تو آسانی تک مہلت ہے اور یہ کہ تم صدقہ کر دو تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔

دعاؤں کی قبولیت اور مصیبت سے نجات

امام احمد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من اراد ان تستجاب دعوته وتنكشف كربته فليفرج عن معسر. (مجمع الزوائد ٤/١٣٤)

جو شخص چاہے کہ اس کی دعا قبول کی جائے اور مصیبت دور کی جائے، وہ تنگدست پر آسانی کرے۔

روزِ محشر کی مصیبتوں سے نجات اور عرش کا سایہ پانا

امام طبرانی نے حضرت ابو قتادہ اور حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بے شک نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

جو شخص اس بات کو پسند کرے کہ اس کو روزِ قیامت کی مصیبتوں سے نجات دی جائے اور اس کو اللہ تعالیٰ کے عرش کے نیچے سایہ دیا جائے وہ تنگی والے کو مہلت دے۔ (مجمع الزوائد ٤/١٣٤)

سب سے پہلے سایۂ عرش پانے والوں میں شمولیت

امام طبرانی نے ابو الیسر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا: میں گواہی دیتا ہوں، کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے سائے میں جگہ پانے والا پہلا شخص وہ ہوگا جس نے کسی تنگدست کو مہلت دی ہوگی یہاں تک کہ وہ کوئی چیز پالے یا اس پر اسی چیز کا صدقہ کر دیا جس کا وہ مطالبہ کر رہا تھا وہ کہتا ہے: اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر تمہارے واجب الذمہ میرا مال تجھ پر صدقہ ہے۔ اور وہ (قرض کے متعلق) وثیقہ پھاڑ دیتا ہے۔ (ایضاً ٤/١٣٤)

گناہوں کی معافی اور جنت میں داخلہ

امام مسلم نے ربعی بن خراش سے روایت کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا: حذیفہ

اور ابو مسعود رضی اللہ عنہما اکھٹے ہوئے تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ایک شخص کی اپنے رب تعالیٰ سے ملاقات ہوئی تو انہوں (اللہ تعالیٰ) نے پوچھا: تو نے کیا عمل کیا؟

اس نے عرض کیا: میں نے تو کوئی نیکی نہیں کی سوائے اس کے کہ میں مال دار تھا اور لوگوں سے اپنے حق کی واپسی کا تقاضا کیا کرتا تھا تو خوشحال سے قبول کیا کرتا تھا اور تنگ دست سے درگزر کیا کرتا تھا۔ اس پر انہوں نے (یعنی اللہ تعالیٰ) نے فرمایا: میرے بندے سے درگزر کردو۔

ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں نے (بھی) رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح بیان کرتے ہوئے سنا۔ (خوش حال سے قبول کرنے اور تنگ دست سے درگزر کرنے) سے مراد یہ ہے کہ واپسی کے لیے مقروض کے پاس موجود ہوتا، وہ لے لیتا اور جو اس کے پاس میسر نہ ہو پاتا، اس کو معاف کردیتا۔ (شرح النووی ۱۰/۲۲۵)

اللہ اکبر! مقروض کے ساتھ آسانی کرنا اللہ تعالیٰ کو کس قدر پسند ہے! اور اس کا صلہ کس قدر عظیم ہے! اے اللہ! ہم ناکاروں کو اس کی توفیق نصیب فرماتے رہنا۔ انک قریب مجیب

صحابہ کا نادار مقروضوں کے ساتھ عمدہ معاملہ

محتاج اور نادار مقروض لوگوں کے ساتھ حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے عمدہ معاملہ کو سمجھنے کے لیے تین ثابت شدہ واقعات ملاحظہ فرمائیں:

(۱) حضرت کعب بن مالک کا حضرت ابن ابی حدرد رضی اللہ عنہما کے ذمہ قرض تھا۔ انہوں نے مسجد میں ان سے تقاضا کیا۔ دورانِ تقاضا دونوں کی آوازیں بلند ہوئیں۔ انہیں سن کر نبی کریم ﷺ اپنے حجرہ سے اس کے دروازے تک تشریف لائے۔ پردہ کو اُٹھا کر حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو آدھا قرضہ معاف کرنے کا صرف ہاتھ ہی سے اشارہ کیا، تو انہوں نے عرض کیا:

قد فعلت یا رسول اللہ ﷺ.

یارسول اللہ ﷺ! یقیناً میں نے (ایسے ہی) کر دیا ہے۔

(۲) امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے دروازے پر (دو) جھگڑا کرنے والوں کی آواز کو سنا، جو بلند ہوگئی تھی۔ (واقعہ یہ تھا کہ) ایک دوسرے سے قرض میں کچھ کمی کرنے اور تقاضا میں کچھ نرمی کرنے کے لیے کہہ رہا تھا اور دوسرا کہہ رہا تھا: واللہ! میں یہ نہیں کروں گا۔

رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: بھلائی نہ کرنے پر اللہ تعالیٰ کی قسم کھانے والا کہاں ہے؟ اس نے عرض کیا: میں (ہی) ہوں یارسول اللہ ﷺ! اس کے لیے وہ ہے، جو وہ چاہتا ہے۔ یعنی قرض کی معافی یا تقاضا میں نرمی ان دونوں باتوں میں سے جو بات وہ پسند کرتا ہے میں اس کے لیے تیار ہوں۔ (صحیح بخاری ۵/ ۳۰۷)

حدیث کی شرح میں حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

> اس حدیث میں مقروض کے ساتھ نرمی برتنے اور قرض معاف کر کے احسان کرنے کی ترغیب ہے۔ (فتح الباری ۵/ ۳۰۸)

(۳) امام بغوی نے عبد اللہ بن اَبی قتادہ کے حوالے سے ان کے باپ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ ایک شخص کو (اپنا) حق طلب کرنے کی خاطر بلا رہے تھے۔ وہ ان سے چھپ گیا۔ انہوں نے پوچھا: تم نے ایسے کیوں کیا ہے؟ اس نے کہا: تنگ دستی (کی وجہ سے) انہوں نے اس (بات کے سچ ہونے) پر اس سے قسم اُٹھانے کے لیے کہا تو اس نے قسم کھالی۔ انہوں نے اس کے (قرض لینے کا) اقرار نامہ طلب کیا اور پھر اس کو دے دیا۔ اور کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

> جس نے کسی نادار شخص کو مہلت دی یا اس کو (قرض) معاف کر دیا، اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کی مصیبتوں سے نجات دیں گے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ:

جس نے کسی نادار شخص کو مہلت دی یا اس کو (قرض)
معاف کر دیا، اللہ تعالیٰ اس کو اپنے سائے تلے جگہ دیں
گے۔(صحیح مسلم ٤/ ٢٣٠١)

حضرات صحابہ کا نادار اور تنگ دست مقروض لوگوں کے ساتھ طرزِ عمل کس قدر ہمدردانہ اور مشفقانہ تھا! اللہ کریم ہمیں بھی اس بارے میں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔آمین

ادائیگی قرض کا حکم

اسلامی شریعت میں مقروض کے پاس قرض امانت ہے، جس کو وہ مقررہ وقت پر قرض خواہ کو واپس کرنے کا پابند ہے۔اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا. (النساء:٥٨)

بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ امانتیں ان کے حق
داروں کو ادا کرو۔

حافظ ابن ابی شیبہ نے طلق بن معاویہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا: ایک شخص کے ذمے میرے تین سو درہم تھے، میں اس کا معاملہ شریح کے پاس لے گیا تو انہوں نے اس شخص سے کہا:

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا.

بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ امانتیں ان کے حق
داروں کو ادا کرو۔(مصنف ابن ابی شیبہ ٦/ ٢٣٨)

ادائیگی قرض کے فضائل

اسلام میں صرف ادائیگی قرض کے حکم دینے پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ قرض کی واپسی کا ارادہ کرنے اور عمدگی سے ادا کرنے کے فضائل بیان کر کے اس بات کی زور دار اور مؤثر ترغیب بھی دی گئی ہے۔

ادائیگی قرض کے سچے ارادے کی برکات

نبی کریم ﷺ کی ادائیگی قرض کے سچے ارادے کی بیان کردہ برکات میں سے چار درج ذیل ہیں:

اللہ تعالیٰ کا قرض کو ادا کروا دینا

امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

من اخذ اموال الناس یرید اداء ها ادی اللّٰه عنه.

(صحیح بخاری ۵/۵۳)

جو شخص لوگوں کے مال (بطور قرض) ادا کرنے کی نیت سے لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے ادا کروا دیتے ہیں۔

حدیث کی شرح میں حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

اس (حدیث) میں (ادائیگی قرض کے لیے) نیت کی درستگی کی ترغیب اور اس کی خرابی سے ڈرایا گیا ہے۔ (فتح الباری ۵/۵۴)

امام ابن ماجہ کی حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے روایت کردہ حدیث میں ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے اپنے نبی اور خلیل ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

ما من مسلم یدّان دینا، یعلم اللّٰه منه انه یرید اداء ه، الا اداه عنه فی الدنیا (سنن ابن ماجه ۲/۵۶)

کوئی مسلمان ایسا نہیں کہ وہ قرض لے اور اللہ تعالیٰ کو اس کے متعلق معلوم ہو کہ وہ اس کی ادائیگی کا ارادہ رکھتا ہے، مگر اللہ تعالیٰ دنیا میں اس سے ادا کروا دیتے ہیں۔

سچے ارادے پر توفیق الٰہی میسر آنے کا واقعہ

یہ واقعہ نبی کریم ﷺ نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کے بارے میں بیان فرمایا ہے۔ امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر کیا کہ اس نے بنی اسرائیل کے ایک دوسرے شخص سے ایک ہزار دینار قرض مانگے۔ اس (قرض دینے والے) نے کہا: گواہوں کو بلاؤ تا کہ میں انہیں (قرض دینے پر) گواہ بناؤں۔ (یعنی ان کے سامنے قرض کی رقم تمہیں دوں)۔ اس (قرض طلب کرنے والے) نے جواب دیا: گواہ تو اللہ تعالیٰ ہی کافی ہیں۔ اس نے کہا: (اچھا) تو میرے پاس کوئی ضامن لاؤ۔ اس نے جواب دیا: ضامن (بھی) اللہ تعالیٰ ہی کافی ہیں۔ اس نے کہا: تم نے سچ کہا ہے۔ اور ایک مقررہ مدت کے لیے اس کو قرض دے دیا۔ یہ شخص قرض لے کر دریائی سفر پر روانہ ہوا اور اپنی ضرورت پوری کی۔ پھر کسی سواری کو تلاش کرتا رہا تا کہ اس پر سوار ہو کر مقررہ مدت پر اس (یعنی قرض دینے والے) کے پاس پہنچ جائے لیکن کوئی سواری نہ ملی۔ آخر اس نے ایک لکڑی لی۔ اس میں سوراخ کر کے اس میں ایک ہزار دینار اور اپنی طرف سے ایک خط اس کے نام رکھ دیا اس کو بند کیا اور دریا پر لے آیا پھر کہنے لگا:

اے اللہ! بلاشبہ آپ جانتے ہیں کہ میں نے فلاں شخص سے ایک ہزار دینار قرض مانگے۔ اس نے مجھ سے ضامن طلب کیا، تو میں نے کہا: ضامن اللہ تعالیٰ ہی کافی ہیں، تو وہ اس پر راضی ہو گیا۔ اس نے مجھ سے گواہ طلب کیا تو میں نے کہا گواہ تو اللہ تعالیٰ ہی کافی ہیں۔ تو وہ اس پر (بھی) راضی ہو گیا۔ اور بلاشبہ میں نے بہت کوشش کی ہے کہ کوئی سواری مل جائے کہ جس کے ذریعہ میں اس کا قرض اس تک پہنچا دوں لیکن مجھے اس میں کامیابی نہیں ہوئی۔ اس لیے میں اس کو آپ ہی کے سپرد کرتا ہوں۔

پس اس نے اس (رقم والی لکڑی) کو دریا میں بہادیا۔ (اب) وہ اس (یعنی دریا) میں تھی۔ پھر وہ شخص (یعنی مقروض) واپس آ گیا، لیکن وہ اس دوران بھی اس (یعنی قرض دینے والے) کے شہر کی طرف جانے والی سواری کی تلاش میں رہا۔

(دوسری طرف) قرض دینے والا شخص بھی اس انتظار میں تھا کہ شاید کوئی سواری اس کی رقم لے کر آ جائے۔ اس نے وہ لکڑی دیکھی جس میں رقم تھی وہ اس کو گھر میں بطورِ ایندھن استعمال کرنے کی خاطر لے آیا۔ جب اس نے اس کو چیرا، تو اس میں سے رقم اور چٹھی ملی۔

پھر مقروض اس کے پاس ایک ہزار دینار لے کر آیا۔ کہنے لگا: واللہ! میں تو برابر اسی کوشش میں رہا کہ کوئی سواری ملے تا کہ میں تمہارے پاس تمہارا مال لے کر آؤں لیکن مجھے اس (سواری) سے پہلے کوئی سواری نہ ملی جس پر میں آج آیا ہوں۔

اس (قرض دینے والے) نے کہا: کیا تم نے مجھے کچھ بھیجا تھا؟ اس نے جواب دیا: میں تمہیں خبر دے رہا ہوں کہ میں جس سواری پر تمہاری طرف آیا ہوں، اس سے پہلے مجھے تمہاری طرف آنے والی کوئی سواری نہیں ملی۔ اس نے کہا: بلاشبہ جو چیز تم نے لکڑی میں رکھ کر بھیجی تھی، اس کو اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف سے ادا کروادیا ہے۔ (اب) ہدایت کے ساتھ ایک ہزار دینار لے کر واپس لوٹ جاؤ۔ (صحیح بخاری ٤/٤٦٩)

اللہ کی مدد کا پانا، محافظ کا ملنا، رزق کا میسر آنا

امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ بلاشبہ وہ قرض لیا کرتی تھیں۔ ان سے کہا گیا: ''مالک وللدین؟ آپ کو قرض کی کیا ضرورت ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی بندہ ایسا نہیں کہ اس کی قرض ادا کرنے کی نیت ہو مگر اللہ عزوجل کی طرف سے اس کی مدد ہوتی ہے۔ (المسند ٤١/٢١٣)

میں تو اسی مدد کی جستجو میں (قرض لیتی) ہوں۔

ایک اور روایت میں ہے:

کان معه من اللّٰه عون و حافظ. (المسند ۴۳/ ۲۷۶)

اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد اور حفاظت کرنے والا ہوتا ہے۔

اور طبرانی کی روایت میں ہے:

کان له من اللّٰه عون وسبب له رزقا (الترغیب والترهیب ۲/ ۵۶۸)

اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد ہوتی ہے اور وہ اس کے لیے رزق کا سبب بنا دیتے ہیں۔

بہترین لوگوں کا ادائیگی میں بہترین ہونا

امام مسلم نے حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان خیار الناس احسنهم قضاء. (صحیح مسلم ۳/ ۱۲۲۴)

یقیناً بہترین لوگ ادائیگی میں سب سے اچھے ہوتے ہیں۔

اور جو شخص بروقت ادائیگی ہی نہ کرے وہ ادائیگی میں سب سے اچھا ہو کر بہترین لوگوں میں کس طرح شامل ہو سکتا ہے؟

ادائیگی میں آسانی کرنے والوں سے محبت الٰہی

امام ترمذی اور امام حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان اللّٰه یحب سمح البیع سمح الشراء، سمح القضاء.

(جامع ترمذی ۴/ ۴۰۷)

یقیناً اللہ تعالیٰ بیچنے خریدنے اور ادائیگی میں آسانی کرنے والے سے محبت کرتے ہیں۔

اور بلاشک وشبہ بروقت قرض ادا نہ کرنے والا ادائیگی میں آسانی کی بجائے پیچیدگی اور پریشانی کا سبب بنتا ہے۔ اللہ کریم ہمیں ایسے لوگوں میں شامل نہ فرمائیں۔

ادائیگی قرض کے لیے قبل از وقت تیاری

نبی کریم ﷺ نے امت کی توجہ اس طرف بھی مبذول فرمائی کہ قرض کی بروقت ادائیگی کی خاطر تیاری پہلے ہی سے کی جانی چاہیے۔ امام بخاری نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا:

میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا جب آپ ﷺ نے جبل اُحد دیکھا تو فرمایا:

ماأحب انه تحول لی ذهبا یمکث عندی منه دینار فوق ثلاث الا دینارا ارصده لدین. (صحیح بخاری ۵/۵۴-۵۵)

میں یہ پسند نہ کروں گا کہ وہ میرے لیے سونے کا ہو جائے اور اس میں سے میرے پاس تین دن سے زیادہ ایک دینار بھی باقی رہے سوائے اس دینار کے جو میں قرض (کی ادائیگی) کے لیے تیار رکھوں۔

علامہ عینی نے حدیث کی شرح میں فرمایا ہے:

اس (حدیث) میں قرض اور اس کی ادائیگی کے لیے تیاری کے اہتمام کا پتہ چلتا ہے۔ (عمدۃ القاری ۱۲/۲۲۹)

قرض کی ادائیگی کروانے والی دعاؤں کی تعلیم

قرض کی واپسی کے لیے اسلامی شریعت کا شدید اہتمام اس بات سے بھی واضح ہوتا ہے کہ ہمارے نبی کریم ﷺ نے اُمت کو اس سلسلے میں متعدد دعائیں سکھلائیں۔ ان میں سے تین دعائیں ذیل میں ملاحظہ فرمائیے:

امام ترمذی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک مکاتب ان کے پاس آیا اور عرض کیا:

انی قد عجزت عن کتابتی فاعنی.

میں حصولِ آزادی کے لیے طے شدہ رقم ادا کرنے سے عاجز آ گیا ہوں سو آپ میرے ساتھ تعاون کیجیے۔

انہوں نے فرمایا:

الا اعلمک کلمات علمنیھن رسول اللّٰہ ﷺ؟ لو کان علیک مثل جبل صیر دینا اداہ اللّٰہ عنک.

کیا میں تمہیں وہ کلمات نہ سکھادوں جو رسول اللہ ﷺ نے مجھے سکھلائے تھے؟ اگر تمہارے ذمے جبل صیر (ایک پہاڑ کا نام ہے) کے برابر بھی قرض ہو تو اللہ تعالیٰ (ان کلمات کی وجہ سے) تمہاری طرف سے ادا فرمادیں گے۔

پھر فرمایا: تم کہو:

اللھم اکفنی بحلالک عن حرامک واغننی بفضلک عمن سواک. (تحفۃ الاحوذی ۱۰/۷)

اے اللہ! اپنے حلال کے ساتھ اپنی حرام کردہ چیزوں سے میری کفایت کردیجیے اور اپنے فضل سے مجھے اپنے سوا ہر شخص سے بے نیاز کردیجیے۔

(۲) امام طبرانی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کیا میں تمہیں ایک ایسی دعا نہ سکھلاؤں کہ اگر تم پر اُحد پہاڑ کے برابر بھی قرض ہو اور تم اس دعا کے ساتھ فریاد کرو تو اللہ تعالیٰ اس کو تم سے ادا کروادیں؟

قل یا معاذا اللھم مالک الملک! تؤتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء و تذل من تشاء بیدک الخیر انک علی کل شیء قدیر

رحمن الدنیا والآخرة ورحیمهما! تعطیهما من تشاء، وتمنع منهما من تشاء ارحمنی رحمة تغنینی بها عن رحمة من سواک. (الترغیب والترهیب ۲/ ۶۱۴)

اے اللہ! بادشاہی کے مالک! آپ جس کو چاہیں بادشاہت عطا فرماتے ہیں اور جس سے چاہیں چھین لیتے ہیں۔ آپ جس کو چاہیں عزت سے نوازتے ہیں اور جس کو چاہیں ذلیل کرتے ہیں تمام خیر آپ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ بلاشبہ آپ ہر چیز پر قدرت رکھتے ہیں۔ (اے) دنیا و آخرت کے نہایت مہربان انتہائی رحم فرمانے والے! آپ جس کو چاہیں وہ دونوں عطا فرماتے ہیں اور جس سے چاہیں اُن دونوں میں سے روک لیتے ہیں۔ مجھ پر ایسی رحمت فرمایئے کہ اس کے ساتھ آپ مجھے اپنے سوا ہر کسی کی رحمت سے بے نیاز فرمادیں۔

(۳) امام ترمذی اور امام حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا خادم طلب کرنے کی خاطر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں تو آپ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا:

الذی جئت تطلبین احب الیک ام خیر منه؟

جو چیز تم طلب کرنے آئی ہو وہ تمہیں زیادہ پسند ہے یا اس سے بہتر چیز؟

انہوں (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا: میرا گمان ہے: انہوں (حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا) نے (حضرت) علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔

قال: قولی: اللهم رب السموات ورب العرش العظیم ربنا ورب کل شیء منزل التوراة والإنجیل والقرآن، فالق الحب والنوی! اعوذبک من شر کل شیء انت

آخذ بناصیته، انت الاول فلیس قبلک شیء وانت الآخر فلیس بعدک شیء وانت الظاهر فلیس فوقک شیء وانت الباطن فلیس دونک شیء اقض، عنا الدین، واغننا عن الفقر. (جامع ترمذی ۹/۳۱۸ المستدرک ۳/۱۵۷)

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم کہو: اے اللہ! آسمانوں کے رب! اور عرشِ عظیم کے رب! اور (اے) ہمارے رب اور ہر چیز کے رب! (اے) تورات، انجیل اور قرآن نازل فرمانے والے! (اے) دانے اور گٹھلی کو پھاڑنے والے! میں ہر (اس) چیز کی شر سے آپ کی پناہ طلب کرتا ہوں، کہ آپ اس کی پیشانی کو پکڑنے والے ہیں۔ آپ اوّل ہیں، کہ آپ سے پہلے کوئی چیز نہیں آپ آخر ہیں کہ آپ کے بعد کوئی چیز نہیں، آپ ظاہر ہیں کہ کوئی چیز آپ سے اوپر نہیں اور آپ باطن ہیں کہ کوئی چیز آپ سے زیادہ پوشیدہ نہیں۔ ہماری طرف سے قرض ادا فرمادیجیے اور ہمیں فقر سے غنی فرمادیجیے۔

عدم ادائیگی اور اس میں تاخیر دونوں کا ظلم ہونا

اسلامی شریعت میں وسعت کے باوجود قرض کے بروقت ادا نہ کرنے کو سنگین برائی قرار دیا گیا ہے اور شدت کے ساتھ اس سے روکا گیا ہے۔

قرآن وسنت میں اس بات کو واضح کیا گیا ہے کہ استطاعت کے باوجود قرض ادا نہ کرنا یا اس کی ادائیگی میں تاخیر کرنا ظلم ہے۔

قرآن کریم میں ہے:

وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ج لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ. (البقرہ: ۲۷۹)

اگر تم توبہ کرلو تو تمہاری اصل رقم تمہاری ہوگی نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے۔

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

(یہ آیت) اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مقروض، استطاعت کے باوجود، ادا نہ کرنے کی صورت میں ظالم قرار پاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (جس کے معانی کا ترجمہ یہ ہے: سو تمہارے اصل مال تمہارے ہوں گے) اس میں قرض خواہ کو اصل رقم کی واپسی کے مطالبہ کا حق دیا گیا ہے اور جب اس کو تقاضا کرنے کا حق ہے، تو لامحالہ مقروض پر اس رقم کی واپسی لازم ہوگی۔ اور ارشادِ باری تعالیٰ: (نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے) اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ مقروض اصل رقم ادا نہ کرنے سے ظالم قرار پاتا ہے جیسا کہ قرض خواہ اصل رقم سے زیادہ کا تقاضا کرنے پر ظالم ٹھہرتا ہے۔ (تفسیر قرطبی، ۳/ ۳۷۱)

نبی کریم ﷺ نے بھی استطاعت کے باوجود قرض کی ادائیگی میں تاخیر کو ظلم قرار دیا ہے۔ امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مطل الغنی ظلم. (صحیح بخاری، ج۵ ص۶۱)

مال دار کی طرف سے (ادائیگی قرض میں) ٹال مٹول ظلم ہے۔

حافظ ابن حجر نے اس حدیث شریف کے ذیل میں لکھا ہے:

اور معنی یہ ہے کہ عاجز کے برعکس، دولت مند کے لیے قرض کی ادائیگی کے واجب ہونے کے بعد، ٹال مٹول کرنا حرام ہے۔

(صحیح بخاری ۵/ ۶۱)

قرض کی واپسی میں بدنیتی پر اللہ تعالیٰ کا برباد کرنا

نبی کریم ﷺ نے ہڑپ کرنے کے ارادے سے لوگوں کا مال لینے والے کے بارے میں یہ وعید سنائی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو برباد کر دیتے ہیں۔ امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے، کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

ومن اخذ یرید اتلافها اتلفه اللّٰه. (صحیح بخاری ۵۳/۰)

اور جو شخص اس (یعنی لوگوں کے مالوں) کو برباد کرنے کی غرض سے لے تو اللہ تعالیٰ اس کو تباہ کر دیتے ہیں۔

حافظ ابن حجر نے شرح حدیث میں تحریر فرمایا ہے:

اس کا ظاہری معنی یہ ہے کہ اس کے لیے یہ بربادی دنیا ہی میں اس کی معیشت یا جان میں ہوتی ہے اور یہ بات جیسا کہ ہم مشاہدہ کرتے ہیں آپ ﷺ کی نبوت کی صداقت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ بربادی سے مراد عذابِ آخرت ہے۔ (فتح الباری ۵٤/۰)

عدم ادائیگی کے آخرت میں سنگین اثرات

نبی کریم ﷺ نے قرض کے واپس نہ کرنے کے آخرت میں سنگین نتائج بیان کر کے اُمت کو قرض کی ادائیگی کی پرزور ترغیب دی ہے۔ اس بارے میں درج ذیل چار عنوان کے ضمن میں کچھ احادیث پیش کی جارہی ہیں:

روزِ قیامت بطورِ چور پیشی

امام طبرانی نے میمون کردی کے حوالے سے ان کے باپ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

وایما رجل استدان دینا، لایرید ان یؤدی الی صاحبه حقه، خدعه حتی اخذ ماله، فمات، ولم یؤد الیه دینه، لقی اللّٰه وهو سارق. (الترغیب والترهیب ۲/۴۰۲)

جس شخص نے اس ارادے سے قرض طلب کیا کہ حق دار کو اس کا حق واپس نہیں کرنا، (پھر) اس نے دغا سے اس کا مال لے لیا اور قرض ادا کیے بغیر فوت ہو گیا تو وہ اللہ تعالیٰ سے چور کی حیثیت میں ملے گا۔

اپنی نیکیوں سے محرومی

امام ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من مات وعلیه دینار او درهم قضی من حسناته. لیس ثم دینار ولادرهم. (سنن ابن ماجه ۲/۵۷)

جو شخص فوت ہوا اور اس کے ذمہ دینار یا درہم ہوا تو اس کی نیکیوں سے بدلہ دیا جائے گا وہاں (یعنی روزِ قیامت) کوئی دینار ہوگا نہ درہم۔

شہادت کے باوجود قرض کا معاف نہ ہونا

امام مسلم نے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کی ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے ان کے روبرو کھڑے ہو کر بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان لانا سب اعمال میں سے اعلیٰ (اعمال) ہیں۔ (یہ سن کر) ایک شخص اُٹھا اور عرض کیا:

یارسول اللّٰه! أرایت ان قتلت فی سبیل اللّٰه تکفر عنی خطایای؟

یا رسول اللہ ﷺ! آپ (اس بارے میں) کیا فرماتے ہیں کہ اگر میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کیا جاؤں تو کیا مجھ سے میری خطائیں دور کی جائیں گی؟

رسول اللہ ﷺ نے اس کو جواب دیا:

نعم، ان قتلت فی سبیل اللّٰہ، وانت صابر محتسب، مقبل غیر مدبر

ہاں، اگر تم اس حالت میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کیے گئے کہ تم صبر کرنے والے ثواب طلب کرنے والے، پیش قدمی کرنے والے اور پشت پھیر کر بھاگنے والے نہ تھے۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

کیف قلت؟

تم نے کیسے کہا؟

انہوں نے عرض کیا: آپ (اس بارے میں) کیا فرماتے ہیں کہ اگر میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کیا جاؤں تو کیا میری خطائیں مجھ سے دور کی جائیں گی؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

نعم، وانت صابر محتسب، مقبل غیر مدبر، الا الدین فان جبریل قال لی ذلک. (صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب من قتل فی سبیل اللہ کفرت خطایاہ الاالدین، رقم الحدیث ۱۱۷۔ (۱۸۸۵)، ۳/۱۵۰۱)

ہاں، اور تم صبر کرنے والے، اجر طلب کرنے والے، پیش قدمی کرنے والے ہوئے تو، مگر قرض، کیونکہ جبریل علیہ السلام نے ابھی مجھ سے یہ کہا ہے۔

امام نووی نے اس حدیث کے ذیل میں فرمایا ہے:

اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل ہونے والے کے سوائے قرض کے تمام
گناہ معاف کردیے جاتے ہیں۔(صحیح مسلم ۳/۱۵۰۱)

علاوہ ازیں امام نووی نے لکھا ہے: آنحضرت ﷺ کے ارشادِ گرامی (مگر قرض) میں یہ تنبیہ ہے کہ جہاد شہادت اور اسی طرح کے دیگر نیک اعمال کی بنا پر حقوق اللہ کے متعلقہ گناہ معاف ہوتے ہیں، (لیکن) حقوق العباد سے متعلقہ گناہ معاف نہیں ہوتے۔(شرح النووی ۱۳/۲۹)

قرض جنت سے روکتا ہے

عن ثوبان قال قال رسول اللہ ﷺ من فارق روحه وجسده وهو برى من ثلاث دخل الجنة الخلول والدين والكبر (ترمذی، وهذا نفظه وقال صحيح على شرطهما)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس کی روح جسم سے اس حال میں جدا ہو کہ وہ تین باتوں سے بری ہو، جنت میں داخل ہوگا، غنیمت کی خیانت سے اور قرض سے اور تکبر سے۔

حضرات ائمہ ترمذی، ابن ماجہ، حاکم اور بغوی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اس حدیث کو روایت کیا ہے کہ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

نفس المؤمن معلقة بدينه حتى يقضى عنه (جامع ترمذی ٤/١٦٣)

قرض کی ادائیگی تک مؤمن کی جان معلق رہتی ہے۔

نفس مؤمن کے معلق رہنے سے مراد یہ ہے کہ ادائیگی قرض تک اس کا جنت میں داخلہ روک دیا جاتا ہے یہاں تک کہ اگر وہ جامِ شہادت بھی نوش کرلے تب بھی قرض کا واپس نہ کرنا اس کو جنت میں روکنے کا سبب بن جاتا ہے۔

حضرات ائمہ نسائی، حاکم اور بغوی نے حضرت محمد بن جحش رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے

تھے۔آپ ﷺ نے اپنا سر آسمان کی طرف اُٹھایا پھر اپنی ہتھیلی کو اپنی پیشانی پر رکھ دیا پھر ارشاد فرمایا:

سبحان اللّٰہ! ما ذا نزل من التشدید!

اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہیں! کس قدر سختی نازل ہوئی ہے!

ہم چپ رہے اور خوف زدہ ہو گئے۔ دوسرے روز میں نے آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا:

یارسول اللّٰہ! ماھذا التشدید الذی نزل؟

یارسول اللہ! نازل ہونے والی یہ سختی کیا تھی؟

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

والذی نفسی بیدہ! لو ان رجلا قتل فی سبیل اللّٰہ، ثم احیی، ثم قتل، ثم احیی، ثم قتل، وعلیہ دین، ما دخل الجنۃ، حتی یقضی عنہ دینہ (سنن نسائی ۷/ ۳۱۴)

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کیا جائے پھر اس کو زندہ کیا جائے پھر اس کو قتل کیا جائے پھر اس کو زندہ کیا جائے پھر اس کو قتل کیا جائے اور اس کے ذمے قرض ہو تو وہ قرض ادا کرنے تک جنت میں داخل نہ ہوگا۔

اس حدیث شریف میں آنحضرت ﷺ نے اس حقیقت کو واضح فرمایا، کہ واجب الذمہ قرض تین دفعہ جامِ شہادت نوش کر لینے والے شخص کے لیے بھی جنت میں جانے میں رکاوٹ بن جائے گا۔

چوتھا باب

ادائیگی قرض کیلئے کچھ مؤثر تجاویز

قرض کی واپسی کے لیے مؤثر اقدامات

شریعتِ اسلامیہ میں قرض کی ادائیگی کے لیے صرف حکم اور ترغیب وترہیب پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ ایسے قانونی اقدامات بھی تجویز کیے گئے ہیں جو کہ مقروض کو ادائیگی میں ٹال مٹول اور تاخیر سے روکنے اور قرض کی واپسی کو یقینی بنانے میں موثر کردار ادا کرتے ہیں۔ ان میں سے کچھ اقدامات مقروض کی شخصیت پر اثر انداز ہوتے ہیں اور کچھ اس کے مالی معاملات پر گہرا اثر چھوڑتے ہیں۔ مثلاً:

۱۔ فاسق قرار دینا اور گواہی کا مسترد ہونا

۲۔ عزت کا مباح ہونا

۳۔ قید میں ڈالنا

۴۔ سفر پر پابندی

فاسق قرار دینا اور گواہی کا مسترد ہونا

نبی کریم ﷺ کے ارشادِ گرامی (دولت مند کا (قرض کی واپسی میں) ٹال مٹول ظلم ہے) سے استنباط کرتے ہوئے جمہور علمائے امت نے تحریر کیا ہے کہ ایسا شخص (فاسق) قرار پاتا ہے، اور اسلامی عدالتوں میں گواہی دینے کی اہلیت سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

> حدیث میں لیت ولعل کرنے پر ڈانٹ ہے اس بارے میں اختلاف ہے کہ کیا ایسا عمداً کرنا کبیرہ گناہ ہے یا نہیں؟ جمہور کے نزدیک ایسا کرنے والا (فاسق) قرار پاتا ہے۔ لیکن کیا اس پر فسق کا حکم ایک ہی مرتبہ ٹال مٹول سے چسپاں ہوتا ہے یا نہیں؟ امام نووی نے کہا ہے: ہمارا مذہب یہ ہے کہ (حکم فسق لگانے کے لیے) متعدد مرتبہ ایسا کرنا شرط ہے۔ شرح منہاج میں سبکی نے ان پر رد کرتے ہوئے تحریر کیا ہے کہ ہمارے مذہب کا تقاضا یہ

ہے کہ (حکم فسق لگانے کے لیے) تکرار شرط نہیں۔ اس کے لیے انہوں نے یہ دلیل دی ہے کہ مطالبہ کے بعد حق کو ادا نہ کرنا اور اس کی واپسی میں بہانہ بنانا غصب کی مانند ہے اور غصب کبیرہ گناہ ہے۔ (علاوہ ازیں آنحضرت ﷺ کے) اس کو ظلم کہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کبیرہ (گناہ) ہے اور کسی گناہ کے کبیرہ ہونے کے لیے تکرار شرط نہیں۔ (فتح الباری ٤/٤٦٦)

عزت کا مباح ہونا

قرض کی واپسی میں لیت ولعل کرنے سے مقروض اپنی عزت کی حرمت کھو دیتا ہے۔ حضرات ائمہ احمد، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، اور ابن حبان نے حضرت شرید بن اوس ثقفی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لی الواجد یحل عرضه وعقوبته. (سنن ابی داؤد ١/٤١)

مال دار کا ٹال مٹول اس کی عزت اور سزا کو حلال کر دیتا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حق دار کے تقاضا کرنے کے استحقاق کے متعلق باب میں فرمایا کہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی گئی ہے: دولت مند کا لیت ولعل اس کی عزت اور سزا کو حلال کر دیتا ہے۔ (صحیح بخاری ٥/٦٢)

آئمہ حدیث کے چند اقوال ملاحظہ فرمائیے:

امام سفیان نے اس کی شرح میں لکھا ہے: **اذاه بلسانه** (فتح الباری ٥/٦٢) قرض خواہ کو اپنی زبان سے اس کو اذیت دینے کا حق ہے۔

امام وکیع نے اس کی شرح میں تحریر کیا ہے: **شکایته**۔ (ایضاً ٥/٦٢) کہ وہ لوگوں کے روبرو اس کی عدم ادائیگی کا تذکرہ بطورِ شکوہ کر سکتا ہے۔

امام عبداللہ بن المبارک نے اس کی شرح میں بیان کیا ہے: **یغلظ له**

(سنن ابی داؤد ۱۰-۴۱) کہ وہ اس کے ساتھ سخت کلامی کرسکتا ہے۔

علامہ علی طنافسی بیان کرتے ہیں: یعنی عرضه شکایته ۔(سنن ابن ماجه ۲/ ۶۰) بطور شکوہ اس کی عدم ادائیگی کا لوگوں میں تذکرہ کرسکتا ہے۔

حافظ ابن حجر اس کی شرح میں رقم طراز ہیں: یجوز وصفه کونه ظالما (فتح الباری ۵/ ۶۲) اس کو (لوگوں کے روبرو) بطورِ ظالم ذکر کرنا جائز ہے۔

قید میں ڈالنا

مذکورہ بالا حدیث میں یہ بات بھی بیان کی گئی ہے کہ دولت مند شخص کا قرض کی ادائیگی میں ٹال مٹول کرنا اس کی سزا کو حلال کردیتا ہے ائمہ حدیث نے (سزا کو حلال کرنے) کی خوب شرح بیان کی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

امام بیہقی نے امام سفیان سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا:

عقوبته ان یسجن. (فتح الباری ۵/ ۶۲)

اس کی سزا یہ ہے کہ اس کو قید میں بند کردیا جائے۔

امام وکیع نے بیان کیا ہے کہ

عقوبته حبسه. (صحیح بخاری ۵/ ۶۲)

اس کی سزا اس کو قید کرنا ہے۔

امام عبداللہ بن المبارک فرماتے ہیں:

وعقوبته یحبس له. (سنن ابی داؤد ۱۰/ ۴۱)

اس کی سزا یہ ہے کہ اس کو قرض خواہ کے لیے قید کردیا جائے۔

حدیث کی شرح میں حافظ ابن حجر تحریر کرتے ہیں:

واستدل به علی مشروعیة حبس المدین اذا کان قادرا علی الوفاء تادیبا له وتشدیدا علیه. (فتح الباری ۵/ ۶۲)

اس (حدیث) سے ادائیگی کی قدرت رکھنے والے مقروض کو

تادیب اور اس پر سختی کرنے کی غرض سے قید کرنے کی مشروعیت پر استدلال کیا گیا ہے۔

قاضی شریح قرض کے واپس نہ کرنے پر مقروض کو قید میں بند کرنے کا حکم دیا کرتے تھے۔ امام ابن ابی شیبہ نے امام ابن سیرین سے روایت نقل کی ہے:

عن شریح انه کان یحبس فی الدین

(مصنف ابن ابی شیبه ٦/٢٤٨)

شریح قرض (کی عدم ادائیگی) کی بنا پر قید کرنے کا حکم دیتے تھے۔

امام شعبی بھی عدم ادائیگی کی صورت میں قید کرنے کو ضروری قرار دیتے تھے۔ امام عبدالرزاق اور امام ابن ابی شیبہ نے امام شعبی سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا:

اذا لم احبس فی الدین فانا اتویت حقه.

(مصنف عبد الرزاق ٨/٣٠٦)

جب میں قرض (کی عدم ادائیگی کی صورت) میں قید نہ کروں تو خود میں نے اس کے حق کو ضائع کیا ہے۔

امام شعبی کی نگاہ مین عدم ادائیگی کی صورت میں قید کرنے کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ انہوں نے فرمایا:

الحبس فی الدین حیاة (مصنف عبد الرزاق ٨/٣٠٦)

قرض (کی عدم ادائیگی) کی بنا پر قید کرنا زندگی ہے۔

قاضی ابن ابی یعلی اور دیگر بہت سے قضاۃ قرض کی عدم ادائیگی کی حالت میں مقروض کو قید میں ڈالنے کا حکم دیتے تھے۔ امام ابن ابی شیبہ نے حضرت وکیع کا بیان نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا:

ما ادرکنا احدا من قضاتنا ابن ابی لیلی وغیره الا وهو یحبس فی الدین. (مصنف ابن ابی شیبه ٦/٢٥٠)

ہم نے اپنے قضاۃ ابن ابی لیلی اور دیگر میں سے کوئی بھی ایسا نہیں

دیکھا، جو قرض (کی عدم ادائیگی) کی وجہ سے قید نہ کرتا ہو۔

تنگ دست مقروض کو قید میں ڈالنے کے متعلق دو آراء

علمائے اُمت کی تنگ دست اور مفلس مقروض کو عدم ادائیگی کی بنا پر قید میں ڈالنے کے متعلق دو آراء ہیں۔ ایک رائے عدم ادائیگی کی حالت میں اس کو بھی قید میں ڈالنے کی ہے۔ دوسری رائے کے مطابق یہ سزا صرف دولت مند مقروض کے لیے ہے۔ اسی سلسلے میں امام خطابی فرماتے ہیں:

> اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ تنگ دست پر قید نہیں کیونکہ آنحضرت ﷺ نے اس کی تونگری کی صورت میں قید کو جائز قرار دیا ہے اور مفلس کے ہاں تو تونگری نہیں اسی لیے اس پر قید نہیں۔ اس بارے میں لوگوں میں اختلاف ہے۔ شریح دولت مند اور مفلس دونوں کو قید کرنے کے حامی تھے اور یہی نقطہ نظر اصحاب الرائے کا ہے، امام مالک اس بارے میں فرماتے ہیں: تنگ دست پر قید نہیں۔ اس کا حق تو یہ ہے کہ اس کو مہلت دی جائے، امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ جو ظاہری طور پر تنگ دست ہو اس کو قید نہ کیا جائے اور جو تونگر نظر آئے اس کو قرض واپس نہ کرنے کی صورت میں قید میں ڈال دیا جائے۔
>
> (معالم السنن ٤/ ١٧٩)

امام خطابی کا استدلال کہ تنگ دست کو قید نہ کیا جائے۔ یہ رائے درست معلوم ہوتی ہے۔ یہی رائے امیر المؤمنین حضرت علی اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تھی۔ حضرت حسن بصری نے بھی اسی کے مطابق فیصلہ کیا۔ امام بیہقی نے حضرت ابو جعفر سے روایت نقل کی ہے:

ان عليا رضى الله عنه قال: انما الحبس حتى يتبين الامام.

فما حبس بعد ذلک فهو جور. (سنن کبریٰ ۶/۸۸)

بلاشبہ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قید تو حقیقی صورتِ حال سے امام کی آگاہی تک ہے۔ اس کے بعد قید میں ڈالنا ظلم ہے۔

مراد یہ ہے کہ ادائیگی نہ کرنے والے مقروض کو اس کی حقیقی صورت حال سمجھنے کی غرض سے قید کیا جائے۔ اگر یہ معلوم ہو جائے کہ وہ تنگدست ہے تو پھر اس کو قید سے نکال دیا جائے ایسی حالت میں اس کو قید میں رکھنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک ظلم ہے۔ ان کا ادائیگی نہ کرنے والے مقروضوں کے ساتھ معاملہ بھی ان کے اسی فرمان کے مطابق تھا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے موقف کے متعلق امام ابن ابی شیبہ نے ابی المہزم سے روایت نقل کی ہے کہ ایک شخص اپنے مقروض کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس لے کر حاضر ہوا اور عرض کیا: اس کو قید کروا دیجیے۔ انہوں نے فرمایا: کیا اس کا کوئی مال ہے کہ قرض کے عوض میں اس سے لے لوں؟ اس نے جواب دیا: لا۔ نہیں، انہوں نے دریافت کیا: تجھے اس کی کسی جائیداد کا علم ہے کہ اس سے تیرے قرض کی رقم کاٹ لوں؟ اس نے عرض کیا: لا۔ نہیں تو انہوں نے فرمایا: تم کیا چاہتے ہو؟ اس نے عرض کیا: اس کو قید میں ڈال دیجیے۔ انہوں نے فرمایا: نہیں بلکہ میں تو اس کو چھوڑتا ہوں تا کہ وہ تیرے قرض کی ادائیگی اور خود اپنے اور اپنے اہل وعیال کے لیے کمائے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۶/۲۳۹)

حضرت حسن بصری کے متعلق امام ابن ابی شیبہ نے غالب سے روایت نقل کی ہے کہ

عن الحسن قضی بمثل ابی هریرة. (ایضاً ۶/۲۵۵)

حسن نے بھی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والا فیصلہ کیا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ مال دار مقروض کے ٹال مٹول کی وجہ سے اسلامی عدالت اس کو قید میں ڈالنے کا حکم دے گی تا کہ وہ فوری ادائیگی پر آمادہ ہو جائے البتہ اس کی

غربت اور ناداری ثابت ہونے پر اس کو قید نہیں کیا جائے گا۔

سفر پر پابندی

اگر مقروض کے سفر کی بنا پر قرض خواہ کی حق تلفی کا اندیشہ ہو تو قرض خواہ اس کو سفر سے رکوانے کا حق رکھتا ہے۔ اس بارے میں امام ابن قدامہ نے فرمایا، جس کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے:

☆ اگر قرض کی واپسی کا وقت سفر سے پلٹنے سے پہلے کا ہے جیسے کہ وہ حج کے لیے جا رہا ہو اور واپسی ماہ صفر میں ہو اور ادائیگی کا وعدہ محرم یا ذوالحجہ ہو تو اس کو مقروض کو سفر پر جانے سے روکنے کا حق ہوگا کیونکہ اس سفر سے ادائیگی میں تاخیر کی بنا پر اس کو ضرر لاحق ہوگا۔

☆ اگر وہ (مقروض) دولت مند ضامن مہیا کر دے یا قرض کے برابر رقم والی چیز بطورِ رہن رکھ دے، تو اس کو سفر کرنے کا حق ہوگا کیونکہ اس طرح (متوقع) ضرر کا ازالہ ہو جاتا ہے۔

اگر ادائیگی کا وعدہ اس کی سفر سے واپسی کے بعد کا ہو جیسے کہ اس کا ادائیگی کا وعدہ ماہ ربیع کا ہو اور اس کا سفر سے پلٹنا ماہ صفر میں ہو تو ہم دیکھیں گے:

اگر سفر جہاد کے لیے ہو تو اس سفر سے منع کرنے کا حق ہوگا کیونکہ اس سفر میں اس کی شہادت اور جان کے ختم ہونے کی بنا پر اس کے حق کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے ہاں ضامن یا رہن مہیا کرنے کی صورت میں سفر کی اجازت ہوگی۔

(المغنی، ٤/٥٠٣)

رہن شدہ چیز کی فروختگی

قرض کی واپسی کو یقینی بنانے کے لیے ایک شرعی تدبیر یہ ہے کہ قرض لینے والا اپنی کسی چیز کو ادائیگی قرض کے لیے بطورِ ضمانت قرض خواہ کے پاس رکھے۔ اس کو شرعی اصطلاح میں (الرہن) کہا جاتا ہے اور اس کا لغوی معنی (روکنا) اور شرعی معنی: جعل

مال وثیقة علی دین ۔(بطور قرض دیے ہوئے مال کے لیے ضامن بنانا) کے ہیں۔(فتح الباری ۵/ ۱۴۰)

رہن کی مشروعیت

رہن کی مشروعیت کتاب وسنت دونوں سے ثابت ہے۔ارشادِ ربانی ہے:

وَإِنْ كُنتُمْ عَلَىٰ سَفَرٍ وَلَمْ تَجِدُوا كَاتِبًا فَرِهَانٌ مَّقْبُوضَةٌ

(البقرہ :۲۸۳)

اور اگر تم کسی سفر میں ہو اور کوئی لکھنے والا نہ پاؤ تو گروی ہے قبضے میں لی گئی ہوئی۔

علاوہ ازیں امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے:

ولقد رهن النبی ﷺ درعا له بالمدينة عند يهودی، واخذ منه شعيرا لاهله. (صحيح بخاری ۴/ ۳۰۲)

اور بلاشبہ نبی کریم ﷺ نے مدینہ میں اپنی زرہ ایک یہودی کے پاس گروی رکھی تھی اور اس سے اپنے گھر والوں کے لیے جو لیے تھے۔

عدم ادائیگی کی صورت میں رہن شدہ چیز کی فروختگی میں اختلاف

اگر مقروض نے رہن شدہ چیز کو عدم ادائیگی کی صورت میں فروخت کرنے کا حق قرض خواہ کو دیا ہوا ہو تو وہ اس چیز کو فروخت کر کے اپنا حق وصول کرے گا۔اگر یہ بات پہلے سے طے نہ پائی ہو تو قرض خواہ معاملہ قاضی کے پاس لے جائے گا جو کہ مقروض کو قرض کی واپسی یا گروی شدہ چیز کی فروختگی میں سے ایک بات پر عمل کا پابند کرے گا۔

امام ابن قدامہ فرماتے ہیں:

جب قرض کی واپسی کا وقت ہوگا تو رہن رکھوانے والا دیگر مقروضوں کی طرح بروقت ادائیگی کا پابند ہوگا کیونکہ وہ واجب

الذمہ قرض ہے۔ اگر وہ قرض ادا نہیں کرتا اور اس نے قرض خواہ یا کسی عادل شخص کو گروی شدہ چیز فروخت کرنے کا حق دے رکھا ہو تو اس چیز کو فروخت کر دیا جائے گا قرض خواہ اپنی رقم لے لے گا۔ اگر حاصل شدہ رقم سے (قرض کی ادائیگی کے بعد) کچھ رقم بچی تو وہ مقروض کو دے دی جائے گی اور اگر (رہن شدہ چیز فروخت کرنے کے باوجود) قرض میں سے کچھ رقم کم ہوئی تو وہ مقروض کے ذمہ رہے گی۔ اگر مقروض نے فروختگی کی اجازت قرض خواہ یا منصف کو نہ دی ہو یا اس نے اجازت دینے کے بعد ان سے یہ حق واپس لے لیا ہو تو اس سے واپسی قرض یا گروی شدہ چیز (دونوں میں سے ایک) کا مطالبہ کیا جائے گا۔ اگر اس نے ایسا کیا تو بہتر وگرنہ حاکم جیسا مناسب سمجھے گا: فروخت کرنے پر مجبور کرنے کی خاطر اس کو گرفتار کرے گا یا سزا دے گا یا خود یا اپنے نمائندے کی وساطت سے اس چیز کو فروخت کروا دے گا۔ امام شافعی کی بھی یہی رائے ہے۔ امام ابوحنیفہ نے کہا ہے کہ حاکم اس کو فروخت نہیں کرے گا کیونکہ حاکم کی ولایت اس پر ہے اس کے مال پر نہیں۔ اس لیے اس کی اجازت کے بغیر حاکم کی طرف سے فروختگی معتبر نہ ہوگی اور ہماری دلیل یہ ہے کہ اس پر حق کی ادائیگی واضح طور پر لازم ہو چکی ہے اب ادائیگی سے گریز اور فرار کی صورت میں حاکم اس کی نیابت کرتے ہوئے اس کی طرف سے ادا کرے گا جس طرح کہ وہ (رہن) لی ہوئی چیز سے اس کی نیابت کرتے ہوئے قرض کو ادا کرتا ہے۔ (المغنی، ۶/ ۵۳۱)

اپنے مال کے استعمال سے محرومی

جس شخص کے واجب الذمہ قرضہ جات اس کی مالی حیثیت سے تجاوز کر جائیں، تو اسلامی عدالت خود ہی یا قرض خواہوں کے مطالبے پر مقروض کو اپنے مال میں تصرف کرنے سے روک دیتی ہے۔ اسلامی فقہ میں اس کا نام (الحجر) ہے۔ امام ابن قدامہ فرماتے ہیں:

الحجر هو في الشريعة الاسلامية منع الانسان من التصرف في ماله. (المغني ٤/٥٠٥)

شریعت اسلامیہ میں کسی انسان کو اپنے مال میں تصرف سے روکنے کا نام (الحجر) ہے۔

اسی سلسلے کو امام نووی رقم طراز ہیں:

من عليه ديون حالة زائدة على ماله يحجر عليه بسؤال غرمائه. (المنهاج ٢/١٤٦)

جس شخص پر واجب الذمہ قرضہ جات اس کے مال سے زیادہ ہوں (تو) قرض خواہ کی درخواست پر (اس کو اپنے مال کے استعمال سے) روک دیا جاتا ہے۔

الحجر کی دو دلیلیں

۱۔ امام حاکم اور امام دار قطنی نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ:

ان رسول الله ﷺ حجر على معاذ ماله وباعه في دين كان عليه. (المستدرك ٢/٥٨)

بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ کو اپنے مال میں تصرف سے روک دیا تھا اور ان کے ذمے قرض کی (ادائیگی)

کے لیے اس کو فروخت کر دیا تھا۔

۲۔امام مالک نے عبد الرحمٰن بن دلاف مزنی سے روایت نقل کی ہے کہ بلاشبہ جہینہ (قبیلہ) کا ایک شخص حاجیوں پر سبقت لینے کی غرض سے گراں قیمت میں سواریاں خریدتا تھا پھر وہ ان پر تیز رفتاری سے آتا اور حجاج پر سبقت لے جاتا۔ وہ (اسی شوق کو پورا کرتے کرتے) مفلس ہو گیا تو اس کا معاملہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے روبرو پیش کیا گیا تو انہوں نے فرمایا:

اما بعد! ایها الناس! فان الاسیفع، اسیفع جهینة، رضی من دینه وامانته بان یقال: سبق الحاج. الا! وانه قد دان معرضا، فاصبح قد دین به. فمن کان له علیه دین فلیاتنا بالغداة، نقسم ماله بینهم. وایاکم والدین، فان اوله هم، وآخره حرب. (موطا امام مالك ۲/ ۷۷۰)

اما بعد، اے لوگو! بے شک اُسیفع جو کہ جہینہ قبیلہ کا اُسیفع ہے اپنے دین و امانت کو اس بنا پر برباد کرنے پر راضی ہو گیا کہ کہا جائے کہ وہ حاجیوں پر سبقت لے گیا۔ خبردار! بلاشبہ وہ قرض پر خریداری تو کرتا رہا لیکن ادائیگی سے اعراض کرتا رہا یہاں تک کہ قرض نے اس کو گھیر لیا۔ پس جس کا اس کے ذمہ قرض ہو وہ کل دن میں ہمارے پاس آجائے ہم اس کا مال ان (یعنی اس کے قرض خواہوں) کے درمیان تقسیم کر دیں گے۔ خبردار! قرض سے بچو کیونکہ اس کا آغاز غم اور انتہا مفلسی ہے۔

اس سلسلے میں علامہ قرطبی فرماتے ہیں:

حاکم کو اختیار ہے کہ اس پر (الحجر) عائد کر دے اور اس کے ہاں موجود مال میں حق استعمال سے محروم کر دے۔ اس کے مال کو جمع کرے اور قرض خواہوں کو جمع کر کے ان میں تقسیم کر دے۔

حضرات صحابہ اور دیگر اہلِ علم میں جمہور جیسے حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت ابن مسعود، حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہم، امام اوزاعی، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد کا یہی مذہب ہے۔ امام نخعی، حضرت حسن بصری اور امام ابوحنیفہ نے کہا ہے: حاکم کو (الحجر) لگانے اور اس کے ہاں موجود مال میں استعمال کے حق سے محروم کرنے کا اختیار نہیں۔ اس کی بجائے حاکم اس کو گرفتار کرے گا تا کہ وہ اپنا مال فروخت کر کے ان کا پورا حق ادا کرے۔ ان حضرات کے خلاف جمہور کی دلیل حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے مفلس ہونے والی سابقہ حدیث ہے۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے جہینہ قبیلہ کے شخص کے متعلق بھی اسی طرح فیصلہ فرمایا۔ (المفهم، ٤/ ٤٣١)

وصیت پر قرض کی ادائیگی کے بعد ہونا

ادائیگی قرض کو یقینی بنانے کے خاطر شریعت کا ایک حکم یہ ہے کہ میت کی وصیت پر عمل قرض ادا کرنے کے بعد ہو۔ قرآنِ کریم میں اگرچہ تنفیذِ وصیت کا ذکر قرض سے پہلے ہوا ہے لیکن علمائے امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ ابتدا قرض کی ادائیگی سے ہوگی۔ اس بارے میں انہوں نے اس حدیث سے بھی استدلال کیا ہے جس کو حضرات ائمہ شافعی، احمد، ترمذی، ابن ماجہ اور ابوداؤد طیالسی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا:

انكم تقرؤون هذه الآية: ﴿مِنۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٖ يُوصِي بِهَآ أَوۡ دَيۡنٍ﴾ وان رسول الله ﷺ قضى بالدين قبل الوصية. (المسند ٢/ ٢٩٣، جامع ترمذی ٦/ ٢٢٦)

بلاشبہ تم یہ آیت پڑھتے ہو: وصیت کے بعد، جو تم وصیت کرتے

ہو یا قرض (کے بعد) اور بے شک رسول اللہ ﷺ نے وصیت سے پہلے قرض ادا کرنے کا فیصلہ فرمایا۔

امام ترمذی فرماتے ہیں:

والعمل على هذا عند عامة اهل العلم انه يبدأ بالدين قبل الوصية (جامع ترمذی ۲۶۳/۶)

عام اہلِ علم کا عمل اسی پر ہے کہ بے شک وصیت سے پہلے قرض (کی ادائیگی) سے ابتدا کی جاتی ہے۔

اس سلسلے میں امام بخاری تحریر کرتے ہیں:

باب تاويل قوله تعالىٰ: ﴿مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَا اَوْدَيْنٍ ط﴾ ويذكر ان النبى ﷺ قضى بالدين قبل الوصية، وقوله عزوجل: ﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰى اَهْلِهَا﴾ فاداء الامانة احق من تطوع الصدقة

(صحیح بخاری ۵۷۷/۵)

اللہ تعالیٰ کے ارشاد (حصوں کی تقسیم) وصیت کے بعد جو کہ وہ کرتا ہے اور قرض (کے بعد) کی تفسیر کے متعلق باب اور منقول ہے کہ بلاشبہ نبی کریم ﷺ نے قرض کو وصیت پر مقدم کرنے کا حکم دیا اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: (بلاشک اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ امانتیں ان کے حق داروں کو ادا کرو) تو امانت (قرض) کا ادا کرنا نفل وصیت (کے پورا کرنے) سے زیادہ ضروری ہے۔

امام ابوبکر جصاص لکھتے ہیں:

وهذا لا خلاف فيه بين المسلمين (احکام القرآن ۹۵/۱)

اس بارے میں اہل اسلام میں کوئی خلاف نہیں۔

حافظ ابن کثیر نے تحریر کیا ہے:

اجمع العلماء من السلف والخلف علي ان الدين مقدم على الوصية. (تفسير ابن كثير ۱/۴۹۹)

علمائے متقدمین اور متاخرین کا اس بات پر اجماع ہے کہ قرض وصیت پر مقدم ہے۔

آیت شریفہ میں وصیت کے پہلے ذکر کرنے کا تقاضا یہ نہیں کہ آغاز بھی اسی کے ساتھ کیا جائے کیونکہ آیت شریفہ میں موجود لفظ اَوْ ترتیب پر دلالت نہیں کرتا۔ امام ابوبکر جصاص لکھتے ہیں:

وتقديم الوصية على الدين في الذكر غير موجب للتبدئة بها على الدين، لان اَوْ لا توجب الترتيب.

(احكام القرآن ۱/۵۹)

وصیت کے قرض سے پہلے ذکر کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ قرض سے پہلے ابتدا بھی اسی کے ساتھ کی جائے کیونکہ لفظ او سے ترتیب لازم نہیں ہوتی۔

باقی وصیت کے قرض سے پہلے ذکر کرنے کی مفسرین نے متعدد حکمتیں بیان کی ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ وصیت میں کوتاہی کا اندیشہ قرض کے مقابلے میں زیادہ ہوتا ہے کیونکہ وصیت کرنے والا تو فوت ہو چکا ہوتا ہے مگر قرض خواہ ادائیگی قرض میں کوتاہی کی راہ میں موثر رکاوٹ ہوتے ہیں۔

تقسیم وراثت کا ادائیگی قرض کے بعد ہونا

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ

يُوْصِيْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ط وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ط (النساء:۱۲)

اور تمہارے لیے اس کا نصف ہے جو تمہاری بیویاں چھوڑ جائیں اگر ان کی کوئی اولاد نہ ہو پس اگر ان کی اولاد ہو تو تمہارے لیے ان کے چھوڑے ہوئے میں سے چوتھا حصہ ہے اس وصیت کے بعد جو وہ کر جائیں یا قرض (کے بعد)۔ اور ان کے لیے اس میں سے چوتھا حصہ ہے، جو تم چھوڑ جاؤ، اگر تمہاری کوئی اولاد نہ ہو۔ پس اگر تمہاری کوئی اولاد ہو تو ان کے لیے تمہارے چھوڑے ہوئے میں سے آٹھواں حصہ ہے، اس وصیت کے بعد جو تم کر جاؤ یا قرض (کے بعد)۔

علامہ قرطبی نے آیت شریفہ کی تفسیر میں لکھا ہے:

ولا میراث الا بعد اداء الدین والوصیة (تفسیر قرطبی ۵/۶۱)

میراث قرض کی ادائیگی اور وصیت کے (پورا کرنے کے) بعد ہے۔

وارثوں کی صِغر سنی اور معاشی حالت کی کمزوری کی صورت میں بھی وراثت کی تقسیم، قرض کی ادائیگی کے بعد ہی ہوگی۔ امام احمد اور امام ابن ماجہ نے حضرت سعد بن اطول رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا:

میرے بھائی فوت ہوئے اور تین سو دینار اور چھوٹے بچے چھوڑے۔ سو میں نے ان پر خرچ کرنے کا ارادہ کیا تو مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرض کی بنا پر تمہارا بھائی بند کیا گیا ہے پس جاؤ اور اس سے (قرض) ادا کرو۔

انہوں نے بیان کیا:

میں نے جا کر ان کا قرضہ ادا کر دیا، پھر میں نے واپس آ کر عرض

کیا: اے اللہ کے رسول! (ﷺ) میں نے ان کا قرضہ ادا کر دیا ہے، البتہ ایک عورت باقی ہے جو کہ ان کے ذمے دو دینار بتلا رہی ہے لیکن اس کے پاس کوئی گواہی نہیں۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

اعطها، فانها صادقة. (المسند ۲۸/ ٤٦٣)

اس کو ادا کر دو، کیونکہ وہ سچی ہے۔

ادائیگی قرض کے لیے مختلف تدبیریں

شریعت اسلامیہ میں قرض کی ادائیگی کو یقینی بنانے کے لیے متعدد تدابیر موجود ہیں۔ ان میں سے قرض لیتے وقت مقروض کا قرض خواہ کے پاس کوئی چیز رہن رکھنا، ادائیگی قرض کی لیے ضامن کا تقرر اور حوالہ قرض ہیں۔

ادائیگی قرض کے لیے ضامن

شریعتِ اسلامیہ میں قرض کی واپسی کو یقینی بنانے والی ایک تدبیر ضامن کا مقرر کرنا ہے کہ وہ مقروض کی عدم ادائیگی کی صورت میں ادا کرنے کی ذمہ داری قبول کر لے۔ اس بات پر امام ابن ماجہ کی حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت کردہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

الزعيم غارم، والدين مقضى (سنن ابن ماجه ٤/ ٦٧)

ضامن ادائیگی کرنے کا پابند ہے اور قرض تو ادا کیا جانا ہے۔

ادائیگی قرض کے لیے ضامن کا تعین مندرجہ ذیل تین صورتوں میں سے ہو سکتا ہے:

۱۔ قرض لیتے وقت

۲۔ قرض لینے کے بعد مقروض کی زندگی میں

۳۔ مقروض کی وفات کے بعد

ذیل میں تینوں صورتوں کے متعلق قدرے تفصیل پیش خدمت ہے:

قرض لیتے وقت

امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے بنواسرائیل کے ایک آدمی کا ذکر فرمایا کہ اس نے بنواسرائیل کے ایک دوسرے شخص سے ایک ہزار دینار بطورِ قرض مانگے۔ اس شخص نے کہا: میرے پاس ایسے گواہ لاؤ، جن کی گواہی قابل اعتماد ہو۔ اس (قرض طلب کرنے والے) نے جواب دیا: گواہ تو اللہ تعالیٰ ہی کافی ہیں۔ اس نے کہا: تو میرے پاس کوئی ضامن لاؤ۔ اس نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ بطورِ ضامن کافی ہیں۔ اس نے کہا: تو نے سچ کہا ہے.....آخر حدیث تک۔ (صحیح بخاری ٤/ ٤٦٩)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے شرح حدیث میں تحریر کیا ہے:

وفیه طلب الشهود فی الدین وطلب الکفیل به

(فتح الباری ٤/ ٤٧٠)

اس (حدیث) سے قرض میں گواہوں اور ادائیگی قرض کے لیے ضامن طلب کرنا ثابت ہوتا ہے۔

حافظ رحمۃ اللہ تعالیٰ مزید لکھتے ہیں:

ووجه الدلالة منه علی الکفالة تحدث النبی ﷺ بذلک، وتقریره له. وانما ذکر ذلک لیتاسی به فیه، والا لم یکن لذکره فائدة (ایضاً ٤/ ٤٧٠)

(قرض کی ادائیگی میں) ضامن کے طلب کرنے پر دلالت اس لیے ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بلا انکار اس کا ذکر فرمایا۔ اور بلاشبہ آپ ﷺ نے یہ بات اس لیے بیان کی کہ اس کے مطابق عمل کیا جائے وگرنہ آپ کے بیان کا کچھ فائدہ نہ ہوگا۔

قرض لینے کے بعد مقروض کی زندگی میں

امام ابوداؤد اور امام ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے:

بلاشبہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک شخص دس دینار ادا نہ کرنے کی بنا پر مقروض کو چمٹ گیا تو اس (مقروض) نے کہا: میرے پاس کوئی چیز بھی نہیں کہ میں تمہیں دوں۔ اس نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! میں اس وقت تجھے نہیں چھوڑوں گا، یہاں تک کہ تم میری رقم ادا کرو یا مجھے کوئی ضامن دو۔ پھر وہ اس کو نبی کریم ﷺ کے پاس کھینچ کر لے آیا۔ نبی کریم ﷺ نے دریافت کیا: وہ کتنی مہلت طلب کر رہا ہے؟ اس نے عرض کیا: ایک ماہ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اس کی ذمہ داری لیتا ہوں۔ وہ نبی کریم ﷺ کے فرمائے ہوئے وقت پر آ گیا۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے پوچھا: تم نے یہ (رقم) کہاں سے حاصل کی ہے؟ اس نے جواب دیا: ایک کان سے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اس میں خیر نہیں۔ پھر آنحضرت ﷺ نے اس کی طرف سے (قرض) ادا کر دیا۔ (بذل المجهود ١٤/ ٢٩٠)

مقروض کی وفات کے بعد

امام بخاری نے حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بلاشبہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک جنازہ لایا گیا تاکہ آپ اس کی نمازِ جنازہ پڑھائیں تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: هل عليه من دين ؟ کیا اس کے ذمے کوئی قرض ہے؟ انہوں نے عرض کیا: لا۔ نہیں! تو آپ ﷺ نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ پھر آنحضرت ﷺ کے پاس ایک دوسرا جنازہ لایا گیا تو آپ ﷺ نے

پوچھا: هل عليه من دين ؟ کیا اس کے ذمے کوئی قرض ہے؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: فصلوا على صاحبكم ۔تم (ہی) اپنے ساتھی کی نمازِ جنازہ پڑھ لو۔ ابوقتادہ نے عرض کیا: على دينه يا رسول الله ۔اے اللہ کے رسول ﷺ! اس کا قرض میرے ذمے ہے۔ تب آنحضرت ﷺ نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ (صحيح بخاری ٤/٤٧٤)

سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ میں ہے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بِالوفاءِ (تم ذمہ داری لیتے ہو) ادائیگی کی؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں! ادائیگی کی۔

(صحيح سنن نسائی ۲/۹۷۰)

المستدرک میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: وہ دو (قرض والے دینار) تجھ پر اور تیرے مال پر ہیں اور میت دونوں (کی ادائیگی) سے بری ہو چکی ہے۔ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں۔ تو آپ ﷺ نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔

(اس کے بعد) رسول اللہ ﷺ کی جب بھی ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو فرماتے: ان دو دیناروں کا کیا بنا ہے؟ یہاں تک کہ آخر کار انہوں نے عرض کیا: اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ! میں نے ان دونوں کو ادا کر دیا ہے۔

(یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الآن حين بردت عليه جلده. (المستدرك ۲/۵۸)

اب اس پر اس کی جلد ٹھنڈی ہوئی ہے۔

علامہ عینی فوائد حدیث بیان کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

فيه الكفالة عن الميت. (عمدة القاری ۱۲/۱۱۳)

اس (حدیث) میں میت کی طرف سے (ادائیگی قرض میں) ضامن ہونا ثابت ہوتا ہے۔

بلاشک وشبہ ضمانت کی یہ تینوں صورتیں قرض کی واپسی میں مؤثر کردار ادا کرتی ہیں۔

حوالۂ قرض

ادائیگی قرض کو ممکن بنانے کے لیے ایک شرعی تدبیر (حوالہ قرض) ہے۔ حافظ ابن حجر نے اس کی تعریف ان الفاظ کے ساتھ کی ہے:

وهی عند الفقهاء نقل دین من ذمة الی ذمة. (فتح الباری ٤/٤٦٤)

وہ فقہاء کے نزدیک قرض کو ایک شخص کی ذمہ داری سے دوسرے شخص کی ذمہ داری میں منتقل کرنا ہے۔

اس کی دلیل امام بخاری اور امام مسلم کی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کردہ حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مطل الغنی ظلم، فاذا اتبع احدکم علی ملیء فلیتبع.

(صحیح بخاری ٤/٤٦٤)

دولت مند کی طرف سے ٹال مٹول ظلم ہے سو جب کسی کو دولت مند کے حوالے کیا جائے تو وہ اس کو قبول کرے۔

حدیث کی شرح میں امام نووی نے تحریر کیا ہے:

واذا احیل بالدین الذی له، علی موسر فلیحتل.

(شرح النووی ١٠/٢٢٨)

جب اس کے قرض کو کسی غنی کے ذمے لگایا جائے تو اس کو چاہیے کہ اسے قبول کر لے۔

قرض خواہ کی طرف سے اس حوالہ کو قبول کرنے کے متعلق علماء کی تین آراء ہیں۔ بعض نے اس کو مباح، بعض نے مستحب اور بعض نے واجب قرار دیا ہے۔

(فتح الباری ٤/٤٦٥)

ان تینوں میں سے جو رائے بھی راجح ہو، اس سے قطع نظر، یہ بات تو واضح ہے کہ قرض کی واپسی کو ممکن بنانے والی ایک شرعی تدبیر (حوالۂ قرض) بھی ہے۔

نادار مقروض کی اعانت

بسا اوقات مقروض کوشش کے باوجود قرض ادا نہیں کر پاتا۔ اسلام میں جہاں ایک طرف قرض خواہ کو اس کے ساتھ مطالبہ میں نرمی، ادائیگی میں مہلت، قرض کے کچھ حصہ یا مکمل قرضہ کی معافی کی ترغیب دی گئی ہے وہاں دوسری طرف عام مسلمانوں، اس کے رشتہ داروں اور اسلامی ریاست کو بھی اس کی اعانت کی تلقین کی گئی ہے۔

اسلامی معاشرہ کی طرف سے اعانت

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو جو قرض کے زیر بار آجائیں اور کوشش کے باوجود، ادائیگی کی استطاعت نہ رکھیں، زکوٰۃ کے مستحقین میں شامل فرمایا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ.

(التوبہ: ٦٠)

بے شک اموالِ صدقہ فقیروں کے لیے اور مسکینوں کے لیے اور انھیں اکٹھا کرنے والوں کے لیے اور ان کے لیے، جن کے دلوں میں الفت ڈالنی مقصود ہو اور گردنیں چھڑانے کے لیے اور قرض داروں کے لیے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کے لیے اور مسافر کے لیے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک فریضہ ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والے کمال حکمت والے ہیں۔

امام قرطبی (الغارمون) کے متعلق تحریر کرتے ہیں:

هم الذين ركبهم الدين، ولا وفاء عندهم به، ولا خلاف فيه، اللهم من ادان في سفاهة، فانه لا يعطى منها ولا من

غیرها الا ان یتوب. (تفسیر قرطبی ۸/۱۸۳)

وہ ایسے لوگ ہیں کہ ان پر قرض چڑھ جائے اور اس کی ادائیگی کی ان میں استطاعت نہ ہو، البتہ جس نے حماقت کے کاموں کے لیے قرض لیا ہو، اس کی نہ زکوٰۃ کی مد سے اور نہ ہی کسی اور مد سے مدد کی جائے گی۔ ہاں اگر وہ توبہ کرے (تو پھر اعانت کی جائے گی)

نبی کریم ﷺ نے ابھی اس قسم کے مقروض کو صدقہ وخیرات دینے کی ترغیب دی ہے۔ امام مسلم نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا:

اصیب رجل فی عهد النبی ﷺ فی ثمار ابتاعها، فکثر دینه. فقال رسول اللّٰه ﷺ: تصدقوا علیه. فتصدقه الناس علیه، فلم یبلغ ذلک وفاء دینه، فقال رسول اللّٰه ﷺ: خذوا ماوجدتم، ولیس لکم الا ذلک.

(صحیح مسلم ۳/۱۱۹۱)

نبی کریم ﷺ کے زمانے میں ایک شخص (حضرت معاذ رضی اللہ عنہ مراد ہے) نے (باغ کا) پھل خریدا۔ جس میں نقصان کی بنا پر اس کے ذمہ کافی قرض چڑھ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس پر صدقہ کرو۔ لوگوں نے اس پر صدقہ کیا، لیکن اس سے قرضہ کی رقم پوری نہ ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے (ان کے قرض خواہوں سے) فرمایا: جو تمہیں ملا ہے وہی لے لو۔ اس کے علاوہ تمہارے لیے کچھ نہیں۔

حدیث کی شرح میں علامہ قرطبی تحریر فرماتے ہیں:

ولایجب ان یتصدق علیه. ومن فعل ذلک، اوحض علیه کان خیرا له، وفیه ثواب کثیر. وفعل النبی ﷺ

ذلک بمعاذ رضی اللّٰہ عنه لیتبین خصومة انه لیس عنده شیء ولتطیب قلوبهم بما اخذوا، فیسهل علیهم ترک مابقی، ولیخف الدین عن معاذ. رضی اللّٰہ عنه. ولیتشارک المتصدقون فی اجر المعونة وثوابها، ولیکن ذلک سنة حسنة. (المفهم ٤/٤٢٧)

اُس پر صدقہ کرنا واجب نہیں اور جس نے کیا یا اس کی ترغیب دی تو اس نے اپنے لیے بھلائی کی اور اس میں بہت ثواب ہے۔ نبی کریم ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ کے ساتھ یہ طرزِ عمل اس لیے اختیار کیا تا کہ ان کے قرض خواہوں پر واضح ہو جائے کہ ان کے پاس (دینے کے لیے) کچھ بھی نہیں اور جو کچھ وہ لے چکے ہیں اس کے ساتھ ان کے دل راضی ہو جائیں اور قرض کا باقی حصہ چھوڑنا ان کے لیے آسان ہو جائے اور اسی طرح حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے قرض کی تخفیف ہو جائے صدقہ کرنے والے تعاون کے اجر وثواب میں شریک ہو جائیں اور یہ (نادار قرض دار پر صدقہ کرنا) اچھی سنت بن جائے۔

حدیث کی شرح میں علامہ نووی نے تحریر کیا ہے:

فیه التعاون علی البر والتقوی، ومواساة المحتاج، ومن علیه الدین، والحث علی الصدقة علیه (شرح النووی ١٠/٢١٨)

اس (حدیث) میں نیکی اور تقویٰ (کے کاموں) میں تعاون، نادار اور (خصوصی طور پر) مقروض کے ساتھ ہمدردی اور اس پر صدقہ کرنے کی ترغیب ہے۔

علاوہ ازیں نبی کریم ﷺ نے قرض کے بوجھ تلے دبے ہوئے شخص کو سوال کرنے کی اجازت دی ہے۔ امام احمد نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے

روایت نقل کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

انا المسألة لا تحل الا لاحد ثلاث: ذی دم موجع، او غرم مفظع، او فقر مدقع. (المسند ۱۹/۱۸۲)

بلاشبہ تین قسم کے اشخاص میں سے کسی ایک کے علاوہ سوال کرنا جائز نہیں: اذیت ناک خون والے، یا بھاری قرض والے، یا شدید فقر والے

مزید برآں آنحضرت ﷺ کا نادار مقروض میت کی نمازِ جنازہ خود پڑھانے کی بجائے حضراتِ صحابہ سے یہ فرمانا: تم (ہی) اپنے ساتھی کی نمازِ جنازہ پڑھو۔

اس میں بھی ضمنی طور پر عام لوگوں کو اس بات کی ترغیب ہے کہ وہ اس کا قرض ادا کردیں تاکہ وہ نبی کریم ﷺ کی نمازِ جنازہ سے محروم نہ رہے۔

اقارب کو نادار میت کے قرض کی ادائیگی کی تلقین

نبی کریم ﷺ سے یہ بات بھی ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے نادار میت کا قرضہ ادا کرنے کی رشتہ داروں کو پرزور ترغیب دی۔ حضراتِ ائمہ ابوداؤد الطیالسی، احمد، ابوداؤد، نسائی، حاکم اور بیہقی نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا:

رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطاب کرتے ہوئے فرمایا: فلاں قبیلہ کا کوئی شخص یہاں ہے؟ کسی شخص نے بھی جواب نہ دیا۔ آنحضرت ﷺ نے پھر فرمایا: فلاں قبیلہ کا کوئی شخص یہاں ہے؟ کسی شخص نے بھی جواب نہ دیا۔ آنحضرت ﷺ نے پھر فرمایا: یہاں فلاں قبیلہ کا کوئی شخص ہے؟ ایک شخص نے کھڑے ہوکر عرض کیا: میں ہوں یارسول اللہ ﷺ! آنحضرت ﷺ نے فرمایا: پہلی دومرتبہ جواب دینے سے تجھے کس چیز نے روکا۔ خبردار! (یعنی خوب توجہ سے سنو) بلاشبہ میں تو تمہارا ذکر تمہاری بھلائی ہی کے لیے کرتا ہوں۔ بے شک تمہارا ساتھی قرض کی وجہ سے روکا گیا ہے۔

(سمرۃ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا): یقیناً میں نے دیکھا کہ اس نے اس کی طرف سے ادا کر دیا، یہاں تک کہ کوئی کسی چیز کا مطالبہ کرنے والا باقی نہ رہا۔ (سنن ابی داؤد ۹/۱۳۷)

ایک دوسری روایت میں ہے:

فان شئتم فافدوه، وان شئتم فاسلموه الى عذاب الله.

(المستدرك ۲/۲۵)

پس اگر تم چاہو تو اس کی طرف سے فدیہ دے دو اور اگر چاہو تو اس کو عذابِ الٰہی کے سپرد کر دو۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

فلو رايت اهله ومن يتحرون امره قاموا فقضوا عنه.

(سنن کبریٰ للبیهقی ۶/۸۲)

میں چاہتا ہوں کہ اس کے کنبہ والے اور اس کے معاملہ کی فکر کرنے والے لوگ اُٹھیں اور اس کی طرف سے ادائیگی کر دیں۔

نادار مقروض کے سلسلے میں اسلامی ریاست کی ذمہ داری

اسلامی ریاست کی گوناگوں ذمہ داریوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ نادار اور مفلس مقروض لوگوں کے قرض کی ادائیگی میں ان کی اعانت کرے۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جب کسی ایسی میت کو لایا جاتا جس پر قرض ہوتا تو آپ ﷺ فرماتے: کیا اس نے اپنے قرض کے ادا کرنے کے لیے کچھ چھوڑا ہے؟ پھر اگر آپ ﷺ کو بتلایا جاتا کہ اس نے اتنا مال چھوڑا ہے کہ اس سے قرض ادا ہو سکتا تو آپ ﷺ اس کی نمازِ (جنازہ) پڑھاتے، وگرنہ مسلمانوں سے فرماتے: اپنے ساتھی کی نماز (جنازہ) پڑھ لو۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر فتوحات کے دروازے کھول دیے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

انا اولی بالمؤمنین من انفسهم، فمن توفی من المؤمنین، فترک دینا فعلی قضاؤه، ومن ترک مالا فلورثته.

(صحیح بخاری ٤/٤٧٧)

میں ایمان والوں پر ان کی جانوں سے زیادہ حق رکھتا ہوں۔ اس لیے (اب) جو بھی اہلِ ایمان میں سے وفات پا جائے اور اس کے ذمہ قرض ہو تو اس کا ادا کرنا میرے ذمہ ہے۔ اور جو کوئی مال چھوڑے، تو وہ اس کے وارثوں کے لیے ہے۔

آنحضرت ﷺ کا یہ اعلان اسلامی حکومت کے سربراہ کی حیثیت سے تھا۔ اسی لیے آپ ﷺ کے انتقال کے بعد، یہ ذمہ داری مسلمان حکام کی ہے۔

اس حدیث کی شرح میں حضراتِ محدثین نے اس بات کو واضح طور پر بیان کیا ہے۔ ذیل میں ان میں سے تین کے اقوال ملاحظہ فرمائیے:

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

وهل كان ذلک من خصائصه او يجب على ولاة الامر بعده؟ والراجع الاستمرار. (فتح الباری ١٢/١٠)

کیا یہ آنحضرت ﷺ کے خصائص میں سے تھا یا آپ کے بعد حکام پر بھی واجب ہے؟ راجح بات یہ ہے کہ اس کا وجوب (ان پر) جاری ہے۔

علامہ عینی اس سلسلے میں رقم طراز ہیں:

وفيه ان الامام يلزمه ان يفعل هكذا فيمن مات، وعليه دين. فان لم يفعله وقع القصاص منه يوم القيامة، والاثم عليه فی الدنيا، ان كان حق الميت فی المال بقی بقدر ما عليه من الدين والا فبقسطه. (عمدة القاری ١٢/١٢٦)

اس (حدیث) میں یہ ہے کہ بلاشبہ امام پر لازم ہے کہ وہ فوت

ہونے والے مقروض شخص کے ساتھ ایسے ہی کرے۔ اگر وہ ایسے نہیں کرے گا، تو روزِ قیامت اس سے قصاص لیا جائے گا اور دنیا میں وہ گناہ گار ہے۔ اگر بیت المال میں میت کا حق قرض کے برابر ہو (تو مکمل قرض ادا کیا جائے گا) وگرنہ اس کے حق کے برابر اس کا قرض ادا کیا جائے گا۔

آنحضرت ﷺ کے بعد بھی مسلمان حکام اس ذمہ داری کو پورا کرنے کا اہتمام کیا کرتے تھے۔ امام ابوعبید القاسم بن سلام نے روایت نقل کی ہے کہ:

حضرت عمر بن عبد العزیز نے عبد الحمید بن عبد الرحمٰن کو جو کہ عراق میں تھے لکھا کہ لوگوں کے عطیات دے دو۔ انہوں نے جواب میں لکھا: بلاشبہ میں لوگوں کے عطیات ان کو دے چکا ہوں (لیکن پھر بھی) بیت المال میں مال باقی ہے۔ انہوں نے ان کو لکھا:

ان انظر کل من ادان فی غیر سفه ولا سرف، فاقض عنه. (کتاب الاموال ص ۲۳٤)

تم دیکھو کہ ہر وہ شخص جس نے بیوقوفی کے کاموں یا اسراف سے خرچ کرنے کے لیے قرض نہ لیا ہو اس کی طرف سے قرض ادا کر دو۔

بیت المال سے اعانت کے حصول کے لیے شرائط

ان حوالہ جات سے کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ وہ لوگوں سے قرضے لے کر اسراف وتبذیر سے لوگوں کے مالوں کو برباد کرتا رہے، پھر اس کے مرنے کے بعد بیت المال اس کے ذمہ قرضوں کو ادا کرنے کا پابند ہوگا۔ یہ تصور خام خیالی اور دین سے نافہمی کی پیداوار ہے۔ بیت المال پر میت کے قرضہ جات کی ادائیگی کی ذمہ داری کے لیے کچھ شرائط ہیں، جن میں سے تین درج ذیل ہیں:

(۱) قرض لینے کا معقول اور جائز سبب

بیت المال صرف انہی قرضوں کی ادائیگی کا پابند ہوگا جو کہ معقول اور جائز مقاصد کی خاطر لیے گئے ہوں۔ اسراف وتبذیر کی غرض سے لیے ہوئے قرضوں کی ادائیگی کی ذمہ داری بیت المال پر نہیں۔ اس شرط کی تائید حضرت عمر بن عبدالعزیز کے اس حکم سے ہوتی ہے جو کہ انہوں نے حاکم عراق عبدالحمید بن عبدالرحمٰن کو دیا تھا کہ اس شخص کا قرض بیت المال سے ادا کرو جس نے حماقت کے کاموں یا اسراف سے خرچ کرنے کے لیے قرض نہ لیا ہو۔ اسی طرح اس کی تائید امام قرطبی کے بیان سے بھی ہوتی ہے کہ زکوٰۃ کا مستحق وہ مقروض شخص ہے کہ جس نے بیوقوفی اور گناہ گار کے کاموں کی خاطر قرض نہ لیا ہو۔

(۲) ادائیگی قرض کے لیے مقروض کی تاجدِ استطاعت کوشش

کسی شخص کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ قرض لے کر اجاڑ دے پھر اس انتظار میں رہے کہ بیت المال اس کو ادا کرے۔ وہ اس بات کا پابند ہے کہ قرض کی واپسی کے لیے اپنی تمام صلاحیتیں بروئے کار لاتے ہوئے تاحدِ استطاعت کوشش کرے۔ اگر پھر بھی اس کو کامیابی نہ ہو اور وہ قرض ادا کیے بغیر مر جائے تو پھر بیت المال اس کی جانب سے قرض ادا کرنے کا پابند ہوگا۔ امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من حمل من امتی دینا، ثم جهد فی قضائه، فمات، ولم یقضه، فانا ولیه. (المسند ٤٠/٥١١)

میری امت میں سے جس شخص نے قرض لیا پھر اس کی ادائیگی کی خاطر جدوجہد کی (لیکن) پھر (بھی) وہ ادا کیے بغیر مر گیا تو میں قرض کی ادائیگی کا ذمہ دار ہوں۔

(۳) بیت المال میں مال کی موجودگی

مذکورہ بالا دونوں شرطوں کی موجودگی کے باوجود، خزانہ خالی ہونے کی صورت میں اسلامی ریاست ادائیگی قرض کی ذمہ واری نہ ہوگی۔ اس کے لیے دونوں شرطوں کے ساتھ بیت المال میں مال کی موجودگی تیسری شرط کا ہونا بھی ضروری ہے جیسا کہ سابقہ حدیث میں گزر چکا ہے کہ آنحضرت ﷺ بیت المال خالی ہونے کی صورت میں جنازہ پڑھانے سے انکار کر کے دیگر مسلمانوں کو میت کا قرضہ ادا کرنے کی ترغیب دیتے تھے اور پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے فتوحات کے دروازے کھلنے پر قرض کی ادائیگی بیت المال سے فرما دیتے۔

گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ عام لوگوں اور اقارب کو ترغیب دی گئی ہے کہ وہ نادار قرض دار کی اس کی زندگی اور اس کے بعد بھی قرض کی ادائیگی میں اعانت کریں اور مذکورہ بالا تینوں شرائط کی موجودگی میں بیت المال مرنے والے نادار مقروض کا قرض ادا کرنے کا پابند ہوگا اور اس طرح ایک طرف مقروض آخرت کی جواب دہی سے محفوظ ہو جائے گا اور دوسری جانب قرض خواہ کو اس کا مال بھی واپس مل جائے گا۔

پانچواں باب

ادائیگیٔ قرض کی نبوی دُعائیں اور مستند وظائف کا مجموعہ

قرض سے نجات کے لیے دُعائیں

ہر مسلمان کو چاہیے کہ اِس زمانے میں قرض لینے سے بہت ہی زیادہ بچے۔ اگر کسی وقت قرض کی ضرورت پڑے تو پہلے پوری کوشش کرلے کہ جتنا اپنے پاس ہے اسی سے کام چل جائے اور ''صلوٰۃ الحاجۃ'' پڑھتا رہے اور دعا مانگتا رہے کہ اے اللہ! قرض سے بچادے، پھر بھی بہت ہی مجبور ہو جائے تو قرضہ واپس کرنے کی پختہ نیت کے ساتھ قرض لے، کیوں کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جو شخص قرضہ لے اور اس کی نیت واپس کرنے کی ہو تو اللہ تبارک وتعالیٰ قیامت کے دن قرض خواہوں کو مقروض کی طرف سے خود ادا کردیں گے یعنی ان کو راضی کردیں گے۔ (فیض القدیر، حرف المیم: ۶/۵۷، رقم: ۸۳۶۲)

اس کے علاوہ قرضہ لینے سے پہلے یہ سوچ لے کہ قرض کی ادائیگی کی صورت کیا ہوگی، قرضہ لینے کے بعد اس کو اپنی کاپی میں لکھ کر رکھے اور اپنے گھر والوں کو ضرور بتادے تاکہ انتقال کے بعد وارثین کو پتہ رہے کہ اتنا قرض فلاں صاحب سے لیا ہے، ان کو واپس کرنا اور اتنا قرض فلاں صاحب کو دیا ہے ان سے لینا ہے۔

اسی طرح اگر کسی کو قرض دینا ہو تو اگر ہدیہ سمجھ کر دے سکتا ہے تو دے اور واپسی کی امید نہ رکھے کہ اس زمانے میں بزرگوں کا ارشاد ہے: قرض لے کر لوگ واپس دیتے نہیں ہیں، لہٰذا اگر ہدیہ سمجھ کر دے سکتا ہے تو ضرور دے ورنہ معذرت کرلے، کیوں کہ قرض دینے کے بعد واپس نہ ملنے پر جو باہمی ناچاقیاں وطرفین میں اختلاف ہوتا ہے، اس سے بہتر ہے کہ ابتداء ہی میں ایک مرتبہ انکار کردے۔

اسی طرح اگر قرض دینے کے بعد معاف کرنے کی یا مدت بڑھا دینے کی گنجائش ہو تو ضرور معاف کردے یا مدت بڑھادے کہ اس میں بھی ثواب بہت زیادہ ہے، اسی طرح اللہ تبارک وتعالیٰ نے مالی گنجائش دی ہو تو کوشش کرے کہ دوستوں اور رشتہ داروں کی اس طرح مدد کرتا رہے کہ قرض مانگنے کی نوبت ہی نہ آئے۔

جس پر قرضہ ہو اور قرض کی وجہ سے پریشان رہتا ہو تو اسے چاہیے کہ یہ دعائیں (جو آگے آ رہی ہیں، انشاء اللہ) اہتمام سے مانگے اور گناہوں سے بچتا رہے۔ اِن شاء اللہ تعالیٰ اللہ تبارک وتعالیٰ قرض سے نجات دیں گے اور رزقِ حلال فراوانی کے ساتھ عطا فرمائیں گے۔

آج کل اکثر دیندار لوگوں کو تنگی، غریبی اور قرضداری کی شکایت ہے اور روزی کی فکر میں پریشان ہیں۔ جھوٹ وحرام سے کمانے والے تو آج آرام سے باعزت زندگی گزار رہے ہیں۔ لیکن سچائی اور حلال طریقے سے کمانے والے تنگی میں رہتے ہیں جس سے بعض وقت اُن کو یہ الجھن اور حیرانی ہوتی ہے کہ جب کہ اللہ تعالیٰ نے ہر جاندار کے رزق کی ذمہ داری لے رکھی ہے تو پھر یہ تنگی کیوں؟

ہم نے یہاں قرآن وحدیث کی وہ دُعائیں جمع کی ہیں جو طلب وازیادِ رزق اور حصولِ برکت کے لیے ہیں۔ ان دُعاؤں کو اپنا معمول اور وظیفہ بنالینا ہم خرما وہم ثواب کا مصداق ہے کہ اُن کے ذریعہ دنیاوی مقصود بھی حاصل ہوگا اور قربِ خداوندی بھی جو مومن کا اصل مطلوب اور اس کی حقیقی کامیابی ہے۔ اس لیے کہ دعا کو مخّ العبادۃ (بندگی کا مغز) کہا گیا ہے اور وہ سَر اسَر رُوح اور حقیقت ہی حقیقت ہے۔ دُعا بجائے خود اعلیٰ دَرجہ کا عمل اور ذکر ہے پھر جب وہ قرآن کے الفاظ اور اَدعیہ ماثورہ کی شکل میں ہو تو نورٌ علیٰ نورٌ ہے اور اس کی قبولیت اور دُعا کرنے والے کی مقبولیت میں کیا شک ہے۔

روزی کی تلاش

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:

> اور میں نے جن و انسان کو اسی واسطے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کریں، میں ان سے (مخلوق کی) روزی رسانی کی درخواست نہیں کرتا اور نہ یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ مجھ کو کھلایا

کریں۔ اللہ خود ہی سب کو رزق پہنچانے والا، قوت والا نہایت قوت والا ہے۔(سورہ الذاریات)

نیز فرمایا:

اور کوئی (رزق کھانے والا) روئے زمین پر چلنے والا ایسا نہیں کہ اس کی روزی اللہ تعالیٰ کے ذمہ نہ ہو۔(سورۂ ھود)

نیز فرمایا:

ہم نے زمین کی چیزوں کو اس زمین کے لیے باعث رونق بنایا تا کہ ہم لوگوں کی آزمائش کریں کہ ان میں زیادہ اچھا عمل کون کرتا ہے۔(سورۂ کھف)

حضرت کعب بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہر قوم اور ہر امت کے لیے ایک فتنہ ہے (یعنی ہر قوم خدا کی طرف سے کسی چیز کے فتنہ میں ڈال کر آزمائی جاتی ہے) اور میری امت کا فتنہ (یعنی خدا کی آزمائش) مال ہے۔

یعنی خداوند تعالیٰ میری امت کو مال اسی لیے دیتے ہیں کہ امتحان کریں بندوں کا کہ مال داری میں دین پر قائم رہتے ہیں یا نہیں۔(مظاھر حق)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے:

جو شخص جائز طور پر دنیا حاصل کرے، سوال کی ذلت سے بچنے کے لیے اور اہل و عیال پر خرچ کرنے کے لیے، اور ہمسایہ کے ساتھ احسان کرنے کی نیت سے، تو قیامت کے دن وہ اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کے مانند چمکتا ہوگا اور جو شخص جائز طور پر دُنیا حاصل کرے اس نیت سے کہ مال زیادہ کرے اور اظہارِ فخر کرے اور لوگوں کو

دکھاوے تو وہ خداوند تعالیٰ سے اس حالت میں ملے گا کہ حق تعالیٰ اس پر غضبناک ہوں گے۔

جب مال زیادہ کرنے کے لیے اور فخر کے لیے اور لوگوں کو دکھانے کے لیے حلال طور پر کمانے والے کا یہ حشر ہوگا۔ تو پھر حرام طور پر کمانے والے کا کیا حشر ہوگا۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسی وجہ سے حرام کمانے والے کا تذکرہ نہیں فرمایا کہ یہ شیوہ اہلِ اسلام کا نہیں۔ (مظاہرِ حق)

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اگلے زمانہ میں مال کو بُرا سمجھا جاتا تھا۔ لیکن آج کل مال مومن کی ڈھال ہے۔ اگر یہ دینار ہمارے پاس نہ ہوتے تو یہ بادشاہ اور حکام ہم کو اپنا رومال بنا ڈالتے یعنی ذلیل وخوار بنا دیتے۔

نیز فرمایا کہ جس شخص کے پاس کچھ مال ہو اس کو چاہیے کہ مال کی اصلاح کرے (یعنی اس کو بڑھانے کی تدبیریں کرے۔ اور ضائع ہونے سے بچائے) اس لیے کہ ہمارا یہ زمانہ ایسا زمانہ ہے کہ اگر اس میں کوئی محتاج ہوگا تو وہی سب سے پہلا شخص ہوگا۔ جو اپنے دین کو دُنیا کے عوض فروخت کردے گا نیز فرمایا کہ حلال مال فضول خرچی میں ضائع نہیں ہوتا۔

حضرت ابو دَرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رزق بندہ کو اسی طرح ڈھونڈھتا ہے جس طرح اس کی موت یقینی ہے اور بدون تلاش اپنے وقت پر آجاتی ہے اسی طرح رزق بھی یقینی ہے۔ اپنے وقت پر خدا کی طرف سے بندہ کو ڈھونڈ لیتا ہے۔ بلکہ رزق اپنی رفتار میں موت سے بھی زیادہ تیز ہے کیونکہ موت نہیں آتی جب تک بندہ اپنا رزق تمام کا تمام نہیں کھالیتا۔ پس رزق کے لیے اللہ تعالیٰ پر پورا اعتماد کرنا چاہیے اور مضطرب اور پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ متوسط درجہ میں تدبیر اختیار کرنا کافی ہے۔ تدابیر اختیار کرنے سے عبدیت کا اظہار ہوتا ہے مگر اس طلب میں اجمال ہو، کاوش واضطراب نہ ہو۔

روزی میں برکت وترقی کے اسباب

''نافع الخلائق'' میں ہے کہ ایک روز ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور فقر و فاقہ سے رویا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر فریضہ کے بعد دس بار'' اِنَّآ اَنْزَلْنَا '' پڑھا کر اور جمعہ کے دن ناخن کٹوایا کر۔ اعرابی نے ایسا ہی کیا، مالدار ہو گیا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نقل فرماتے ہیں کہ دس چیزوں سے روزی میں برکت ہوتی ہے (۱) ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا (۲) عقیق کی انگوٹھی پہننا (۳) جمعرات کے دن ناخن کٹوانا (۴) کسی اندھے کا ہاتھ پکڑ کر راستہ بتانا (۵) کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا (۶) پاؤں میں جوتے پہننا (۷) مسجد میں جھاڑو دینا (۸) پیشہ اور تجارت ایمانداری سے کرنا (۹) حلال طریقے سے کھیتی کرنا (۱۰) حج کرنا۔

پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی چار چیز کو لازم پکڑے تو وہ اور اس کے اہل وعیال محتاج نہ ہوں گے۔ (۱) صبح سویرے اٹھنا (۲) نماز کا وقت آنے سے پہلے ہی وضو کرنا (۳) وتر کی نماز کے بعد دنیا کی باتیں نہ کرنا (۴) اذان سے پہلے مسجد میں آنا۔

ایک روایت میں ہے کہ جو کوئی فجر کی دو سنتیں گھر میں ادا کر کے مسجد میں آیا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی روزی فراخ فرما دیتا ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہلِ بیت سے فرمایا کہ یہ چیزیں غنی کرتی ہیں (۱) ایک دوسرے سے ملنا جلنا (۲) راہِ خدا میں جہاد کرنا (۳) صبح کی نماز کے بعد نہ سونا (۴) دنیا کے مقابلہ میں آخرت کو اختیار کرنا (۵) صبح اور رات کو مسجد میں ہونا (یعنی فجر اور عشاء کی جماعت کی پابندی کرنا) (۶) گھر والوں کو نماز پڑھنے کے لیے کہتے رہنا (۷) خود بھی عبادتِ خداوندی میں مشغول ہونا۔

(۸) جمعرات اور جمعہ کی راتوں میں دعاؤں میں زیادتی کرنا (۹) امانت ادا کرنا (۱۰) روزی کی طلب میں صبر کرنا اور جلد بازی نہ کرنا (۱۱) اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھنا جیسا کہ اس کا حق ہے۔ (۱۲) تقویٰ اختیار کرنا (۱۳) گھر کے دَروازہ کے پاس دُعا کرنا (۱۴) صبح سویرے اٹھنا (۱۵) خیر خیرات زیادہ کرنا (۱۶) مہمان کی عزت کرنا (۱۷) قرآن مجید کی تعظیم کرنا (۱۸) شبِ براءت میں دُعا کی کثرت (۱۹) عاشورہ کے دن بال بچوں پر خرچ میں فراخی کرنا (۲۰) اہل وعیال کے ساتھ رحم دلی سے ملنا (۲۱) ماں باپ کے حق میں نیکی کرنا (۲۲) دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنا (۲۳) سخاوت کی عادت کرنا (۲۴) گناہ سے بچنا (۲۵) جھوٹ اور جھوٹی گواہی سے پرہیز کرنا (۲۶) ہر بُرائی سے بچنا خاص کر زنا سے (۲۷) اذان کا جواب دینا (۲۸) حق بات کہنا (۲۹) لالچ اور حرص کا چھوڑنا (۳۰) کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا (۳۱) کھانے کے بعد اللہ کا شکر ادا کرنا (۳۲) عشاء کی نماز جماعت سے پڑھنا (۳۳) گھر میں سرکہ رکھنا۔ یہ چیزیں غنی کرتی ہیں اور مالداری لاتی ہیں۔

نقل ہے کہ ایک عالم کو روزی کی تنگی پیش آئی انھوں نے ایک دوست کو خواب میں دیکھا اور اپنے حال کی شکایت کی دوست نے کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم نے قرآن مجید کی کوئی سورت یا کوئی آیت یاد کی تھی اور پھر اُسے بھلا دیا ہے۔ عالم نے کہا سچ ہے، دوست اس پر غصہ ہوا اور کہا پھر سے یاد کرو۔ عالم نے ویسا ہی کیا، روزی کی تنگی جاتی رہی۔

''عمدۃ الاحکام'' وغیرہ میں لکھا ہے کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ جو شخص دَسترخوان پر کھانے کے گرے ہوئے ریزے کھاتا ہے وہ ہمیشہ فراخی رزق میں رہتا ہے اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تمہارا کوئی لقمہ گر جائے تو اس کو اُٹھالو اور جو کچھ اس پر لگ گیا ہے اس کو صاف کر کے کھالو اور اسے شیطانوں کے واسطے نہ چھوڑو (اس حدیث میں بتایا ہوا علاج تکبُّر کو بھی توڑتا ہے)۔

اور بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ جو شخص دسترخوان پر گری ہوئی چیز کھالے تو وہ جنت کی حوروں کا مہر ہو جائے گا اور حق تعالیٰ اس شخص کو اور اس کی اولاد کو جذام کوڑھ اور برص سے اور جنوں سے محفوظ رکھے گا۔ یہ حدیث ''کنز العباد'' میں لکھی ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

ایک روایت میں ہے کہ کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد سنت سمجھ کر ہاتھ دھونے والے کو انشاء اللہ کبھی فاقہ نہیں ہوگا۔

بازار، دوکان اور آفس میں آنکھوں کی حفاظت کرنے سے (غیر محرم پر نظر سے بچنے سے) روزی میں برکت ہوتی ہے۔

حضرت رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی اپنے ہاتھ میں عقیق کی انگوٹھی پہنے رہے چور اور دوسری آفتوں سے سفر میں عافیت رہے گی۔

تنگی و مفلسی

نافع الخلائق میں ہے کہ پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی کنگھی کو کھڑا ہو کر کرے، قرض دار ہو اور جو کوئی کھانے کو سونگھے، برکت اس سے جاوے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ جس گھر میں خیانت و چوری و زنا ہو اس گھر میں برکت نہیں ہوتی ہے۔

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خاص اپنے احباب و اصحاب سے فرمایا کہ نو باتوں سے محتاجی آتی ہے (۱) مکڑی کا جالا گھر میں رہنے دینا (۲) جھوٹی قسم کھانا (۳) زنا کرنا (۴) لالچ کرنا (۵) مغرب و عشاء کے درمیان سونا (۶) راگ باجا سننا (۷) سائل کو محروم واپس کر دینا خصوصاً جورات کے وقت آیا ہو (۸) تقدیر پر یقین نہ رکھنا (۹) رشتہ داروں سے بُرا سلوک کرنا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی اولاد کو بد دعا نہ دیا کرو، جو کوئی اپنی اولاد کو مرنے کی بد دعا دے گا وہ

محتاجی میں مبتلا کر دیا جائے گا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

دس چیزیں محتاجی کا سبب ہیں (۱) مردے کے پاس کھانا کھانا (۲) لنگی یا پائجامہ کھڑے ہو کر پہننا (۳) بیٹھ کر پگڑی باندھنا (۴) جوں کو پکڑ کر زندہ چھوڑ دینا (۵) پوشیدہ بالوں کو قینچی سے کاٹنا (۶) برتن کے ٹوٹے ہوئے کنارے سے پانی پینا (۷) جوتے یا چپل کا تلا دیکھنا (۸) نماز میں سستی کرنا (۹) لوگوں سے ترش روئی سے ملنا (۱۰) جھوٹ کی عادت کرنا۔

حدیث شریف میں ہے کہ جس گھر میں شراب ودف وتنبورہ ونرد ہو تو گھر والوں کی دُعا قبول نہیں ہوتی اور رحمت کی فرشتے اس گھر میں نہیں آتے اور خدا تعالیٰ اس گھر سے برکت اٹھالیتا ہے (جس گھر میں تصویر یا کتا ہو اس گھر میں بھی رحمت کے فرشتے نہیں آتے)

حدیث میں ہے کہ تین آدمی ہمیشہ روزی کی تنگی میں مبتلا رہتے ہیں۔ (۱) ماں باپ کی نافرمانی کرنے والی اولاد (۲) شوہر کے ساتھ خیانت کرنے والی عورت (۳) پڑوسیوں کے ساتھ بدسلوکی کرنے والا

یہ چیزیں بھی محتاجی کا سبب ہیں (۱) زنا کرنا (۲) جھوٹ بولنا (۳) روٹی کا ٹکڑا زمین پر چھوڑ دینا (۴) ہاتھ منہ آستین یا دامن سے صاف کرنا (۵) مکڑی کا جالا گھر میں رہنے دینا (۶) ماں باپ کو رنجیدہ کرنا (۷) نماز چھوڑنا (۸) استاذ کی بے ادبی کرنا (۹) صبح کے وقت سونا (سورج طلوع ہونے سے پہلے) (۱۰) بے وقت اٹھنا (۱۱) کوڑا کرکٹ گھر میں رکھنا (۱۲) سڑا ہوا کھانا کھانا (۱۳) ہاتھ منہ دَروازہ پر بیٹھ کر دھونا (۱۴) برتن کو بغیر دھوئے چھوڑنا (۱۵) بغیر ہاتھ دھوئے کھانا کھانا (۱۶) اولاد اور مہمان کی ناقدری کرنا (۱۷) طاقت ہوتے ہوئے جھوٹی قسم کھانا (۱۸) وضو کرتے

ہوئے دنیا کی باتیں کرنا (۱۹) پیشاب کرتے وقت بولنا (۲۰) پیشاب کی جگہ پر وضو کرنا (۲۱) بغیر وضو قرآن پڑھنا (۲۲) لہسن پیاز کے چھلکے جلانا (۲۳) صبح کی نماز کے بعد فوراً ہی مسجد سے باہر آجانا (۲۴) اپنی طاقت کے غرور میں دوسروں کو ستانا (۲۵) ماں باپ کا نام لے کر پکارنا (۲۶) بدن پر پہنے ہوئے کپڑے کو سینا (۲۷) بھیک مانگنے والوں سے اناج خریدنا (۲۸) قلم کے تراشے پر پیر رکھنا (۲۹) ٹوٹی ہوئی کنگھی بالوں میں کرنا (۳۰) ناخن کو دانتوں سے کترنا (۳۱) اپنی بڑائی ظاہر کرنے کے لیے دوسروں سے آگے چلنا (۳۲) سجدۂ تلاوت میں تاخیر کرنا (۳۳) فضول خرچی کرنا (۳۴) رات کو عُریاں (ننگے) سونا (۳۵) بوقتِ شام گھر میں چراغ روشن نہ کرنا (۳۶) بہت سونا (۳۷) برہنہ جاکر پیشاب کرنا۔ ان سب چیزوں سے بھی روزی میں تنگی آتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مطالب المومنین میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جس شخص کی حاجت ہو بغیر کلی کیے کچھ نہ کھائے ورنہ محتاج ہو جانے کا ڈر ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

ابواللیث نے بستان میں لکھا ہے کہ جو شخص کپڑے سے جھاڑو دیا کرے تو آخر کو محتاج ہو جائے گا۔ (واللہ اعلم) بازار، دوکان اور آفس میں بُری نگاہ سے (غیر محرم پر نگاہ ڈالنے سے) محتاجی آتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

روزی کی تدبیر

مقصد میں کامیابی کے لیے تدبیر کرنا ضروری ہے تدبیر کے بغیر کوئی شخص بھی مقصد تک پہنچنے میں کامیاب نہیں ہوتا۔

علامہ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں جو شخص توکل کا مفہوم یہ سمجھے کہ بس زمین پر پڑا رہے اور کسب معاش کی تدبیریں اختیار نہ کرے تو وہ جاہل ہے۔

حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ آدمی کو چاہیے کہ تدبیر تو ضرور کرے مگر بھروسہ تدبیر پر نہ کرے کیونکہ تدبیر تو صرف بھیک کا

پیالہ ہے اور دینے والے حق تعالیٰ شانہ ہیں۔

جس طرح اللہ جل جلالہٗ کے شان کی کوئی حد نہیں ایسے ہی اس کے رزق کے دروازوں کی بھی کوئی حد نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا ہے:

اللّٰھم افتح لنا ابواب رحمتک وسھل لنا ابواب رزقک.

یا اللہ! کھول دے ہمارے لیے دروازے اپنی رحمت کے اور سہل کردے طریقے ہم پر اپنے رزق کے

ظاہری تدبیروں کے ساتھ ساتھ روزی کے لیے روحانی تدبیروں کو بھی اختیار کرنا چاہیے۔ نماز، ذکر اللہ، دُعا وغیرہ اختیار کرنا ضروری ہے، جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق میں زیادتی اور اس کی نزدیکی اور اس کی رضا مندی بھی نصیب ہوگی اور روزی میں برکت اور فراخی بھی ہوگی۔

انسان کی زندگی میں صرف دو حالتیں ہی پیش آتی ہیں کیونکہ جو معاملہ بھی پیش آئے گا یا تو وہ اس کی مرضی کے مطابق ہوگی اور یا اس کی مرضی کے خلاف پیش آئے گا۔ پہلی صورت میں اللہ تعالیٰ کا شکر کرے اور دوسرے صورت میں صبر کرے۔

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کی شان عجیب ہے، اس کے تمام کام اس کے لیے خیر ہیں۔ اور یہ شان صرف مومن کے ساتھ مخصوص ہے چنانچہ اگر اس کی خوشی (یعنی فراخی رزق، خوشحالی، چین اور توفیقِ طاعت وغیرہ نعمتیں) حاصل ہوں تو شکر کرتا ہے۔ پس یہ شکر اس کے لیے خیر ہے اور اگر کوئی مصیبت (یعنی فقر، مرض اور رنج وغیرہ) پہنچے تو صبر کرتا ہے پس یہ صبر بھی اس کے لیے خیر ہے۔

صبر اور شکر دونوں اونچے درجہ کے عمل ہیں اور دونوں پر ثواب مرتب ہوتا ہے لیکن جو شخص کہ مومن کامل نہیں ہوتا اس کو جب خوشی اور دولت ملتی ہے تو تکبر اور خلافِ

شروع باتیں کرنے لگتا ہے اور اگر اس کو کوئی رنج یا نقصان پہنچتا ہے تو روتا چلاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناشکری اور شکایت اور اعتراض کرتا ہے اور مومن کامل دونوں حالتوں میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَلیٰ کُلِّ حَالٍ کہتا ہے (یعنی ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر ہے)۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورۂ واقعہ ہر رات کو (مغرب کے بعد) پڑھے اس کو کبھی فاقہ نہ ہوگا۔

جو کوئی گھر میں داخل ہوتے وقت سورۂ اخلاص پڑھے اللہ تعالیٰ اس کو اور اس کے گھر والوں کو غنی کرتا ہے۔

اور نقل ہے کہ جو شخص گھر سے باہر نکلتے ہوئے آیۃ الکرسی پڑھ لیا کرے تو اللہ تعالیٰ اس پر کشادگی فرمائے گا اور سورۂ فاتحہ اخیر رات میں ۴۱ مرتبہ پڑھنے سے بغیر محنت کے روزی ملتی ہے۔

پہاڑ کے برابر قرض سے نجات

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک مکاتب آیا جو اپنی بدل کتابت کے ادا کرنے سے عاجز ہونے پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اعانت کا طالب تھا۔ آپ نے فرمایا ایسا کلمہ نہ سکھادوں جو حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں سکھایا ہے۔ اگر جبلِ صبیر (یمن کی ایک پہاڑی کا نام ہے) کے برابر بھی قرض ہو تو اللہ پاک ادا کردے:

اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ (ترمذی، ترغیب ۲/۶۱۳)

"اے اللہ کافی فرمادے حلال حرام کے مقابلہ میں اور اپنے فضل سے مجھے غنی بنادے اور اپنے علاوہ سے۔"

☆ یہ عظیم دعا ہے وہ شخص جو اپنا قرضہ ادا کرنے سے عاجز ہے وہ یہ دعا پڑھے، اور وہ اس کو اہتمام کے ساتھ پڑھے گا تو کتنا ہی زیادہ کیوں نہ ہو ضرور ادا کردے گا۔

اگر چہ وہ پہاڑ کے برابر ہو، کیوں کہ آسانی کرنا اللہ کے ہاتھ میں ہے اور اللہ تعالیٰ کے خزانے بھرے ہوئے ہیں۔ خرچ کرنے سے وہ کم نہیں ہوتے، لہٰذا جو اس کی طرف التجاء کرے مدد طلب کرتا ہے تو وہ اس کی مدد بھی فرمائے گا اور ہدایت بھی دے گا۔ اور یہ مکاتب جس نے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آکر قرض ادا کرنے سے اپنی عاجزی و بے بسی اور اپنے مالک کی طرف سے اس پر ڈالے گئے مال کی ادائیگی پر عدم قدرت کی شکایت کی تو انہوں نے اسے اس دعا کے بارے میں بتایا جو کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنی تھی۔ اور انہوں نے اس کو اس کا عظیم فائدہ اور نفع بھی بیان کیا، اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کا قرض ادا کرے گا کتنا ہی زیادہ کیوں نہ ہو۔ کہا: (کیا میں تمہیں وہ کلمات نہ سکھادوں جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سکھائے ہیں؟ اگر تم پر ثبیر پہاڑ کے برابر بھی قرض ہوگا، تو وہ بھی اللہ تعالیٰ تم سے اتار دے گا)۔ اس میں سامع کے لیے اس دعا پر مداومت کی زبردست ترغیب ہے تاکہ بندہ اپنے قرض سے چھٹکارا پالے اور اس پریشانی سے بھی جس نے اس کی زندگی کو تلخ بنالیا ہے۔

☆ اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ، یعنی مجھے اپنے احسان اور مہربانی سے، اپنی نعمت، خیر اور رزق سے دے کہ میں تیرے سوا ہر ایک سے غنی ہو جاؤں، اور تیرے سوا کسی کا محتاج نہ بنوں اور نہ تیرے سوا کسی سے التجاء کروں۔ اس میں درس ہے کہ بندے کو چاہیے کہ وہ اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کردے۔ اسی پر اعتماد کرے اور اس سے اعانت طلب کرے، اور اپنے تمام امور میں اسی پر توکل کرے۔ اللہ تعالیٰ ہی کافی کارساز ہے۔ دعا کے ساتھ ساتھ ضروری ہے کہ اسباب کو خرچ کیا جائے اور قرض کو ادا کرنے کے لیے حقیقی کوشش کی جائے۔ اس کی ادائیگی کا پختہ اور سچا عزم کیا جائے، اور جتنا جلدی ہو سکے اس کی ادائیگی کی کوشش کی جائے اور خواہ مخواہ کی ٹال مٹول سے سختی کے ساتھ بچنا چاہیے۔ کیوں کہ ایسے شخص کی مدد نہیں ہو سکتی۔ جب کہ جس شخص کے دل میں قرض کی پریشانی ہو اور اس کو ادا کرنے کی سچی

نیت ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرماتا ہے اور اس سے قرض اتار دیتا ہے۔

☆ اس دعا کو ہر نماز (فرض) کے بعد پڑھے۔ دعا کے اول اور آخر میں گیارہ گیارہ مرتبہ دُرود شریف پڑھے اور درمیان میں گیارہ مرتبہ یہ دُعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ

پھر قرض کی ادائیگی کے لیے دعا مانگے اللہ تعالیٰ قرض ادا کر دے گا۔

پہاڑ کے برابر قرض کی ادائیگی

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے آپ نے جمعہ کے دن نہیں پایا۔ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا؟ اے معاذ کیا بات ہے کہ میں تم کو نہیں دیکھ رہا تھا؟ کہا اے اللہ کے رسول ﷺ ایک یہودی کا ایک اوقیہ سونا قرضہ ہے۔ میں نکلا تو اس نے مجھے روک لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا، اے معاذ میں ایسی دعا نہ سکھادوں کہ تم اس دعا کو پڑھو گے تو صبیر (پہاڑ) کے برابر بھی قرضہ ہوگا تو ادا ہو جائے گا۔ یہ دعا پڑھو اے معاذ:

قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ تُوْلِجُ اللَّیْلَ فِی النَّھَارِ وَ تُوْلِجُ النَّھَارَ فِی الَّیْلِ وَتُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَ تَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ رَحْمٰنَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِیْمَھُمَا تُعْطِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْھُمَا وَتَمْنَعُ مَنْ تَشَآءُ اِرْحَمْنِیْ رَحْمَةً تُغْنِیْنِیْ بِھَا عَنْ رَّحْمَةِ مَنْ سِوَاکَ (ترغیب: ۶۱۵)

ادائیگی قرض

حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورۂ تحریم کو پڑھا کرے اگر اس پر پہاڑ کے برابر بھی قرض ہوگا تو اللہ تعالیٰ کے کرم سے ادا ہو جائے گا۔

جو کوئی سورۂ والعادیات کو پڑھا کرے اس کا قرض ادا ہو جائے گا اگرچہ بے حساب ہو۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر کبھی غم کی بات پیش آتی تو یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَکِیْمُ الْکَرِیْمُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْعَظِیْمُ الْحَکِیْمُ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ، وَرَبُّ الْعَرْشِ الْکَرِیْم

کوئی معبود نہیں اس اللہ کے علاوہ جو حکیم و کریم ہے اور کوئی معبود نہیں اس اللہ کے علاوہ جو بڑا حکیم عظیم ہے کوئی معبود نہیں اس کے سوا جو رب ہے تمام آسمانوں اور زمین کا اور جو رب ہے عرشِ عظیم کا۔

ہر غم اور ہر پریشانی دور ہو جائے

جامع ترمذی میں آیا ہے کہ جب حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کوئی سخت کام پیش آتا تھا تو یہ دُعا پڑھتے تھے:

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ.

اے زندہ نظامِ عالم کو برقرار رکھنے والے میں تیری ہی رحمت سے فریاد چاہتا ہوں۔

فرمایا دعائے ذوالنون دفع کرتی ہے ہر غم کو اور دُکھ کو یعنی

لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ.
تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو بے عیب ہے یقیناً میں ظلم کرنے
والوں میں سے ہوں (روزانہ عشاء کی نماز کے بعد سو مرتبہ پڑھے)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا بسلسلہ قرض ادائیگی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو کہا کہ مجھے حضورِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک دعاء سکھائی ہے میں نے کہا کہ وہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عیسیٰ بن مریم اپنے اصحاب کو سکھلاتے ہیں اور کہتے تھے کہ اگر تم میں سے کسی پر پہاڑ کے برابر بھی قرضہ ہوگا یہ دعا کروگے تو اللہ تعالیٰ پورا کردے گا۔ وہ دعاء یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ فَارِجَ الْهَمِّ وَکَاشِفَ الْغَمِّ وَمُجِیْبَ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّیْنَ وَرَحْمٰنَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِیْمَهُمَا اَنْتَ تَرْحَمُنِیْ فَارْحَمْنِیْ بِرَحْمَةٍ تُغْنِیْنِیْ بِهَا عَنْ رَّحْمَةِ مَنْ سِوَاکَ (ترغیب ۲/۶۱۶)

"اے غم کے کھولنے اور رنج کے دور کرنے والے، پریشان حال کی دعا کے قبول کرنے والے، دین و دنیا کے شفیق و مہربان تو مجھ پر رحم فرما کہ تیرے غم کی رحمت سے پھر مستغنی ہو جاؤں"۔

جب قرض کی ادائیگی کی فکر ہو

حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے، تو ایک انصاری شخص ابو امامہ (رضی اللہ عنہ) کو وہاں پایا۔ فرمایا، اے ابو امامہ! کیا بات ہے؟ اس وقت یہاں مسجد میں بیٹھے ہو، جب کہ یہ نماز کا وقت نہیں ہے؟ عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ) میں مقروض ہوں، قرض کی فکر و پریشانی میرے ساتھ لگی

ہوئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کیا میں تمہیں ایک دعا سکھاؤں، جس کو تم پڑھو تو اللہ تعالیٰ تمہاری فکر کو ختم کردے اور تمہارے قرض کو ادا کردے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا سکھائی اور فرمایا کہ صبح وشام اس کو پڑھو۔ سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ایسا ہی کیا اور اللہ تعالیٰ نے میری فکر کو دور کردیا اور میرے قرض کو ادا فرمادیا۔ (ترمذی: کتاب الدعوات حدیث ۳۵۶۳)

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّیْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ (ابوداؤد)

"یا اللہ! میں فکر اور غم سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں، اور عاجزی اور سستی سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں اور بزدلی اور بخل سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں اور قرض کے غالب آجانے اور لوگوں کے مسلط ہوجانے سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں۔"

یہ دعا صبح وشام کرنی چاہیے۔

شرح: "ھم" اس غم کو کہتے ہیں جو انسان کو گھلادے، پس وہ حزن سے اشد ہے حزن اتنا شدید نہیں ہوتا ہے۔ (مرقات ج ۵ ص ۲۱۷)

عجز اور کسل کے معنی: عبادت پر قدرت نہ ہونا عجز ہے اور استطاعت کے باوجود عبادت میں سستی وگرانی ہونا کسل کہلاتا ہے (مرقاۃ) حضور انور ﷺ نے عجز اور کسل دونوں سے پناہ مانگی ہے۔

ادائیگی قرض کے لیے مجرب عمل

ایک اعرابی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! مجھے ایک نماز سکھادیں یعنی کوئی ایسا عمل بتادیں کہ جس کے کرنے سے میرا قرض ادا ہوجائے میرے اوپر قرضہ وہم وگمان سے بھی زیادہ

ہے۔ چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جمعرات کے دن نماز ظہر کے بعد چار رکعت نفل نماز دو سلام کے ساتھ پڑھے پہلی رکعت میں سورت فاتحہ کے بعد دس مرتبہ سورت القدر پڑھے اور ایک مرتبہ سورت اخلاص پڑھے جبکہ دوسری رکعت میں سورت فاتحہ کے بعد دس مرتبہ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ اور ایک مرتبہ سورت اخلاص پڑھے پھر سلام پھیرنے کے بعد نماز والی جگہ سے بغیر اُٹھے یہ دعا پڑھے۔

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ الْخَلْقَ وَلَمْ یَخْلُقْهُمْ بِجَلْبِ مَنْفَعَةٍ لَا یَزِیْدُ فِیْ مُلْکِهٖ طَاعَةُ الْمُطِیْعِیْنَ وَیَصُدُّ وَیَسْتَطِیْعُ وَیَطَّلِعُ وَیَعْتَدِلُ وَیَحُضُّ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ عَدَدَ عِلْمِهٖ وَمُنْتَهٰی عِلْمِهٖ وَمَافِیْ عِلْمِهٖ.

یہ دعا مانگنے کے بعد اُٹھ کر کھڑا ہو جائے اور دو رکعت نماز مزید پڑھے پہلی رکعت میں سورت فاتحہ کے بعد دس مرتبہ والعادیات اور ایک مرتبہ سورت اخلاص پڑھے ایک مرتبہ سورت الفلق پڑھے دوسری رکعت میں سورت فاتحہ. کے بعد دس مرتبہ سورت کافرون اور ایک مرتبہ سورت اخلاص پھر ایک مرتبہ سورت الناس پڑھے اور سلام پھیرنے کے بعد بغیر کسی سے کوئی بات کیے دس مرتبہ یہ دعا پڑھے:

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَلَهُ الْکِبْرِیَاءُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ.

اس کے بعد پھر یہ کہے:

یَا مَنْ ذِکْرُهٗ شَرَفٌ لِلذَّاکِرِیْنَ وَیَامَنْ شُکْرُهٗ فَوْزٌ لِلشَّاکِرِیْنَ وَیَا مَنْ طَاعَتُهٗ مُدْجَاةٌ لِلْمُطِیْعِیْنَ وَیَامَنْ رَأْفَتُهٗ مَلْجَاءٌ لِلْعَاصِیْنَ وَیَامَنْ لَا یَخْفٰی عَلَیْهِ نَبَاءُ الْمُحْتَاجِیْنَ وَیَامَنْ لَا یَقْطَعُ عَنْهُ حَوَائِجُ السَّائِلِیْنَ اَسْئَلُکَ بِمَقْعَدِ

اَلْعِزِّ مِنْ عَرْشِکَ وَمُنْتَهَی الرَّحْمَةِ مِنْ رَبِّکَ وَبِاسْمِکَ الْاَعْظَمِ وَجَدِّکَ الْاَعْلٰی فَکَلِمَاتِکَ التَّامَّاتِ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَاَنْ تَقْضِیَ دَیْنِیْ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ.

اس اعرابی کا کہنا ہے کہ میں نے اس طرح عمل کیا تو چھٹی جمعرات کو ایک باغ میں گیا میں نے وہاں پر دس خزانے دیکھے اور ہر خزانے میں بہت زیادہ مال تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ محتاجی دور کرنے اور قرض کی ادائیگی کے لیے یہ عمل بہت فائدہ مند ہے اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے قرض کی ادائیگی کے اسباب پردہ غیب سے مہیا فرمادیتا ہے۔(الحدیث)

چار عظیم فائدے

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص روزانہ سو مرتبہ:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ. (کنزالعمال، الاوّل، الاذکار: ۲/۱۰۳، رقم:۳۸۹۳)

پڑھے (تو یہ کلمات) اس کے لیے فقر و فاقہ سے حفاظت کا ذریعہ ہوں گے اور قبر کی وحشت و تنہائی میں انسیت کا باعث ہوں گے اور ان کلمات (کی برکت) سے پڑھنے والا غناء (ظاہری اور باطنی) حاصل کرلے گا اور (قیامت کے دن) ان کلمات کی برکت سے وہ جنت کے دروازہ پر دستک دے گا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ روزانہ سو بار پڑھنے والے کو چار بڑے بڑے فائدے حاصل ہوں گے۔ ان میں سے ہر فائدہ ایسا ہے جس کا ہر شخص محتاج ہے، لہٰذا ہر شخص کو ہر روز اس کی ایک تسبیح پڑھ لینی چاہیے وہ فوائد یہ ہیں:

(۱) فقر و فاقہ اور معاشی تنگی دور ہونا۔

(۲) قبر کی وحشت دور ہو کر راحت وانسیت حاصل ہونا۔

(۳) غناء ظاہری وباطنی نصیب ہونا۔

(۴) جنت کے دروازے پر دستک دینے اور جنت میں داخل ہونے کی سعادت ملنا۔

رزق میں برکت نصیب ہو

ابو عبید اللہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی انہوں نے اپنی غربت اور فقر وفاقہ کی شکایت کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو یہ درود پڑھنے کو فرمایا:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَھَبْ لَنَا اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا مِنْ رِّزْقِکَ الْحَلَالِ الطَّیِّبِ الْمُبَارَکِ مَا تَصُوْنُ بِہٖ وُجُوْھَنَا عَنِ التَّعَرُّضِ اِلٰی اَحَدٍ مِّنْ خَلْقِکَ.

حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق فقر وفاقہ کا علاج

ایک شخص نے آکر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فقر وفاقہ کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دُعا صبح کی نماز کے بعد ۱۰۰ مرتبہ پڑھ لیا کر۔ دنیا ذلیل ہو کر تمہارے سامنے آئیگی:

سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہِ

حلال روزی میں برکت اور وسعت کے لیے

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی چاہے کہ اس کا مال زیادہ ہو جائے اور روز افزوں ترقی کرے اسے چاہیے کہ یہ درود پڑھے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ وَصَلِّ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ.

روزی کی تنگی سے حفاظت کے لیے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جسے خدائے پاک نعمت سے نوازے وہ الحمدللہ کثرت سے پڑھا کرے اور جسے رنج وغم سے زیادہ سابقہ پڑے وہ استغفار پڑھا کرے اور جسے رزق میں تنگی ہو وہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ خوب کثرت سے پڑھا کرے۔

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ. (کتاب الدعاء)

تمام ضروریات پوری ہوں

اس درود پاک کو بکثرت پڑھنے سے انشاء اللہ غیب سے ضروریات پوری ہوں گی۔ اور یہ درود پاک امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

اَسْاَلُکَ اَللّٰهُمَّ حَاجَتِیَ الَّتِیْ بَیْنِیْ وَبَیْنَکَ لَا یَعْلَمُهَا اَحَدٌ دُوْنَکَ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ (ذریعۃ الوصول)

تمام حاجات کے حل کے لیے

یہ حضرت موسیٰ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دُعا ہے یہ دُعا محتاجی کو دور کرتی ہے اور حاجات کو پورا کرتی ہے:

رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ (القرآن)

حلال مال میں اضافے کے لیے درود شریف

حلال آمدنی میں اضافے کے لیے مغرب کے بعد ۷ مرتبہ اور جمعہ کی نماز کے بعد ۸۰ مرتبہ پڑھیں۔ (ذریعۃ الوصول)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ وَصَلِّ عَلٰی

الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ

خوشحالی نصیب ہو، تنگدستی دور ہو

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص پڑھے گا اس سے تنگدستی دور ہو جائے گی اور فراوانی اور خوشحالی آجائے گی یہاں تک کہ پڑوسیوں پر بھی خرچ کرے گا۔ (الدر المنثور)

قرض سے نجات کے لیے درود شریف

اَللّٰهُمَّ صَلِّ اَبَدًا اَفْضَلَ صَلَوَاتِكَ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا وَزِدْهُ تَشْرِيْفًا وَّاَنْزِلْهُ الْمَنْزِلَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

فائدہ: جس کو قرض کی ادائیگی میں پریشانی ہو رہی ہو تو وہ اس درود شریف کو روزانہ ۱۰۰ مرتبہ پڑھے اللہ تعالیٰ غیب سے انتظام فرمائیں گے۔

تجارت میں عروج نصیب ہو

مالی خوشحالی اور کاروباری ترقی کے لیے یہ درود شریف روزانہ ۱۲۱ مرتبہ وقت مقررہ کر کے پڑھیں کاروبار میں ترقی نصیب ہوگی:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ (حصن حصین)

تجارت میں برکت کے لیے عمل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کیا تو چاہتا

ہے کہ جب تو سفر کے لئے نکلے تو اپنے ساتھیوں سے حالت اور سہولت سے بہتر ہو اور توشہ میں ان سے بڑھ کر ہو؟ انہوں نے عرض کیا ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم ان پانچوں سورتوں کو پڑھ لیا کرو یعنی (۱) قل یایھا الکافرون پوری سورۃ، (۲) اذا جاء نصر اللہ پوری سورۃ، (۳) قل ھو اللہ احد پوری سورۃ (۴) قل اعوذ برب الفلق پوری سورۃ، (۵) قل اعوذ برب الناس پوری سورۃ۔

ہر ایک سورۃ کو بسم اللہ سے شروع کرو اور بسم اللہ پر ختم کرو۔ حضرت جبیر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ان سورتوں کی برکت سے میں بہت مالدار ہو گیا جیسا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ویسا ہی ہو گیا۔ (مسند ابو یعلی)

ایک اور موقع پر حضرت جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں دولت مند اور مالدار تھا مگر جب سفر کرتا تھا تو اپنے ساتھیوں میں سب سے زیادہ مفلس ہو جاتا تھا جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سورتیں سیکھیں اور ان کو ہمیشہ پڑھنے کی برکت سے سفر سے واپسی تک اپنے دوستوں سے زیادہ دولت مند اور اچھی حالت میں آتا تھا۔ (مسند ابو یعلی)

ملازمت میں آسانی نصیب ہو

ملازمت اور عہدے میں ترقی کے لیے روزانہ وقت مقررہ کر کے ۱۲۱ مرتبہ اس درود شریف کا ورد کریں:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ وَصَلِّ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ (ذریعۃ الوصول)

ملازمت اور عہدے میں بھلائی نصیب ہو

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ کوئی مسلمان ایسا نہیں جو اپنے گھر سے کسی ارادے سے نکلے اور نکلتے وقت یہ دعاء پڑھے تو اُسے بھلائی سے نہ نوازا

جاتا ہو۔

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ اِعْتَصَمْتُ بِاللّٰہِ وَتَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ

ہر قسم کی مالی ترقی کے لیے

مالی ترقی کے لیے یہ درود شریف روزانہ ۱۲۱ مرتبہ وقت مقرر کر کے پڑھیں مال و دولت میں ترقی نصیب ہوگی:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ وَصَلِّ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ (ذریعۃ الوصول)

مالی فراوانی کے لیے

صبح و شام ۱۰۰ مرتبہ پڑھنے سے مالی تنگی ختم ہو جائے گی اور فراوانی نصیب ہوگی۔

اَللّٰھُمَّ اَغْنِنَا بِفَضْلِکَ عَنْ مَّنْ سِوَاکَ (ترمذی)

ہر قسم کے ضرر اور نقصان سے حفاظت کے لیے

صبح و شام ۷ مرتبہ یہ درود شریف پڑھ لیا جائے تو انشاء اللہ ہر قسم کے ضرر اور نقصان سے حفاظت رہے گی۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَاۃً تُنْجِیْنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ الْاَھْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِھَا اَقْصَی الْغَایَاتِ مِنْ جَمِیْعِ الْخَیْرَاتِ فِی الْحَیٰوۃِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ.

تمام نقصان دہ اشیاء سے حفاظت کے لیے

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص صبح و شام ۳،۳ مرتبہ یہ دعا پڑھے گا اس کو کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (ترمذی و ابوداؤد)

بہترین رزق

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص صبح میں یہ دعا پڑھ لے تو اس دن بہترین رزق سے نوازا جائے گا اور برائیوں سے محفوظ رہے گا اور جو شام کو پڑھ لے تو اس رات بہترین رزق سے نوازا جائے گا اور برائیوں سے محفوظ رہے گا۔

مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ. (ابن سنی، کنز العمال)

"وہی ہوگا جو اللہ چاہے نہ کوئی طاقت نہ قوت سوائے اللہ کے، میں گواہی دیتا ہوں اللہ پاک ہر شے پر قادر ہے۔"

گھر سے نکلتے وقت کی دعا جو باعث فراخی رزق ہے

فراخی رزق

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ تمہیں کیا مانع اس بات سے ہے کہ جب تم پر معاشی تنگی ہو تو گھر سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھو:

بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰی نَفْسِیْ وَمَالِیْ وَدِیْنِیْ اَللّٰهُمَّ رَضِّنِیْ بِقَضَآئِکَ وَبَارِکْ لِیْ فِیْمَا قَدَّرْتَ لِیْ حَتّٰی لَآ اُحِبَّ تَعْجِیْلَ مَآ اَخَّرْتَ وَلَا تَاْخِیْرَ مَا عَجَّلْتَ

''اللہ کے نام سے اپنے نفس پر، اپنے مال پر، اپنے دین پر، اے اللہ ہمیں اپنے فیصلہ پر راضی فرما اور جو مقدر فرمائیں اس میں برکت عطا فرما، یہاں تک کہ میں موخر میں جلد بازی اور جلد بازی میں تاخیر نہ چاہوں۔'' (الدعاء، ص ۴۱۰ بسند ضعیف)

مالی وسعت معاش کی دعا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا کہ ایک پریشان غربت و مرض کے آثار سے لبریز ایک انصاری سے ملاقات ہوئی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کیا بات ہے؟ ایسی حالت کیوں ہے؟ کہا تنگدستی اور امراض کی وجہ سے۔ آپ نے فرمایا میں تم کو ایسی دعا نہ بتادوں کہ تم اس کو پڑھو تو تنگدستی اور بیماری دور ہو جائے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، اے اللہ کے رسول وہ دعا ہمیں بھی سکھا دیجیے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، پڑھو:

تَوَكَّلْتُ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّكُنْ لَّهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا.

''بھروسہ اس ذات پر ہے جو زندہ ہے، جسے موت نہیں آئے گی اور تعریف اس اللہ کی جس نے کسی کو بیٹا نہیں بنایا اور نہ حکومت میں اس کا کوئی شریک ہے اور نہ ذلت کے موقعہ پر اس کا کوئی مددگار ہے اور اسی کی خوب بڑائی بیان کرو۔''

چند دن کے بعد آپ ﷺ سے میری ملاقات ہوئی تو آپ نے فرمایا، کیا بات ہے ابو ہریرہ بہت اچھی حالت دیکھ رہا ہوں؟ انہوں نے کہا، آپ ﷺ نے جو یہ دعا سکھائی تھی اسی کی وجہ سے۔ (الدعاء للطبرانی ۳/۱۲۸۵)

فقر و فاقہ دُور ہونے کے لئے

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ایک حدیث میں ہے کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے شدید فقر و فاقہ کی شکایت کی کہ ایک ماہ ہو گیا گھر میں چولہا جلانے کی نوبت تک نہیں آئی، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، کہو تو پانچ بکریاں دے دوں اور چاہو تو جبرئیل علیہ السلام نے ابھی ابھی ایک دعا سکھائی ہے، تمہاری میں نے کہا وہ دعا بتا دیں۔ یہ دعا پڑھو:

يَا اَوَّلَ الْاَوَّلِيْنَ يَا اٰخِرَ الْاٰخِرِيْنَ يَا ذَا الْقُوَّةِ الْمَتِيْنِ وَيَا رَاحِمَ الْمَسَاكِيْنَ وَيَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

''اے اللہ سب سے اول، اے سب سے آخر، قوت و طاقت والے، اے مسکینوں پر رحم کرنے والے، اے رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔''

(الدعاء ۱۲۸۶، کنزالعمال ۲/۴۲۶)

بے روزگاری سے پناہ مانگنے کی دعا

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْبُؤْسِ وَالتَّبَاؤُسِ

(حزب الاعظم المنزل الخامس، ص ۹۷)

''اے اللہ! میں تیری پناہ لیتا ہوں تنگ دستی کی مصیبت سے اور حد سے گزری ہوئی تنگ دستی سے۔''

بھوک سے پناہ مانگنے کی دعا

حضرت سرکار دو عالم رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب بھوک ستاتی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس دعا کو پڑھتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْجُوْعِ فَاِنَّهٗ بِئْسَ الضَّجِيْعُ

وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخِیَانَةِ فَاِنَّهَا بِئْسَتِ الْبِطَانَةُ. (ابو داؤد الصلوٰۃ، الاستعاذۃ ج ۱ ص ۲۱۶)

''یا اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں بھوک سے، برا ساتھی ہونے کی وجہ سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں خیانت سے کیوں کہ وہ بری عادت ہے۔''

محتاجی اور ذلت سے پناہ مانگنے کی دعا

محتاجی اور ذلت سے پناہ مانگنے کے لیے آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس دعا کر پڑھا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْفَقْرِ وَالْقِلَّةِ وَالذِّلَّةِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ اَنْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ (ابوداؤد، الصلوۃ، الاستعاذۃ ۱/۲۱۶)

''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں محتاجی، مال کی کمی اور ذلت سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں اس سے کہ میں کسی پر ظلم کروں یا کوئی مجھ پر ظلم کرے۔''

روزی کی کشادگی کے لیے تین دعائیں

تنگی رزق کی شکایت پر ایک بار مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے۔ رزق جتنا مقدر ہوتا ہے اتنا ہی ملتا ہے اس (کو بڑھانے) کا کوئی خاص وظیفہ نہیں۔ ہاں دعا کرنا چاہیے، دعا کرنے سے اللہ تبارک وتعالیٰ سکون دیں گے۔ جب اللہ تبارک تعالیٰ سے تعلق بڑھ جاتا ہے پھر پریشانی نہیں ہوتی اور تعلق پیدا کرنے کی بڑی ترکیب یہ ہے کہ خوب مانگا کرے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کشائش رزق کے لیے ذیل کی دعا مانگا کرتی تھیں:

(۱) اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ اَوْسَعَ رِزْقِکَ عَلَیَّ عِنْدَ کِبَرِ سِنِّیْ وَانْقِطَاعِ عُمُرِیْ (فیض القدیر، حرف الھمزۃ: ۲/۱۵۷، رقم:۱۷۹۱)

"اے اللہ! تو میری روزی کو کشادہ کردے، میرے بڑھاپے اور میری عمر کے ختم ہونے تک۔"

(۲) اَللّٰھُمَّ ابْسُطْ عَلَیْنَا مِنْ بَرَکَاتِکَ وَرَحْمَتِکَ وَفَضْلِکَ وَرِزْقِکَ (الحزب الاعظم، المنزل الثانی، رقم: ۳۹)

"اے اللہ! آپ ہم پر اپنی برکتوں، اپنی رحمتوں، اپنے فضل اور اپنے دیے ہوئے رزق میں فراخی نصیب فرمایئے۔"

(۳) اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا مِنْ فَضْلِکَ وَلَا تَحْرِمْنَا رِزْقَکَ وَبَارِکْ لَنَا فِیْ مَارَزَقْتَنَا، وَاجْعَلْ غِنَآءَ نَا فِیْ اَنْفُسِنَا وَاجْعَلْ رَغْبَتَنَا فِیْمَا عِنْدَکَ. (کنزالعمال ج ص۹۳)

"اے اللہ! ہم کو اپنے فضل سے رزق عطا فرما اور اپنا رزق ہم سے مت روک اور جو رزق تو نے ہم کو عطا فرمادیا ہے اس میں ہمیں برکت دے اور ہم کو دل کی تونگری عطا فرما اور ہمارے دل میں ان نعمتوں کی رغبت ڈال دے جو تیرے ہاں ہے۔"

دفع رنج وغم اور کشایش رزق کی دُعائیں

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کرب (یعنی بے چینی) کی حالت میں یہ فرماتے تھے:

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْعَظِیْمُ الْحَلِیْمُ ○ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ○ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْکَرِیْمِ. (رواہ البخاری صفحہ ۸۷۔ و مسلم صفحہ ۳۵۰ ج۲)

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ بڑا ہے تحمل والا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ عرشِ عظیم کا رب ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ آسمانوں کا رب ہے اور زمین کا رب ہے اور عرشِ کریم کا رب ہے۔

علی ابن طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ کو یہ سکھایا ہے کہ جب مجھ پر کوئی سختی آپڑے تو یہ کہوں:

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ ○ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَتَبَارَکَ اللّٰہُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

(رواہ احمد، ج ۱ ص ۹۱)

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے کہ وہ تحمل اور کرم والا ہے اللہ سارے عیبوں سے پاک اور اللہ عرشِ عظیم کا رب برکت والا ہے اور تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو سارے جہان کا پروردگار ہے۔

ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بڑے غمزدہ کے لیے یہ دعائیں ہیں:

اَللّٰھُمَّ رَحْمَتِکَ اَرْجُوْ فَلَا تَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَۃَ عَیْنٍ وَّ اَصْلِحْ لِیْ شَاْنِیْ کُلَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ (رواہ ابو داؤد، ج ٤ ص ۳۳۹)

اے اللہ! میں تیری رحمت ہی کی اُمید رکھتا ہوں پس تو ایک چشم زدن مجھ کو نفس کے سپرد نہ کر اور تو میرے سارے کام میرے لیے درست کر دے (کیونکہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ کہے تو وہ اُس کے لیے ننانوے بیماریوں کی دوا ہو جن میں سے بہت ہلکی بیماری غم ہے۔ اصحاب صحاح ستہ نے ابوموسیٰ اشعری

رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے فرمایا کہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه کہہ کیونکہ وہ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ نسائی اور بزار کی روایت میں اس کے بعد یہ زیادہ ہے وَلَا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّا اِلَيْه۔ (ترجمہ) گناہوں سے پھرنا اور عبادت کی قوت اللہ کے وسیلے کے بغیر ممکن نہیں۔ اللہ سے پناہ کی جگہ نہیں ہے مگر اللہ کی طرف۔ (رواہ الطبری)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تجھے وہ کلمات نہ سکھادوں جن کو موسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا جس وقت وہ بنی اسرائیل کے ساتھ دریا سے پار اترے تھے۔ ہم لوگوں نے کہا یا رسول اللہ کیوں نہیں۔ آپ نے فرمایا کہو:

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ وَاِلَيْكَ الْمُشْتَكٰى وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ○

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے ان کلمات کا کہنا چھوڑا نہیں جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کو سنا۔ (رواہ الطبرانی فی الصغیر باسناد جید۔ الترغیب و الترھیب، ص۳۵۷) (ترجمہ) اے اللہ تیرے ہی لیے سب تعریفیں ہیں اور تجھ ہی سے شکایتوں کا اظہار ہے اور تو ہی وہ ہے جس سے مدد طلب کی جائے اور گناہوں سے پھرنا اور عبادت کی قوت اللہ کی مدد کے بغیر جو بلند اور بڑا ہے ممکن نہیں۔

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مجھے کسی امر نے سخت تکلیف دی تو جبریل (علیہ السلام) مجھ پر ظاہر ہوئے اور کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہیے:

تَوَكَّلْتُ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ

يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ○ (رواه الطبرانی و الحاكم و قال صحيح الاسناد۔ الترغيب و الترهيب، ص۳۵۷)

میں نے بھروسا کیا اس ہمیشہ زندہ رہنے والے پر جو نہیں مرے گا اور سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے (اپنے لیے) اولاد نہیں ٹھیرائی اور جس کا کوئی شریک سلطنت میں نہیں ہے اور نہ جس کا کوئی مددگار ذلت کی وجہ سے ہے اور اس کی بڑائی بیان کر بڑا جان کر۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص استغفار کو اپنے اوپر لازم کرلے تو اللہ اس کے لیے ہر تنگی سے نکلنے کی جگہ بنادے اور ہر غم سے اس کو رہائی دے اور اس جگہ سے اُس کو رزق دے کہ وہ گمان نہیں رکھتا ہے۔(رواہ احمد، ج۱، ص ۲۴۸۔ ابو داؤد، ص۲۱۳)

امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ہر روز سو بار لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ○ کہے تو یہ اس کے لیے محتاجی سے پناہ ہو اور قبر کی وحشت میں اس کا انیس ہو اور اس کی بدولت تونگر ہو جائے، اور جنت کے دروازے کو کھٹکھٹائے۔ (ترجمہ) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ بادشاہ ہے۔ حق ہے ظاہر کرنے والا ہے۔(کنز العمال، ص۱۱۵)

سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محتاجی اور تنگی معیشت کی شکایت کی۔ آپ نے اُس سے یہ فرمایا کہ جب تو گھر میں داخل ہو تو سلام کر خواہ اس میں کوئی شخص ہو یا نہ ہو پھر مجھ پر سلام بھیج اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ایک بار پڑھ۔ اُس شخص نے ایسا ہی کیا۔ اللہ جل شانہ نے اس کثرت سے اس کو رزق دیا کہ اُس نے اپنے ہمسایوں اور قرابت مندوں کو نفع پہنچایا۔(رواہ ابو موسی المدینی و قال فی القول البدیع، ص۹۷ بسند ضعیف و قال فی نزل الابرار، ص۱۸۸ وحدیثه ثابت ذکره فی الجلاء)

سُوید بن غفلہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کو محتاجی کی تکلیف پہنچتی تو فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا۔ کاش تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاتیں اور آپ سے سوال کرتیں۔ پس فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کے یہاں آئیں اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ اس وقت ام ایمن رضی اللہ عنہا آپ کے یہاں موجود تھیں۔ آپ نے اُن سے فرمایا کہ یہ فاطمہ کا کھٹکھٹانا ہے اور وہ میرے پاس ایسے وقت آئی ہے کہ ایسے وقت اُس کے آنے کا معمول نہ تھا۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا یارسول اللہ (ﷺ) فرشتوں کی غذا تہلیل اور تسبیح اور تحمید ہے ہم لوگوں کی غذا کیا ہے؟ فرمایا کہ اُس ذات پاک کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے آل محمد (یعنی ہمارے) گھر میں تیس دن سے آگ نہیں سلگی ہے۔ اور میرے پاس کچھ بکریاں آئی ہیں اگر تو چاہے تو میں تیرے لیے پانچ بکریوں کے دیے جانے کا حکم دوں اور اگر تو چاہے تو میں تجھ کو وہ پانچ کلمے سکھادوں جو جبرئیل (علیہ السلام) نے مجھے سکھائے ہیں۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا مجھے وہی پانچ کلمے سکھا دیجیے جو جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو سکھائے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یَا اَوَّلَ الْاَوَّلِیْنَ ○ وَیَآ اٰخِرَ الْاٰخِرِیْنَ ○ وَیَا ذَا الْقُوَّةِ الْمَتِیْنِ ○ وَیَا رَاحِمَ الْمَسٰکِیْنِ ○ وَیَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ○ پھر فاطمہ رضی اللہ عنہا پلٹ کر علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں۔ علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا خبر ہے۔ کہا میں آپ کے یہاں سے دنیا کے لیے گئی تھی اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے آخرت لے کر پھری ہوں۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمھارا یہ دن سارے دنوں سے بہتر ہے (قال فی منتخب کنزالعمال صفحہ ۱۲۴ ج ۲) (ترجمہ) اے سب پہلوں کے پہلے اور اے سب پچھلوں کے پچھلے اور زبردست قوت والے اور اے مسکینوں پر رحم کرنے والے اور اے سب مہربانوں سے زیادہ مہربان۔

روزی کی برکت کے لیے

(۱) حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس کسی کو یہ منظور ہو کہ میرے مال کو زوال نہ ہو اور برکت ہو تو یہ درود شریف پڑھا کرے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ وَعَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَعَلَی الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ.

اے اللہ! رحمت نازل فرما اپنے بندے اور اپنے رسول محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر اور مومن مردوں اور مومن عورتوں پر اور مسلم مردوں اور مسلم عورتوں پر

(۲) جو کوئی ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی خَالِدُوْنَ تک پڑھے گا غنی ہو جائے گا اور حق تعالیٰ اس کو محتاجی سے دُور رکھے گا۔

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی ہر روز سو بار پڑھے:

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ.

حق تعالیٰ اس کو غنی کر دے گا اور محتاجی اور عذابِ قبر سے محفوظ رکھے گا۔

(۴) پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی ہر روز سو بار لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پڑھے وہ کبھی محتاج نہ ہوگا۔ اور ستر طرح کے نقصان و بلا سے محفوظ رہے گا کہ اس میں کی سب سے چھوٹی بلا غم اور محتاجی ہے اور جو کوئی اسی کلمہ کو روزانہ ایک ہزار مرتبہ پڑھے خدا تعالیٰ اس کو غنی کر دے گا۔

(۵) حدیثِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے کہ جو شخص بعد نمازِ جمعہ سو سو بار سورۂ اخلاص اور درود شریف پڑھے اور ستر بار یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ

تو مالدار ہو جائے گا (زیادہ سے زیادہ سات جمعہ تک)

(۶) حدیثِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے کہ جو شخص ہر وقت باوضو رہنے کی عادت کرے اس کی روزی کشادہ ہو جائے گی۔

(۷) چاشت کی نماز کے بعد یَابَاسِطُ دس بار پڑھنے سے روزی میں فراخی ہوتی ہے۔

ہر حاجت کے لیے

جب کوئی حاجت پیش آئے تو ان مبارک ناموں کو جمعہ کی رات میں بارہ ہزار مرتبہ پڑھے۔ انشاء اللہ حاجت اس کی پوری ہوگی (مجرب ہے) سُبْحَانَ اللّٰہِ الْقَادِرِ الظَّاھِرِ الْقَوِیِّ الْکَافِیْ

صلوٰۃ الحاجۃ

ترمذی شریف میں ہے کہ پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اصحاب رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ جب کوئی حاجت پیش آئے تو مسنون طریقہ سے وضو کر کے دل لگا کر دو رکعت نماز صلوٰۃ الحاجۃ کی نیت سے پڑھے۔ نماز کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرے (مثلاً یوں کہے، سُبْحَانَ اللّٰہِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ (تین مرتبہ) پھر درود شریف پڑھ کر یہ دُعا پڑھے :

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ھُوَ الْحَکِیْمُ الْکَرِیْمُ. سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اَسْئَلُکَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِکَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِکَ وَالْغَنِیْمَۃَ مِنْ کُلِّ بِرٍّ ط وَالسَّلَامَۃَ مِنْ کُلِّ اِثْمٍ ط لَا تَدَعْ لِیْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَہٗ ط وَلَا ھَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَہٗ وَلَا حَاجَۃً ھِیَ لَکَ رِضًی اِلَّا قَضَیْتَھَا یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ط

پھر اپنی حاجت کے لیے دعا کرے۔

نماز قضاء حاجت اور نماز کن فیکون کی

جس کسی کو کوئی رنج یا کوئی غم ہو یا کسی سے ڈر ہو یا کوئی مہم پیش آئی ہو تو یہ نماز گزارے پھر قدرت اللہ تعالیٰ کی دیکھے شب نہ گزرے گی کہ انشاء اللہ اس غم سے

نجات پاوے گا چاہیے کہ شک نہ لاوے۔ اس نماز کا طریقہ یہ ہے کہ جمعہ کی رات میں پہلے غسل کرے، پاک کپڑے پہنے پھر چار رکعت کی نیت باندھے پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سو بار کہے۔ وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہ اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سو بار کہے اَلَا اِلَی اللّٰہِ تَصِیْرُ الْاُمُوْرُ اور تیسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سو بار کہے نَصْرٌ مِّنَ اللّٰہِ وَفَتْحٌ قَرِیْبٌ اور چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سو بار کہے اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا چاروں رکعت پوری کر کے سلام پھیر دیوے اور سو بار غُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ کہے پھر سر کو سجدہ میں رکھے اور ہاتھ اُٹھا کر دو سو بار اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ کہے۔ ابھی سجدہ سے سر نہ اٹھایا ہوگا کہ خدائے عزوجل اس کی حاجت کو پوری کر دے گا۔

انشاءاللہ۔ (یہ نماز آزمودہ ہے)

سورۂ یٰسین

سورۂ یٰسین شریف کی بہت فضیلتیں آئی ہیں۔ چنانچہ حدیث شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے، ہر چیز کے لیے دل ہے اور قرآن کا دل سورۂ یٰسین ہے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بے شک دوست رکھتا ہوں میں اپنی امت میں اس شخص کو کہ جس کے دل میں سورۂ یٰسین ہو (یعنی جو زبانی یاد کر لے)

اور فرمایا کہ جس نے سورۂ یٰسین دن کے شروع میں پڑھ لی تو اس دن کی تمام حاجتیں پوری ہوں گی اور جس نے رات کو شروع میں سورۂ یٰسین پڑھ لی تو رات کی تمام حاجتیں پوری ہوں گی۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس نے سورۂ یٰسین صبح کو پڑھ لی تو اس دن کی شام تک اس کو آسانی اور فراخی ملے گی اور جو شخص رات کو سورۂ یٰسین پڑھے گا تو صبح تک آسانی اور فراخی ملے گی۔

اور روایت ہے کہ جو کوئی بھوک کی حالت میں سورۂ یٰسین پڑھے گا تو اللہ کے فضل سے سیر ہو جائے گا اور جو کوئی راستہ بھول گیا ہو اور سورۂ یٰسین پڑھے تو اللہ کے فضل سے راستہ مل جائے گا اور جس کی کوئی چیز گم ہو گئی ہو اور سورۂ یٰسین پڑھے تو گم شدہ چیز مل جائے گی اور جس شخص کو کھانا کم پڑ جانے کا ڈر ہو اور سورۂ یٰسین پڑھے تو انشاء اللہ کھانے میں برکت ہوگی اور سب کو کافی ہو جائے گا اور کسی مرنے والے کے پاس سورۂ یٰسین پڑھے تو موت آسان ہو جائے گی اور اگر مردے کے پاس پڑھے (جبکہ اس کو غسل دیا جا چکا ہو) تو مردے کو بہت فائدہ پہنچے گا۔

دُرود شریف

دُرود شریف کے فوائد اگرچہ بہت ہیں مگر جو احادیث صحیحہ اور روایاتِ معتبرہ سے ثابت ہوا ہے۔ اس جگہ تھوڑا سا بیان کیا جاتا ہے تاکہ فائدہ حاصل ہو۔

اگر کوئی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایک مرتبہ درود شریف بھیجے تو خدا تعالیٰ اور فرشتے اس کے اوپر دس دفعہ درود (یعنی رحمت کی دعا) بھیجتے ہیں اور اس کے دس درجے بلند ہوتے ہیں اور دس نیکیاں اس کے واسطے لکھی جاتی ہیں اور دس گناہ مٹائے جاتے ہیں اور اس کی دُعا قبول ہوتی ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اس کے لیے واجب ہو جاتی ہے۔ درود شریف کا پڑھنا دنیا میں بھی حاجتوں کو پورا کرتا ہے اور اس کے پڑھنے سے بیمار کو شفا ہو جاتی ہے اور دشمن پر فتح ہوتی ہے اور رضائے الٰہی حاصل ہوتی ہے اور اس کو پڑھنے سے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت دل میں پیدا ہوتی ہے اور صفائی قلب حاصل ہوتی ہے۔ اور مال اور گھر میں بھی برکت حاصل ہوتی ہے اور سکرات موت سے اسے نجات ہوتی ہے۔ فقر و فاقہ دور ہو جاتا ہے اور درود شریف پڑھنے والا بخیل نہیں کہلاتا، اور جس مجلس میں دُرود شریف پڑھا جاتا ہے تو تمام اہلِ مجلس کو خدا کی رحمت ڈھانک لیتی ہے اور اس کے پڑھنے والے کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت

خواب میں میسر ہوتی ہے اور قیامت کی گھبراہٹ اور پیاس سے امن ہوگا۔

اسماء الحسنٰی

اللہ تعالیٰ کے مبارک ناموں کو یاد کرنے اور پڑھنے کی برکت سے جنت کی خوشخبری آئی ہے ان ناموں کے وسیلے سے دُعا مانگنا قبولیت کا سبب ہے۔

ترمذی شریف میں ننانوے نام مبارک بیان ہوئے ہیں اسماء الحسنٰی کے ہر ایک نام کی تاثیر اور خاصیت الگ الگ بے شمار ہے ہر حاجت پوری ہوتی ہے۔ صبح کی نماز کے بعد ایک بار مبارک ناموں کو پڑھ کر دعاء مانگنے سے بہت فائدے اور خیر و برکت حاصل ہوتی ہے۔ اسماء الحسنی مناجات مقبول میں اور وظائف کی کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں۔

تنگی کو فرحت میں بدلنے کی دعاء

حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ نے ایک مجلس میں ارشاد فرمایا میں آپ کو مندرجہ ذیل عمل بتاتا ہوں اس پر آپ مداومت کریں انشاء اللہ ہر قسم کی مشکلات خواہ روزی اور رزق کی ہوں یا اعزّہ و اقرباء کے ستانے کی ہوں، حل ہوتی رہیں گی۔ اگر ممکن ہو تو آخر رات میں ورنہ بعد از مغرب یا بعد از عشاء اور اگر رات کو ممکن نہ ہو تو دن ہی میں یہ عمل کر لیا کریں لیکن ایسے وقت میں جبکہ نوافل جائز ہوں۔

چار رکعت بہ نیت رفع مصائب نازلہ و قضاء حاجت و مشکلات پڑھیں۔ اول رکعت میں بعد سورۃ فاتحہ

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّیْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَکَذَالِکَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ

ایک سو مرتبہ اور دوسری رکعت میں بعد از فاتحہ

رَبِّ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰاحِمِیْنَ

ایک سو بار پڑھیں۔ اور تیسری رکعت میں بعد از فاتحہ

اُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَی اللّٰہِ ط اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ

ایک سو بار پڑھیں۔ اور چوتھی رکعت میں بعد از فاتحہ

حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ

سو مرتبہ پڑھیں۔ اور سلام پھیرنے کے بعد سو مرتبہ

رَبِّ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ

پڑھ کر دفع مشکلات و (تکمیل) ارادہ کے لیے دل سے دعا بحضور قلب مانگیں۔ انشاء اللہ تھوڑے ہی عرصہ میں عمدہ نتائج ظاہر ہوں گے۔ سو کا عدد گننے کے لیے تسبیح ہاتھ میں لے سکتے ہیں۔ ہاتھ باندھے نماز میں بھی شمار کر سکتیں ہیں۔

(ملفوظات شیخ الاسلام ص ۱۳۴۔۱۳۵)

تنگ دستی اور قرض کے لیے عمل

بعد نمازِ عشاء تنہا بیٹھ کر یا وھاب چودہ سو چودہ بار پڑھ لیا کر یہ دعا ایک سو مرتبہ پڑھا کریں۔

یَا وَھَّابُ ھَبْ لِیْ مِنْ نِعْمَۃِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ

اول و آخر تین مرتبہ درود شریف بھی پڑھیں۔ (ملفوظات شیخ الاسلام ص ۳۳۰)

برائے قرض

اگر کوئی قرض کے بوجھ تلے دبا ہو اور قرض جلد از جلد ادا کرنے کا خواہشمند ہو تو ایسی صورت میں چاہیے کہ نماز عشاء کے بعد روزانہ اس طرح دو رکعت نفل ادا کرے کہ ہر رکعت میں سورت فاتحہ کے بعد سات سات مرتبہ سورت اخلاص پڑھے اور سلام پھیرنے کے بعد گیارہ مرتبہ درود ابراہیمی پڑھے اور پھر ایک ہزار مرتبہ یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّیْنِ وَشَمَاتَةِ الْاَعْدَاءِ

اس کے بعد پھر گیارہ مرتبہ درود ابراہیمی پڑھے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بہت جلد قرض کی ادائیگی کے اسباب پیدا ہو جائیں گے جب تک قرض کی ادائیگی کا کوئی سبب نہ بنے اس وقت تک روزانہ بلاناغہ اس طرح سے نماز پڑھتا رہے۔ بفضل تعالیٰ بہت جلد قرض سے خلاصی ہو جائے گی۔

رزق کی تنگی سے حفاظت کا مجرّب عمل

حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: حضرت حاجی امداد اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے منقول ہے کہ جو شخص صبح کو ستر مرتبہ پابندی سے درجِ ذیل آیت پڑھا کرے وہ رزق کی تنگی سے محفوظ رہے گا اور فرمایا کہ بہت مجرّب عمل ہے۔

اَللّٰهُ لَطِيْفٌ م بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ ج وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ○ (معارف القرآن: ۷/۶۸۷، الشوریٰ: ۱۹)

''اللہ نرمی رکھتا ہے اپنے بندوں پر اور روزی دیتا ہے جس کو چاہے اور وہی ہے زور آور زبردست۔''

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ضَعِيْفٌ فَقَوِّ فِیْ رِضَاکَ ضُعْفِیْ وَخُذْ اِلَی الْخَيْرِ بِنَاصِيَتِیْ وَاجْعَلِ الْاِسْلَامَ مُنْتَهٰی رِضَائِیْ. اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ضَعِيْفٌ فَقَوِّنِیْ وَاِنِّیْ ذَلِيْلٌ فَاَعِزَّنِیْ وَاِنِّیْ فَقِيْرٌ فَارْزُقْنِیْ. (کنزالعمال ج۲ ص۸۵)

''اے اللہ! میں کمزور ہوں، تو میری کمزوری کو اپنی رضا کے طلب میں قوت دے اور بھلائی کی توفیق عنایت فرما اور اسلام کو میری پسندیدگی کی انتہاء بنادے۔ اے اللہ! کمزور ہوں، مجھے قوت دے، میں ذلیل ہوں، مجھے قوت دے، میں ذلیل ہوں، مجھے عزت دے، میں فقیر ہوں، مجھے روزی دے۔''

وضاحت

(۱) طلبِ رزق اور برکت کے لیے یہ ضروری ہے کہ کوشش بھی کرے، بعض لوگ کچھ عرصہ تک ملازمت نہ ملنے کی بنا پر گھر میں مایوس ہو کر بیٹھ جاتے ہیں اور پھر طرح طرح کی پریشانیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں، لہٰذا مسلمان کو کسی حال میں بھی مایوس نہ ہونا چاہیے، اللہ تبارک وتعالیٰ سے اچھی اُمید رکھے، اور گھر پر نا اُمید بالکل نہ بیٹھے۔

صبح سے شام تک کوشش کرے، پانچ وقت کی نماز کا جماعت سے اہتمام کرے اور خود بھی یہ دُعائیں مانگے اور بیوی بچوں سے بھی کہے کہ وہ بھی یہ دعائیں مانگیں۔

(۲) اسی طرح گناہوں سے توبہ کرے، چھوٹے بڑے ہر گناہ سے بچنے کی پوری کوشش کرے، غفلت لاپرواہی سے کوئی گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ واستغفار کرے، اس لیے کہ گناہ بھی روزی میں رکاوٹ کا سبب بنتے ہیں اور توبہ واستغفار سے روزی کے بند دروازے کھلتے ہیں۔

(۳) اسی طرح ''یا غنی یا مغنی'' بھی کثرت سے پڑھتا رہے۔

قرضہ سے نجات

اگر کوئی شخص مقروض ہو گیا اور قرض اتارنا مشکل ہو گیا تو اسے چاہیے کہ ہر روز بعد نماز فجر اول آخر تین تین مرتبہ درود ابراہیمی جو یاد ہو پڑھے اور درمیان میں سورۃ نصر اکتالیس مرتبہ پڑھ کر دعا کرے انشاء اللہ تعالیٰ قرض سے فوراً نجات ملے گی اور با آسانی قرضہ ادا ہو جائے گا۔

تنگی معاش

جس کی روزی تنگ ہو اور مشکل سے گزارہ ہوتا ہو وہ یہ کلمات روزانہ باوضو ایک سو (۱۰۰) مرتبہ پڑھ لیا کرے۔ یہ عمل گیارہ روز کرے انشاء اللہ تعالیٰ رزق میں

برکت ہوگی۔

اَللّٰھُمَّ تُبْ عَلَیْنَا قَبْلَ الْمَوْتِ وَھَوِّنْ عَلَیْنَا شِدَّۃَ الْمَوْتِ وَاَرِحْنَا عِنْدَ الْمَوْتِ وَلَا تُعَذِّبْنَا یَا خَالِقَ الْحَیٰوۃِ وَالْمَوْتِ تَوَفَّنَا مُسْلِمِیْنَ وَاَلْحِقْنَا بِالصّٰلِحِیْنَ.

برائے ترقی تنخواہ

روزانہ ہر نماز کے بعد ایک تسبیح (ایک سو ۱۰۰ مرتبہ) بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم کی پابندی کے ساتھ پڑھے۔ انشاء اللہ بہت جلد آمدنی میں اضافہ ہوگا۔ اور جو دلی خواہش ہوگی پوری ہوگی۔

ملازمت کا بہترین عمل

جو شخص بیروزگار ہو اور روزگار کے سلسلے میں بہت پریشان ہو تو مندرجہ ذیل آیت و دیگر کلمات کو روزانہ بعد نمازِ عشاء یا بعد نمازِ تہجد پابندی کے ساتھ بلا ناغہ باوضو ایک ہزار مرتبہ پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ چند روز کے بعد اس کو ملازمت مل جائے گی، یہ عمل بڑا پر اثر اور تیر بہدف ہے اس کے پڑھنے سے فوراً نوکری مل جاتی ہے آدمی بے روزگار نہیں رہتا اور وہ آیات یہ ہیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ حٰمٓ ○ تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ○ غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِیْدِ الْعِقَابِ لا ذِی الطَّوْلِ ط لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ط اِلَیْہِ الْمَصِیْرُ ○

(سورۃ المومن آیت ۱، ۲، ۳)

بِسْمِ اللّٰہِ یَا رَبَّنَا تَبَارَکَ حَیْطَاتُنَا

قرض و کشائش

قرض سے نجات کے لیے اول و آخر درود شریف گیارہ گیارہ بار درمیان میں

مندرجہ ذیل کلمات پانچ سو (۵۰۰) بار پڑھ لیا کریں وہ کلمات یہ ہیں۔

۱. حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ (پانچ سو بار)

(سورۃ التوبۃ آیت ۱۱۸)

۲. لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ وَلَا مَلْجَأَ مِنَ اللّٰہِ اِلَّا اِلَیْہِ

(پانچ سو بار)

برائے کشائش رزق

اگر کوئی شخص روزی کی تنگی سے پریشان ہے تو سورۃ یٰسٓ کو اس طرح پڑھے کہ شروع کرنے کے بعد جب پہلا مبین آئے تو سورۃ یٰسٓ دوبارہ پڑھنا شروع کرے اسی طرح پوری یٰسٓ ختم کرے یہ عمل ایک چلہ (یعنی چالیس دن مسلسل کرے ناغہ نہ کرے)

برائے کشائش رزق اور مہمات دنیاوی

ہر قسم کی پریشانی اور رزق کی تنگی دور کرنے کے لیے بہتر وظیفہ روزمرہ درود شریف اور استغفار کا ہے مختصر درود شریف یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ م بِعَدَدِ کُلِّ شَیْءٍ مَّعْلُوْمٍ لَّکَ

پانچ سو بار روزانہ بعد نماز فجر پڑھ لیا کریں۔

اور استغفار یہ ہے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ

پانچ سو بار روزانہ بعد نماز فجر پڑھ لیا کریں۔

بعد نماز مغرب سورۃ واقعہ اور بعد نمازِ عشاء سورۃ ملک اور گیارہ سو بار یَا مُغْنِیُّ اور سورۃ مزمل گیارہ بار خواہ ایک وقت میں یا ہر نماز کے بعد دو مرتبہ اور صبح کی نماز کے

بعد تین مرتبہ اتنا وظیفہ کشائش مہمات اور منافع دین کے لیے کافی ہے۔

حصول ترقیات اور دینی و دنیوی مقاصد میں کامیابی

انسان کبھی کسی مصیبت میں پھنس جاتا ہے، کبھی قرض کے بوجھ سے ہلکان ہو جاتا ہے تو کبھی بلائے ناگہانی اسے چمٹ جاتی ہے بعض مرتبہ اسے کوئی غم فکر لاحق ہو جاتا ہے ان کے لیے مندرجہ ذیل اسماء کا پڑھنا بہت مفید ہے ان کے پڑھنے کی برکت سے ہر قسم کی مشکلات دور ہوتی ہیں قرض، بیماری، غم، فکر سے چھٹکارا نصیب ہوتا ہے لیکن ان کو پڑھتے وقت تعداد پوری پوری ہو کم نہ ہو اور زیادہ بھی نہ ہو رات دن میں ہر روز کسی وقت جب سہولت ہو پڑھ لیا کریں اس کا طریقہ یہ ہے کہ

ہر روز اول و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود ابراہیمی پڑھ لے اس کے درمیان

یَا فَتَّاحُ ۱۰۰ مرتبہ　　یَا وَهَّابُ ۱۰۰ مرتبہ

یَا رَزَّاقُ ۱۰۰ مرتبہ　　یَا مُعِزُّ ۱۰۰ مرتبہ

واسطے غنی ہونے کے

بعد از نماز صبح قبل طلوع آفتاب کے ۱۰۰ دفعہ پڑھا کریں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ
سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَلَا مَلْجَأَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّا اِلَيْهِ.

برائے ترقی رزق

بعد نماز عشاء ۱۰۰ مرتبہ اول و آخر گیارہ گیارہ بار درود ابراہیمی روزانہ بلا ناغہ پڑھیں انشاء اللہ تعالیٰ رزق میں برکت ہوگی۔

اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ
بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ.

واسطے غنی النفس کے

سورۂ مزمل (پ۲۹) گیارہ مرتبہ روزانہ جو وقت مل جائے باوضو پڑھے انشاءاللہ مفلسی دور ہوگی اور تونگری آئے گی۔

یَا غَنِیُّ ۱۱۰۰ مرتبہ اول وآخر درود ابراہیمی گیارہ گیارہ مرتبہ وقت معین (ایک وقت مقرر کر کے روزانہ اسی وقت) میں پڑھیں انشاءاللہ غنیٰ ظاہری و باطنی حاصل ہوگا۔

برائے فراغت رزق

پانچ یا دس تسبیح (پانچ سو مرتبہ یا ایک ہزار مرتبہ)
چالیس روز تک پڑھا جائے:

یَا رَحْمٰنُ کُلُّ شَیْءٍ وَارْحَمْهُ یَا رَحْمٰنُ.

حصول مقصد اور غنی ظاہری و باطنی کے لیے

اَللّٰهُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ.

اول وآخر درود ابراہیمی گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھے اس کے بعد مندرجہ بالا دعا اکتالیس بار پڑھے بعد فرض عشاء قبل وتر اس دعا کو پڑھے انشاءاللہ تعالیٰ مقصد میں کامیابی حاصل ہوگی۔

کثرت رزق وسامان دنیوی کے حصول کے لیے

وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ○ وَّیَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ ط وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ط اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ط قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِکُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا (سورۃ الطلاق آیت ۲،۳)

حضرت امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے کہ کثرت رزق وسامان دنیوی کے لیے جمعہ یا پیر یا جمعرات کے دن سے شروع کرے افضل یہ ہے بعد از نماز فجر پڑھا جائے ہر روز ایک سو انسٹھ مرتبہ چالیس دن پڑھے اور چالیسویں دن ایک سو مرتبہ ہو جائے انشاء اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت و کشادگی کے دروازے کھل جائیں گے۔ اس کے پڑھنے کے دوران مندرجہ ذیل باتوں کی پابندی کرے۔ اول وظیفہ شروع کرنے سے قبل غسل کرے۔

دوم: دو رکعت نماز نفل پڑھے۔ رزق حرام سے بچیں۔

قرضہ کی ادائیگی کا نہایت مجرب عمل

یہ عمل صدہا بزرگوار اور اولیائے نامدار کا آزمودہ ہے اکتالیس روز کا عمل ہے حضرت مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ اکتالیس روز تک شروع ماہ سے یہ درود شریف سو بار روزانہ پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ

مذکورہ بار درود شریف پڑھنے کے بعد سجدہ کر کے ادائیگی قرض کی دعا کرے مال میں برکت ہوگی۔

قرض کی ادائیگی کے لیے

قرض ادا کرنے کے لیے صبح و شام سات سات مرتبہ یہ آیت پڑھ لیا کرے تین تین مرتبہ اول و آخر درود ابراہیمی پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ قرض ادا ہو جائے گا وہ آیت یہ ہے۔

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ

وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ط اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ط

(سورة آلِ عمران آیت ۲۶)

قرض کی ادائیگی کے لیے

جو شخص قرض کی ادائیگی کے سلسلے میں پریشان ہو وہ نماز فجر کی ادائیگی کے بعد سات بار ''یَا قَدِیْرُ'' پڑھ لے اسی طرح عشاء کی نماز کے بعد یا قدیر پڑھ لے انشاء اللہ تعالیٰ غیب سے قرض کی ادائیگی کے اسباب پیدا ہوں گے اور قرض ادا ہو جائے گا اول آخر تین تین مرتبہ درود ابراہیمی ضرور پڑھے۔

وسعت رزق

اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا ○ (سورة المزمل : ۷)

روزانہ دس مرتبہ پڑھے۔ ایک ماہ کے اندر تونگر (مالدار) ہوگا۔

عمل برائے حاجت

يَا مَالِكَ الْمُلْكِ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ

یہ وظیفہ بلا تعداد بے وضو وقتاً فوقتاً شب و روز پڑھے کہ حد سے گزر جائے اور ایک وقت مقررہ رات کو باوضو ایک ہزار بار توجہ دل سے پڑھے چند روز کے بعد اس کا جلوہ ظاہر ہوگا بحکم خدا فقیر کو غنی کرنا اس کا ادنیٰ اثر ہے دیگر خوبیاں بوقت عمل خود معلوم ہوں گی۔

غنی ہونے کا عمل

جو شخص سورۂ الم نشرح آخر تک بمع بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۴۰ بار سات دن لگاتار پڑھے گا بے شک وہ غنی ہوگا۔

قضائے حاجات

ترک حیوانات کر کے ایک ہفتہ پڑھے انشاء اللہ مراد حاصل ہوگی (اس دوران گوشت مچھلی انڈہ نہ کھائے کوئی ایک اناج کھائے تو بہتر ہے)

یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ	ایک ہزار مرتبہ	اتوار
یَا مُفَتِّحَ الْاَبْوَابِ	ایک ہزار مرتبہ	پیر
یَا مُسَبِّبَ الْاَسْبَابِ	ایک ہزار مرتبہ	منگل
یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ	ایک ہزار مرتبہ	بدھ
یَا بَدِیْعَ الْعَجَائِبِ	ایک ہزار مرتبہ	جمعرات
یَا ذَ الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ	ایک ہزار مرتبہ	جمعہ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ

ایک ہزار مرتبہ ہفتہ

برائے فراخی رزق

روزانہ بعد نمازِ عشاء مندرجہ ذیل کلمات پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ رزق میں برکت ہوگی اور رزق وافر ملے گا وہ کلمات یہ ہیں اور ان کے پڑھنے کی ترکیب یہ ہے۔

اول آخر درود ابراہیمی گیارہ گیارہ مرتبہ

☆ یَا کَرِیْمُ یَا وَهَّابُ یَا ذَالطَّوْلِ	ایک ہزار چھیاسٹھ بار ۱۰۶۶
☆ یَافَتَّاحُ	چار سو نواسی بار ۴۸۹
☆ یَا رَزَّاقُ	تین سو اسی بار ۳۸۰
☆ یَا کَافِیُ	ایک سو گیارہ بار ۱۱۱
☆ یَا مُغْنِیُ	ایک ہزار ایک سو بار ۱۱۰۰

برائے وسعت رزق

رزق کی فراخی اور ترقی کے لیے مندرجہ ذیل کلمات بعد نمازِ عشاء پڑھے تو بہتر ہے ورنہ جب بھی آسانی ہو پڑھے اول آخر درود ابراہیمی گیارہ گیارہ مرتبہ اس کے بعد

☆ یَاغَنِیُّ ایک ہزار ساٹھ بار ۱۰۶۰

☆ یَا فَتَّاحُ چار سو نواسی بار ۴۸۹

انشاء اللہ تعالیٰ رزق میں خوب برکت ہوگی اور کسی قسم کی رکاوٹ نہ ہوگی۔

برائے ملازمت وحصولِ روزگار

بعد از نمازِ عشاء اول وآخر درود ابراہیمی گیارہ گیارہ بار اور درمیان میں یَا وَهَّابُ (۱۴۱۴) چودہ سو چودہ مرتبہ پڑھیں اس کے بعد ایک تسبیح یعنی سو مرتبہ یَا وَهَّابَ هَبْ لِیْ مِنْ نِّعْمَةِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ اِنَّکَ اَنْتَ الْوَهَّابُ پڑھیں چند دن کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ روزگار مل جائے گا۔

برائے دفع نحوست وحصول ملازمت

گھر سے بے برکتی اور نحوست دور کرنے کے لیے۔

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ کو ہر روز (۴۵۰) چار سو پچاس بار پڑھیں اول وآخر درود شریف گیارہ گیارہ بار اور سوتے وقت سورۂ واقعہ پڑھیں۔

برائے وسعت رزق اور دفع قرض

اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّیْ لَآ اُشْرِكُ بِهٖ شَیْئًا.

مندرجہ بالا کو صبح وشام (۳۱۳) بار پڑھے اگر ہر نماز کے بعد پڑھ لے تو زیادہ بہتر ہے اول وآخر درود شریف گیارہ گیارہ مرتبہ انشاء اللہ آمدنی میں برکت ہوگی اور قرض سے نجات ملے گی۔

برائے ملازمت

ملازمت کے حصول کے لیے سورۂ بنی اسرائیل کی آخری آیت وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَکُنْ لَّهٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَکَبِّرْهُ تَکْبِیْرًا ۳۱۳ تین سو تیرہ مرتبہ پڑھیں اول آخر درود شریف تین تین مرتبہ یہ عمل مطلب پورا ہونے تک جاری رکھیں۔ پڑھنے کا ایک وقت خود ہی مقرر کرلیں۔

ادائیگی قرض کا عمل

اگر کسی شخص پر قرض سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتا تو اسے چاہیے کہ صبح سحر کے وقت نمازِ تہجد ادا کرے اول آخر تین بار درود ابراہیمی اور درج ذیل کلمات ۲۰۰ بار پڑھے۔

رَبِّ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ.

ادائے قرض کے لیے

جو شخص قرض میں جکڑ گیا ہو اور قرض اتارنا مشکل ہو گیا ہو اس کے لیے باوضو روزانہ بلاناغہ چالیس بار سورۂ نصر پڑھے اور اول آخر درود شریف گیارہ گیارہ بار پڑھے انشاءاللہ جلد ہی قرض سے نجات حاصل ہو جائے گی مجرب ہے۔

روزی میں برکت کے مجرب اعمال

اَلْمُعْطِیْ هُوَ اللّٰهُ کا سریع الاثر عمل جو شخص چاہے کہ روزی کی تنگی دور ہو اور رزق خوب فراخی سے نصیب ہو اسے چاہیے کہ پابندی کے ساتھ جمعہ کی نماز فرض کے بعد بحالت تشہد قبلہ رخ بیٹھے بیٹھے ستر بار توجہ کے ساتھ پڑھے۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ کا اکسیر کا عمل

روزانہ پانچ سو مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ پڑھیں روزی کے دروازے کھل جائیں گے روایات سے ثابت ہے کہ اس کلمہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ ساری مخلوق کو روزی عطاء فرماتے ہیں۔

سورۂ فلق کا لاجواب عمل

جو شخص کثرت سے سورہ فلق قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ پڑھے، اس پر روزی انشاء اللہ بارش کے قطروں کی طرح برسے گی۔ یقین اور توجہ شرط ہے۔

روزی میں فراخی کے لیے مجرب ترین عمل

تین کام کرلیں اور روزی کے متعلق بے فکر ہو جائیں اور حاسدوں کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگیں۔

(الف) رزاق (روزی دینے والا) صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو جانیں اور دل میں کسی اور کے بارے میں خیال تک نہ آنے دیں کہ میری روزی اس کے ہاتھ میں ہے۔

(ب) دو رکعت پڑھ کر مسجد میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ سے پکا عہد کریں کہ کبھی حرام روزی کو اختیار نہیں کریں گے۔

(ج) تھوڑا یا زیادہ جتنا مال اور رزق ملے اس میں سے سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا حصہ نکالیں اور اسے نہایت خوش دلی سے فی سبیل اللہ کاموں میں خرچ کریں۔

روزی میں برکت کا فطری عمل

کھانے پینے کی اشیاء اور روزی کی دیگر چیزوں کو ضائع نہ کریں دسترخوان پر

بچے ہوئے ٹکڑے کھالیں اور پلیٹ کو اچھی طرح صاف کریں اور جو رزق ملے اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں اس عمل کی برکت سے روزی کے دروازے بحمد اللہ کھل جاتے ہیں اور تنگی دور ہو جاتی ہے۔

فراخی رزق کے لیے

کشائش اور ادائیگی قرض کے لیے مندرجہ ذیل وظیفہ نہایت ہی مجرب ہے پڑھ کر فائدہ اُٹھائیں اول آخر تین بار درود شریف اور درمیان میں یہ آیت کریم ایک سو ایک بار پڑھ کر اپنے اوپر دم کرلیں یہ عمل صبح کی نماز کے بعد معمولات سے فارغ ہو کر کریں۔

اَللّٰهُ لَطِيْفٌ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ ج وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ

فراخی رزق اور شرک سے حفاظت

جو شخص روزانہ ایک سو بار یہ کلام پڑھے گا ہر مشکل سے نجات پائے گا رزق کی فراخی ہوگی شرک سے محفوظ رہے گا سب کے لیے پڑھے۔ اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّیْ لَآ اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا اول آخر تین بار درود شریف پڑھے۔

برکت کے لیے وادائے قرض کے لیے

يَا مُعِزُّ ۱۰۰ بار، اول آخر درود شریف گیارہ گیارہ مرتبہ بعد نمازِ عشاء پڑھے۔ نیز يَا وَهَّابُ چودہ سو چودہ (۱۴۱۴) مرتبہ اول آخر درود شریف سات بار پڑھتا رہے بعد نمازِ عشاء پھر سو بار یہ پڑھے۔

يَا وَهَّابُ هَبْ لِیْ مِنْ نِّعْمَةِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ.

يَا مُغْنِیُ ۱۰۰۰ بار، اول آخر درود شریف سات سات بار بعد سنت نماز فجر قبل فرض پڑھتا رہے اور ہر نماز کے بعد اکتالیس بار اول آخر درود ابراہیمی ایک ایک بار پڑھا کرے انشاء اللہ تعالیٰ قرض سے فراغت ہوگی۔

عمل برائے وسعت رزق

سورۂ مزمل ہر روز مابین مغرب وعشاء ۱۱، بار پڑھے اول آخر گیارہ، گیارہ بار درود ابراہیمی۔ ۲۱ روز متواتر۔

برائے فراخی رزق

اول آخر درود شریف گیارہ گیارہ بار، یَا غَنِیُّ ۱۰۶۰ مرتبہ یَا فَتَّاحُ ۴۸۹ بار بعد نمازِ عشاء انشاء اللہ رزق کی فراوانی ہوگی۔

ملازمت نوکری کا مل جانا

باوضو اول گیارہ مرتبہ درود شریف پھر یہ کلمات ایک تسبیح (۱۰۰ بار) سو بار پھر گیارہ مرتبہ درود شریف یہ عمل روزانہ بعد نمازِ عشاء پڑھے دس دن میں انشاء اللہ ملازمت مل جائے گی۔

اگر دس دن میں نہیں تو گیارہ دن اور پڑھے اور اکیس دن پورے کرے۔

انشاء اللہ تعالیٰ ملازم ہو جائے گا۔ پڑھنے میں قواعد اور طریقہ سامنے رکھے جس طرح جس وقت اور جتنی تعداد میں پڑھنا ہے اس کی پابندی کرے اور بعد عمل کے دعا کرے کہ ملازمت مل جائے اور ملازمت کی خواہش کا تذکرہ احباب میں کرتا رہے اس لیے کہ اسباب کا اختیار کرنا لازمی ہے۔ ناامید نہ ہو خدا نے چاہا تو جلد نوکری کے اسباب پیدا ہو کر برسرِ روزگار ہوگا۔ روزانہ بعد وظیفہ خلوص عمل سے سربسجود ہو کر دعا مانگتا رہے اور اپنی پریشانی کا اظہار کرتا رہے وہ کلمات یہ ہیں۔

یَا مُفَتِّحَ الْاَبْوَابِ یَا مُسَبِّبَ الْاَسْبَابِ یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ وَالْاَبْصَارِ یَا دَلِیْلَ الْمُتَحَیِّرِیْنَ یَا غَیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ اَغِثْنِیْ اَرْشِدْنِیْ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ یَا رَبِّ وَاُفَوِّضُ یَا رَبِّ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

قرض سے نجات اور ہر مشکل کے حل کے لیے

سورۃ النصر (پارہ ۳۰) مندرجہ ذیل ترتیب کے ساتھ مسلسل بلاناغہ اور تعداد کے مطابق پڑھے کم یا زیادہ نہ کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ قرض سے نجات اور ہر مشکل حل ہوگی۔ اس عمل پر مداومت کلید کامیابی ہے۔

بعد نماز فجر	سورۂ نصر	اکیس بار
بعد نماز ظہر	سورۂ نصر	بائیس بار
بعد نماز عصر	سورۂ نصر	تئیس بار
بعد نماز مغرب	سورۂ نصر	چوبیس بار
بعد نماز عشاء	سورۂ نصر	پچیس بار

کشائش رزق کے لیے

ایک چلہ تک ایک وقت معین پر ۱۱ بار درود شریف پڑھ کر ۱۱۱ مرتبہ یَا مُغْنِیُ پڑھیں اس کے بعد ۱۱ مرتبہ سورۂ مزمل پڑھیں آخر میں ۱۱ مرتبہ درود شریف پڑھیں انشاء اللہ اس عمل کی برکت سے روزی غیب سے آئے گی۔

حصول ملازمت کے لئے

اس آیت کو کاغذ پر لکھ کر بازو پر باندھیں:

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰهِ سے وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ تک

(آل عمران آیت ۷۳)

دفعیہ افلاس

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص آیت الکرسی پڑھ کر گھر سے نکلے تو اللہ ۷۰ ہزار فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ واپس آنے تک اس کی مغفرت کے لیے دعا

کرتے رہو۔

اور جو شخص آیت الکرسی پڑھ کر گھر میں داخل ہوگا اللہ تعالیٰ اس کے گھر سے مفلسی دور کرے گا۔

ٹرانسفر کے لیے

اگر کوئی شخص چاہے کہ اس کا تبادلہ مطلوبہ اور پسندیدہ جگہ پر ہو جائے تو اول سات بار درود شریف پڑھے اس کے بعد ۷ بار یہ آیت پڑھے۔ جب مُدْخَلَ صِدْقٍ کے الفاظ پڑھے تو جہاں کا تبادلہ مقصود ہو اس جگہ کا تصور کرے اور مُخْرَجَ صِدْقٍ کے الفاظ پڑھے تو جہاں سے تبادلہ کروانا ہے اس جگہ کا تصور کرے اور سلطاناً نصیرًا کے الفاظ پڑھے تو یہ تصور کرے کہ عزت کے ساتھ تبادلہ ہو آخر میں سات بار درود شریف پڑھ کر اللہ سے دعا مانگے۔ وہ آیت یہ ہے۔

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ○

(سورۃ بنی اسرائیل ۸۰)

برائے ترقی رزق

جو اس کو روزانہ پڑھے گا تو حق تعالیٰ اس کے رزق میں اور کاروبار میں دوگنی چوگنی ترقی فرمائے گا مگر خلوص شرط ہے ترکیب عمل، بعد نماز مغرب آٹھ رکعتیں بہ نیت صلوٰۃ الاوابین پڑھے اور ہر رکعت میں جو طریقہ بیان کیا جاتا ہے اس کے موافق عمل کیا جائے وہ یہ ہے پہلی رکعت میں سورت فاتحہ کے بعد یٰسٓ والقرآن الحکیم سے لے کر فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ کَرِیْمٍ تک دوسری رکعت میں اِنَّا نَحْنُ نُحْیِ الْمَوْتٰی سے وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ تک تیسری رکعت میں وَمَالِیَ لَا اَعْبُدُ سے جَمِیْعٌ لَّدَیْنَا مُحْضَرُوْنَ تک چوتھی رکعت میں وَاٰیَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَیْتَةُ سے کُلٌّ فِیْ فَلَکٍ یَّسْبَحُوْنَ تک پانچویں رکعت میں وَاٰیَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا سے وَلَا اِلٰی

اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ تک چھٹی رکعت میں وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ سے هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ تک ساتویں رکعت میں وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ سے فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ تک آٹھویں رکعت میں وَذَلَّلْنٰهَا سے كُلُّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ تک مذکورہ بالا عمل کو دو دو رکعتوں میں پڑھیں اور پوری آٹھ رکعتیں اسی طرح پڑھے مجرب ہے۔

(از مولانا عزیز الرحمن پانی پتی)

رزق میں کشائش کے لیے

اگر کسی کا چلتا ہوا کاروبار بند ہو گیا ہو دکان پر یا کاروباری جگہ پر بندش ہو رزق میں کمی واقع ہوگئی ہو تو ایسی صورت میں چاہے کہ ہر ماہ چاند کی پندرہویں شب کو دو رکعت نماز نفل اس طرح سے پڑھے کہ ہر رکعت میں سورت فاتحہ کے بعد پندرہ مرتبہ سورت اخلاص پڑھے اور سلام پھیر کر ایک سو مرتبہ درودِ ابراہیمی پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے اس عمل کا معمول بنالے بفضل باری تعالیٰ رزق میں کمی نہیں ہوگی۔

وسعت رزق کے لیے

اگر کوئی فراوانی رزق چاہتا ہو اور دل میں خواہش رکھتا ہو کہ اللہ تعالیٰ اسے کبھی کسی کا محتاج نہ کرے تو ایسی صورت میں چاہیے کہ مغرب کی نماز کے بعد بارہ رکعت نفل نماز دو دو رکعت کر کے اس طرح سے پڑھے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد تین مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے اس کے بعد جب نماز پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ سے وسعت رزق کی دعا مانگے انشاء اللہ تعالیٰ اس عمل کی برکت سے وسعت رزق ہوگی بفضل تعالیٰ اس عمل کی مداومت سے رزق میں کمی نہیں ہوگی۔

کاروبار خوب چلے

اگر کوئی کاروبار سے پریشان ہو وسعت رزق کی خواہش دل میں رکھتا ہو تو ایسی صورت میں چاہیے کہ نماز مغرب کے بعد روزانہ بارہ رکعت نفل نماز اس طرح سے ادا

کرے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد تین تین مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے نماز ختم کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے روزی میں اضافہ کے لیے دعا مانگے انشاء اللہ تعالیٰ اس کے رزق میں خوب ترقی ہوگی بفضل تعالیٰ کاروبار خوب چلے گا اس عمل کی برکت سے خوب منافع ہوگا۔

قرض سے نجات کے لیے

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ. دوسو مرتبہ اول آخر تین تین بار درود شریف۔

چاشت کے وقت پڑھیں پھر چار رکعت نفل نماز دو دو رکعت کی نیت سے اس طرح پڑھیں کہ پہلی رکعت میں سورت فاتحہ کے بعد والشمس وضحھا پوری سورت دوسری رکعت میں سورۃ والیل اذا یغشی پوری سورت دوسری دو رکعت میں پہلے والضحیٰ اور دوسری رکعت میں الم نشرح پڑھیں بعد فراغت نماز سجدے میں جا کر خوب دعا کریں انشاء اللہ خوشحالی کا دور دورہ ہوگا۔

ادائیگی قرض کی نماز

دو رکعت نماز صلوٰۃ الکیمیا جمعہ کی شب سے شروع کرے پہلی رکعت میں الحمد شریف کے بعد وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہِ یَجْعَلَّہٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ. ستر مرتبہ پڑھے اور دوسری رکعت میں الحمد شریف کے بعد وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ اِنَّ اللّٰہَ بَالِغُ اَمْرِہٖ قَدْ جَعَلَ اللّٰہُ لِکُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا۔ ستر مرتبہ پڑھے اور دعا مانگے کہ یا الٰہی میرا قرض ادا ہو جائے اور فراخ دستی زیادہ ہو جائے چالیس روز تک پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ چالیس دن سے قبل ہی مراد حاصل ہو جائے گی۔

(از شاہ عبدالحق محدث دھلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

دُعا کی فضیلت

جن چیزوں کی انسان کو ضرورت ہوتی ہے خواہ وہ دنیوی ضرورت ہو یا دینی اور خواہ انسانی وسعت میں ہو یا وسعت سے باہر ہو، ہر ایک کو اللہ سے مانگا جائے۔ اس طور پر کہ تدبیر کے کاموں میں تو کچھ تدبیر اور کچھ دعا ہو اور جو کام تدبیر سے باہر ہیں ان میں صرف دُعا ہی پر اکتفا کی جائے اور جس وقت جو حاجت پیش آئے فوراً دل یا زبان سے مانگنا شروع کر دے۔

حضرت سرورِ عالم رحمت مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

(۱) اللہ تعالیٰ بڑے مہربان اور بڑے عزت والے ہیں۔ اس سے شرماتے ہیں کہ بندہ ان کے آگے ہاتھ پھیلائے اور وہ اسے خالی واپس کر دیں۔

(جمع الفوائد)

(۲) جو شخص اللہ تعالیٰ سے کچھ حاجت نہیں مانگتا تو اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوتے ہیں۔ (ایضاً)

(۳) جس شخص کے لیے دعا کرنے کے دَروازے کھول دیے گئے (یعنی خدا سے مانگنے کا شوق جس کو ہو گیا) اس کے لیے گویا رحمت کے دروازے کھول دیے گئے۔ (ایضاً)

(۴) تم اللہ تعالیٰ سے کوئی (جائز) دعا مانگو تو (دل میں) اس کی مقبولیت کا یقین کامل بھی رکھو۔

(۵) اللہ تعالیٰ اس شخص کی دُعا قبول نہیں کرتے ہیں جس کا دل خدا سے غافل اور دوسری طرف لگا ہو۔

(۶) دُعا ہی اصل میں عبادت ہے دوسری جگہ فرمایا، دُعا ہی تو عبادت کی روح اور مغز ہے۔

(۷) دُعا ہی ایسی چیز ہے جو خدا کے سخت فیصلوں کو بدل دیتی ہے اور ٹال سکتی ہے۔

(۸) دُعا ہی آڑے آسکتی ہے ایسی بلا کے مقابلہ میں بھی جو آچکی ہو اور ایسی بلا کے مقابلہ میں بھی جو بھی نہیں آئی۔ (جمع الفوائد)

(۹) بندہ کہتا ہے کہ میں نے دُعا مانگی اور قبول نہیں ہوئی۔ حالانکہ اس کا کھانا پینا حرام، اس کا لباس اس کی کمائی حرام، پھر اس کی دعا قبول ہو تو کیونکر ہو۔

(۱۰) دعا میں ہاتھ کندھے کے برابر اُٹھائے (یعنی کندھے سے اونچا اور سینے سے نیچا نہ کرے) اور دعا میں انتہائی عاجزی یہ ہے کہ اپنے ہاتھ پُورے پھیلا دو۔ (جمع الفوائد)

خلاصہ یہ ہے کہ کوئی بھی دُعا رد نہیں ہوتی۔ یہ خیال ہرگز نہ آنا چاہیے کہ حقیر اور معمولی چیز ایسی عظیم و برتر ذات سے کیسے مانگی جائے کیونکہ اس کے نزدیک بڑے سے بڑی چیز بھی معمولی ہے۔

ہر حاجت کے لیے مقبول دعا

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس آدمی کو پریشانی اور فکر زیادہ ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اللہ کے حضور میں اس طرح عرض کرے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ عَبْدُکَ وَابْنُ عَبْدِکَ وَابْنُ اَمَتِکَ نَاصِیَتِیْ بِیَدِکَ مَاضٍ فِیَّ حُکْمُکَ عَدْلٌ فِیَّ قَضَاءُکَ اَسْئَلُکَ بِکُلِّ اِسْمٍ ھُوَ لَکَ سَمَّیْتَ بِہٖ نَفْسَکَ اَوْ اَنْزَلْتَہٗ فِیْ کِتَابِکَ اَوْ عَلَّمْتَہٗ اَحَدًا مِنْ خَلْقِکَ اَوِسْتَأْثَرْتَ بِہٖ فِیْ عِلْمِ الْغَیْبِ عِنْدَکَ.

اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ رَبِیْعَ قَلْبِیْ وَنُوْرَ بَصْرِیْ وَجَلَاءَ حُزْنِیْ وَ ذَھَابَ ھَمِّیْ.

یا اللہ! میں غلام ہوں تیرا اور بیٹا ہوں تیرے غلام کا اور بیٹا ہوں

تیری لونڈی کا۔ ہمہ تن تیرے قبضہ میں ہوں میرے بارے میں
تیرا حکم نافذ ہے میرے بارے میں تیرا فیصلہ عین عدل ہے۔
مانگتا ہوں میں تجھ سے بحق ہر نام کے جو تیرا ہے کہ جس کے ساتھ
تو نے اپنی ذات کو موسوم کیا ہے یا اس کو اپنی کتاب میں اتارا ہے
یا وہ اپنی مخلوق میں سے کسی کو سکھایا ہے یا اپنے علم غیب ہی میں
اس کو رہنے دیا ہے۔
یہ کہ قرآنِ عظیم کو کردے میرے دل کی بہار اور میری آنکھ کا نور،
اور میرے غم کی کشائش اور میرے فکر کا دفعیہ۔

فائدہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بندہ بھی ان کلمات کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی فکروں اور پریشانیوں کو دور فرما کر ضرور بالضرور اس کو کشادگی عطا فرمادے گا۔ (رزین، معارف الحدیث)

نوٹ: اس دعاء میں جَلَاءَ حُزْنِیْ پڑھتے وقت اپنی فکروں اور پریشانیوں کی نیت کرے۔

واسطے کشادگی تنگی معاش یہ دُعا پڑھے

یَادَائِمَ الْعِزِّ وَالْبَقَاءِ یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْجُوْدِ وَالْعَطَاءِ یَا
وَدُوْدُ یَا ذَا الْعَرْشِ الْمَجِیْدُ یَا فَعَّالُ لِمَا یُرِیْدُ

اے ہمیشہ عزت والے اور باقی رہنے والے، اے بزرگی اور
جود اور عطا والے۔ اے دوستی کرنے والے، اے صاحبِ عرش
بزرگ، اے کرنے والے جو کچھ چاہے،

پریشان حالی اور قرض دور کرنے کے لیے ہر روز صبح کو پڑھے

☆بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی نَفْسِیْ وَاَھْلِیْ وَمَالِیْ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لِیْ
فِیْمَا قُدِّرَلِیْ وَ اَرْضِنِیْ بِمَا قَضَیْتَ حَتّٰی لَا اُحِبَّ تَعْجِیْلَ

شَیْءٍ اَخَّرْتَ وَتَاخِیْرَ شَیْءٍ عَجَّلْتَ

میں اللہ کو سپرد کرتا ہوں اپنی جاں اور اہل و مال کو یا اللہ برکت دے مجھے اس چیز میں کہ مقدر کی گئی میرے لیے اور راضی رکھ مجھ کو اپنے حکم پر تا کہ نہ چاہوں میں جلد ملنا اس چیز کا کہ دیر میں رکھی ہے تو نے اور نہ دیر میں آنا اس چیز کا کہ جلد لکھی ہے تو نے۔

☆اَللّٰھُمَّ فَارِجَ الْھَمِّ کَاشِفَ الْغَمِّ مُجِیْبَ دَعْوَۃَ الْمُضْطَرِّیْنَ رَحْمٰنَ الدُّنْیَا وَرَحِیْمَھَا اَنْتَ تَرْحَمُنِیْ فَارْحَمْنِیْ بِرَحْمَۃٍ تُغْنِیْنِیْ بِھَا عَنْ رَّحْمَۃِ مَنْ سِوَاکَ.

یا اللہ! دور کرنے والے فکر کے زائل کرنے والے غم کے قبول کرنے والے بیقراروں کی دُعا کے۔ رحمٰن دنیا کے اور رحیم اس کے، تو ہی رحم کرے گا مجھ پر۔ تو کر دے میرے اوپر ایسی رحمت کہ بے پروا کر دے تو مجھے اس کی وجہ سے اوروں کی رحمت سے۔

☆اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ وَاِلَیْکَ یَعُوْدُ السَّلَامُ اَسْئَلُکَ یَا ذَ الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ اَنْ تَسْتَجِیْبَ لَنَا دَعْوَتَنَا وَاَنْ تُعْطِیَنَا رَغْبَتَنَا وَاَنْ تُغْنِیَنَا عَمَّنْ اَغْنَیْتَہٗ عَنَّا مِنْ خَلْقِکَ

یا اللہ! تیرا ہی نام سلام ہے اور تجھ ہی سے ابتدا ہے سلامتی کی اور تیری ہی طرف لوٹتی ہے سلامتی میں مانگتا ہوں تجھ سے اے جلال اور اکرام والے! یہ کہ قبول کر لے تو ہمارے حق میں ہماری دُعا اور یہ کہ دے ہمیں ہماری خواہش اور یہ کہ بے پَروا کر دے ہمیں ان سے جن کو ہم سے بے پروا کیا تو نے اپنی مخلوق میں سے۔

☆اَللّٰھُمَّ الْطُفْ بِیْ فِیْ تَیْسِیْرِ کُلِّ عَسِیْرٍ فَاِنَّ تَیْسِیْرَ

كُلِّ عَسِيْرٍ عَلَيْكَ يَسِيْرٌ وَاَسْئَلُكَ الْيُسْرَ وَالْمُعَافَاتَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ

یا اللہ! احسان کر میرے ساتھ سہل کر دینے میں ہر دشوار کے کیونکہ ہر دشوار کا سہل کر دینا تجھ پر آسان ہے۔ اور مانگتا ہوں میں تجھ سے سہولت اور معافی دنیا و آخرت میں۔

☆رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا كَذَا وَكَذَا يَا مُؤْنِسَ كُلِّ وَحِيْدٍ وَيَا صَاحِبَ كُلِّ فَرِيْدٍ وَيَا قَرِيْبًا غَيْرَ بَعِيْدٍ وَيَا شَاهِدًا غَيْرَ غَائِبٍ وَيَا غَالِبًا غَيْرَ مَغْلُوْبٍ، يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ، يَا نُوْرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَيَا زَيْنَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَيَا جَبَّارَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ يَا عِمَادَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ يَا بَدِيْعَ السَّمٰوَاتِ وَ الْاَرْضِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْاِكْرَامِ يَا صَرِيْخَ الْمُسْتَصْرِخِيْنَ وَ مُنْتَهَى الْعَائِذِيْنَ، وَ الْمُفَرِّجُ عَنِ الْمَكْرُوْمِيْنَ وَ الْمُرَوِّحُ عَنِ الْمَغْمُوْمِيْنَ وَ مُجِيْبَ دُعَاءِ الْمُضْطَرِّيْنَ وَ يَا كَاشِفَ الْمَكْرُوْبِ يَا اِلٰهَ الْعٰلَمِيْنَ وَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ مَنْزُوْلٌ بِكَ كُلُّ حَاجَةٍ

اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں فلاں فلاں چیز دے (یہاں دُعا پڑھنے والا فلاں چیز کے بجائے اپنے جائز مقصد کا تصور کرے) اے ہر اکیلے کے غمگسار اور اے ہر تنہا کے ساتھی اور اے قریب جو دور نہیں۔ اور اے حاضر جو غائب نہیں اور اے غالب جو مغلوب نہیں اے حی اے قیوم اے بزرگی اور عزت والے، اے آسمانوں اور زمینوں کے نور، اے آسمانوں اور زمینوں کی

زینت، اے آسمانوں اور زمینوں کے انتظام رکھنے والے۔ اے تھامنے والے آسمانوں اور زمینوں کے اور اے آسمانوں اور زمینوں کے بنانے والے۔ اے قائم رکھنے والے آسمانوں اور زمینوں کے اے بُزرگی اور عزت والے۔

اسے دَادرس فریادیوں کے اور آخری دوڑ پناہ لینے والوں کے اور کشائش دینے والے بیچینوں کے اور راحت دینے والے غمزدوں کے اور قبول کرنے والے بے قراروں کی دعا کے۔ اور اے کشائش دینے والے صاحب کرب کے اے الٰہ العالمین اور اے ارحم الراحمین۔ تیرے ہی سامنے پیش کی جاتی ہے ہر حاجت۔

☆اَللّٰھُمَّ اِھْدِنِیْ مِنْ عِنْدِکَ وَاَفِضْ عَلَیَّ مِنْ فَضْلِکَ وَاَسْبِغْ عَلَیَّ مِنْ رَّحْمَتِکَ وَاَنْزِلْ عَلَیَّ مِنْ بَرَکَاتِکَ

یا اللہ! دے تو مجھے ہدایت اپنے پاس سے اور افاضہ کے مجھ پر اپنا فضل اور کامل کر مجھ پر اپنی رحمت اور اتار مجھ پر اپنی برکتیں۔

☆اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَوَسِّعْ لِیْ خُلُقِیْ وَطَیِّبْ لِیْ کَسْبِیْ وَقَنِّعْنِیْ بِمَا رَزَقْتَنِیْ وَلَا تُذْھِبْ طَلَبِیْ اِلٰی شَیْءٍ صَرَّفْتَهٗ عَنِّیْ

یا اللہ! بخش دے میرے گناہ اور وسیع کر دے میرا خلق اور حلال کر دے میرا کسب اور قناعت دے مجھے اس چیز پر جو تو نے مجھے دی اور نہ لے جا طلب میری کسی ایسی چیز کی طرف جس کو تو نے مجھ سے ہٹا لیا ہو۔

☆ اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لَنَا اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ وَسَھِّلْ لَنَا اَبْوَابَ رِزْقِکَ

یا اللہ! کھول دے ہمارے لیے دروازے اپنی رحمت کے اور سہل کر دے ہم پر طریقے اپنے رزق کے۔

☆اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا مِنْ فَضْلِکَ وَلَا تَحْرِمْنَا رِزْقَکَ وَ بَارِکْ لَنَا فِیْمَا رَزَقْتَنَا وَاجْعَلْ غِنَاءَ نَا فِیْ اَنْفُسِنَا وَاجْعَلْ رَغْبَتَنَا فِیْمَا عِنْدَکَ

یا اللہ! نصیب کر ہمیں اپنا فضل اور نہ محروم رکھ ہمیں اپنے رزق سے اور برکت دے ہمیں اس رزق میں جو تو نے ہمیں دیا ہے اور کر ہمارا غنا ہمارے دلوں میں اور کر دے رغبت ہماری اس چیز میں جو تیرے پاس ہے۔

☆ صحیحین میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بے چینی کے موقعہ پر یہ دُعاء پڑھا کرتے تھے۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْعَظِیْمُ الْحَلِیْمُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْکَرِیْمِ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو عظیم اور بُردبار ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو رب ہے عرشِ عظیم کا اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو رب ہے ساتوں آسمانوں کا اور رب ہے، زمین کا اور رب ہے بُزرگی والے عرش کا۔ (زاد المعاد)

☆اَللّٰھُمَّ ضَعْ فِیْ اَرْضِنَا بَرَکَتَھَا وَزِیْنَتَھَا وَسَکَنَھَا وَلَا تَحْرِمْنِیْ بَرَکَۃَ مَا اَعْطَیْتَنِیْ وَلَا تَفْتِنِّیْ فِیْمَا اَحْرَمْتَنِیْ

یا اللہ! دے ہماری زمین میں برکت اور شادابی اور امن اور نہ محروم رکھ مجھے اس چیز کی برکت سے جو تو نے مجھے عطا فرمائی اور مت آزمائش میں ڈال مجھ کو اس چیز کے بارے میں جو کہ مجھے نہ

دے تو۔

☆اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ شُکْرًا وَلَکَا الْمَنُّ فَضْلًا

یا اللہ! تیرے ہی لیے حمد ہے شکر کے ساتھ اور تیرے ہی لیے احسان ہے فضل کے ساتھ

☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگوں نے غزوۂ خندق کے دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا اس نازک وقت کے لیے کوئی خاص دُعا ہے جو ہم اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کریں۔ حالت یہ ہے کہ ہمارے دل مارے دہشت کے اُچھل اُچھل کر گلوں میں آرہے ہیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! اللہ تعالیٰ کے حضور میں یوں عرض کرو۔

اَللّٰھُمَّ اسْتُرْعَوْرَاتِنَا وَآمِنْ رَوْعَاتِنَا.

اے اللہ ہماری پردہ داری فرما اور ہماری گھبراہٹ کو بے خوفی اور اطمینان سے بدل دے۔

فائدہ: ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر اللہ تعالیٰ نے آندھی بھیج کر دشمنوں کے منہ پھیر دیے اور اس آندھی سے اللہ تعالیٰ نے ان کو شکست دی۔

(معارف الحدیث، مسند احمد)

☆یَا اَللّٰہُ یَا اَحَدُ یَا وَاحِدُ یَا مَوْجُوْدُ یَا جَوَادُ یَا بَاسِطُ یَا کَرِیْمُ یَا وَھَّابُ یَا مُغْنِیُّ یَا فَتَّاحُ یَا رَزَّاقُ یَا عَلِیْمُ یَا حَکِیْمُ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ یَا بَدِیْعَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یَا حَنَّانُ یَا مَنَّانُ اِنْفَحْنِیْ مِنْکَ بِنَفْحَةِ خَیْرٍ تُغْنِیْنِیْ بِھَا عَمَّنْ سِوَاکَ اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَاءَ کُمُ الْفَتْحُ اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُبِیْنًا نَصْرٌ مِّنَ اللّٰہِ وَفَتْحٌ قَرِیْبٌ اَللّٰھُمَّ یَا غَنِیُّ

يَا حَمِيْدُ يَا مُبْدِئُ يَا مُعِيْدُ يَا وَدُوْدُ يَا ذَ الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ يَا فَعَّالًا لِّمَا يُرِيْدُ ط اَكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ وَاحْفَظْنِيْ بِمَا حَفِظْتَ بِهِ الذِّكْرَ وَانْصُرْنِيْ بِمَا نَصَرْتَ بِهِ الرَّسُوْلَ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

اے اللہ، اے اپنی خدائی میں تنہا اے اپنی معبودیت میں یکتا، اے موجود اے بہت بخشش کرنے والے، اے کھولنے والے، اے کرم کرنے والے، اے بہت دینے والے، اے بڑی بخشش والے، اے غنی، اے غنی کرنے والے، اے ہر رکاوٹ کے دور کرنے والے، اے بہت رزق دینے والے، اے بہت جاننے والے، اے حکمت والے، اے زندہ رہنے والے، اے قائم رکھنے والے (نگہبان) اے بڑے رحم والے، اے نہایت مہربان، اے زمین و آسمان کے موجد، اے جلال و اکرام والے، اے نہایت مہربانی کرنے والے، اے نہایت احسان کرنے والے اپنی طرف سے ایسی خیر کی روح پھونک دے جس کے ذریعہ سے تو مجھ کو تیرے ماسوا ہر ایک سے مستغنی کردے اگر تم فتح و کامیابی طلب کرو گے تو کامیابی تم کو ملے گی۔ بے شک ہم نے آپ کو کھلی فتح دے دی، اللہ کی طرف سے مدد اور فتح قریب ہے، اے اللہ اے غنی، اے تعریف کرنے والے، اے ہر چیز کے موجد اے سب کو دوبارہ زندہ کرنے والے، اے نیکوں سے محبت رکھنے والے، اے صاحبِ عرش عظمت والے، اے اپنے ارادے کو کر ڈالنے والے، کفایت فرما مجھ کو اپنے حلال کے ذریعہ اپنے حرام سے اور غنی کردے مجھ کو اپنے فضل

کے ذریعہ اپنے ماسوا سے اور حفاظت فرما میری اپنی اس قدرتِ
کاملہ کے ذریعہ جس کے ذریعہ سے تو نے قرآن کریم کی حفاظت
فرمائی اور نصرت فرما میری اپنی قدرتِ تامہ کے ذریعہ جس کے
ذریعہ سے تو نے رسول کی مدد فرمائی، یقیناً آپ ہر چیز پر کامل
قدرت رکھتے ہیں۔

☆ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس کسی کو منظور ہو کہ میرے مال کو زوال نہ ہو اور برکت اور خوشی حاصل ہو تو کہا کرے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ وَعَلَی
الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ

اے اللہ! رحمت نازل فرما اپنے بندے اور اپنے رسول محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر اور مومن مردوں اور مومن عورتوں پر اور مسلم مردوں اور مسلم عورتوں پر۔

رزقِ حلال کے لیے دعا

ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اپنے آپ کو، اپنی اولاد اور اپنے گھر والوں کو مشتبہ چیزوں اور مشتبہ کمائی سے بچائے رکھے۔ حلال روزی کی کوشش کرے، خود بھی حلال استعمال کرے اور بچوں کو بھی حلال کھلائے۔

حلال لقمے کا یہ اثر ہوتا ہے کہ دلوں میں نورانیت پیدا ہوتی ہے، عبادت اور طاعت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، دل سے غیر اللہ کا خوف نکل جاتا ہے اور صرف ایک اللہ جل جلالہ کا خوف باقی رہتا ہے، ایسے لوگوں سے اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے دین کا کام لیتے ہیں۔

حضرت حکیم الاسلام سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند قاری محمد طیب صاحب قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں امیر عبدالرحمٰن والی کابل کے دادا امیر دوست محمد کا واقعہ ہے

کہ اس کے ملک پر کسی نے چڑھائی کی، اس کی سرکوبی کے لیے اس نے ایک فوج اپنے ولی عہد شہزادے کے ساتھ بھیجی۔ دو تین دن بعد اطلاع آئی کہ شہزادے کو شکست ہوئی اور وہ بھاگتا ہوا آرہا ہے اور دشمن اس کے پیچھے ہے۔ اس سے بادشاہ اور بہت صدمہ ہوا اور کئی غم سوار ہوئے، شکست کا غم، شہزادے کی کمزوری کا غم اور قوم کی ملامت کا تو وہ اس غم کے اندر محو ہو کر گھر آیا اور بیگم کو تمام قصہ سُنایا، بیگم نے کہا:

یہ سارا قصہ غلط ہے۔ امیر نے کہا: سی آئی ڈی کی رپورٹ ہے وہ کیسے غلط ہوسکتی ہے، مگر بیگم نہ مانی کہ شکست ہرگز نہیں ہوسکتی تو بادشاہ گھر سے نکل آیا کہ ''یہ عورت ہے یہ مرغے کی ایک ٹانگ ہانکے گی''، دوسرے دن اطلاع آئی کہ وہ خبر غلط ہے، شہزادہ فتح پا کر واپس آرہا ہے، اس پر بیگم نے شہزادے کی سلامتی اور فتح یابی پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ بادشاہ نے پوچھا: تجھے کیسے معلوم ہوا تھا کہ وہ شکست نہیں کھا سکتا، تیرے پاس کیا دلیل ہے کہ میری پوری حکومت کو تو نے جھٹلایا؟

اس نے کہا: کچھ نہیں، صرف اللہ تبارک وتعالیٰ نے میری لاج رکھ لی، یہ میرا راز ہے میں اس کو فاش نہیں کرنا چاہتی، آخر اصرار کرنے پر بتایا کہ جب یہ شہزادہ میرے پیٹ میں تھا تو میں نے اس وقت سے عہد کرلیا تھا کہ میرے پیٹ میں مشتبہ لقمہ نہیں آنا چاہیے، اس لیے کہ حلال غذا سے اچھی طبیعت اور اچھے اخلاق بنتے ہیں اور حرام غذا سے طبیعت فاسد ہوتی ہے اور اخلاقِ رذیلہ پیدا ہوتے ہیں، یہ شہزادہ نو مہینے تک میرے پیٹ میں رہا اور ایک لقمہ غذا کا میں نے ایسا نہیں کھایا جو مشتبہ ہو، اس لیے اس کے اخلاق رذیل اور برے نہیں ہوسکتے، شہید ہونا اچھا خلق ہے اور پشت پھیرنا اچھا خلق نہیں، تو شہزادہ شہید تو ہوسکتا ہے اور کٹ کر مرسکتا ہے مگر پشت پھیر کر فرار نہیں ہوسکتا۔

پھر اس پر بس نہیں، بلکہ جب یہ شہزادہ پیدا ہوا، تب بھی مشتبہ غذا استعمال نہیں کی، تاکہ اس غذا سے دودھ بن کر اس کے اخلاق پر اثر انداز نہ ہو اور جب دودھ پلاتی تو وضو کر کے اور دو رکعت نفل ادا کر کے پلاتی، اس لیے ان چیزوں سے شہزادے

کے اخلاق بہت بلند ہونے چاہئیں، لہٰذا میں نے تمہاری ساری فوج اور حکومت کی بات کو جھٹلایا مگر اپنے قول سے باز نہ آئی۔ (مأخذ مجالس حکیم الاسلام، شاہ افغانستان کا ایک سبق آموز واقعہ: ۲/ ۱۶۱ تا ۱۶۵)

اس واقعہ سے اندازہ لگایئے کہ حلال لقمے کی کس قدر برکات ہیں، اس لیے پوری کوشش کیجیے کہ کوئی مشتبہ لقمہ پیٹ میں نہ جائے۔

اس کے لیے اپنے کاروبار کی تفصیلات علماء کرام اور مفتی حضرات کو بتلا کر ان سے رہنمائی حاصل کیجیے اور عورتوں کو چاہیے کہ وہ اپنے شوہر اور بیٹوں کو سمجھائیں کہ ہم قناعت والی زندگی گزار لیں گے لیکن جھوٹ، رشوت، سود وغیرہ کی لعنت سے خود بھی بچیں گے اور بچوں کو بھی بچائیں گے۔ ملازمت کرتے ہوئے اوقاتِ معینہ میں پوری ڈیوٹی صحیح طور پر امانت کے ساتھ ادا کیجیے اور اس کے ساتھ ساتھ دعاؤں کا بھی اہتمام کیجیے اور یہ دعا خصوصاً مانگیے:

اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ. (ترمذی شریف ج ۲ ص ۱۹۶)

''اے اللہ! حرام کے بدلے تو مجھے میری ضرورت کے مناسب حلال روزی عطا فرما اور اپنے فضل سے اپنے ماسوا سے بے نیاز کردے۔''

یہ بہت ہی پیاری دعا ہے حلال اور کشادہ روزی کے لیے شروع اور آخر میں دس دس مرتبہ درود شریف پڑھ کر ستر مرتبہ مذکورہ بالا دعا مانگنا بہت ہی مفید ہے۔

مال کی حفاظت کی نبوی دعائیں

چوری سے حفاظت

(۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث مرفوعاً روایت کی ہے کہ یہ آیت چوری سے امان ہے یعنی چوری سے حفاظت کے لیے ہے۔

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِى الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِىٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا

(الکھف ص ۱۵ آیت ۱۰۹ تا ۱۱۱)

فائدہ: بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ رات کو اس پر پڑھ کر اپنے گھر میں پھونک دیا کرے اور اگر کوئی شخص کہیں سے مال لاوے یا کہیں بھیجے تو اس آیت کو لکھ کر اس میں رکھ دیا کرے تو حق تعالیٰ اپنے فضل سے اس مال کو چوری ہونے سے محفوظ رکھے گا۔

مال ومتاع کی حفاظت کی دعا

(۲) حضرت زید بن اسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے والد (اسلم رحمۃ اللہ علیہ) سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے لوگ مل رہے تھے۔ ایک شخص اپنے کندھے پر اپنے ایک بیٹے کو اُٹھاتے ہوئے آیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان باپ بیٹے کی طرح میں نے کسی کوے کو بھی دوسرے کوے کا اتنا مشابہ نہیں دیکھا۔ اس شخص نے کہا: بخدا اس کی ماں نے اس (بچہ) کو موت کے بعد جنا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کیا کہتے ہو؟ یہ کیسے ممکن ہے؟

تو اس شخص نے کہا: میں فلاں جنگ میں اس کی ماں کو حاملہ چھوڑ گیا تھا۔ جاتے وقت میں نے اس کی ماں پر یہ دعا پڑھی تھی۔

اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ مَافِىْ بَطْنِكِ

''جو کچھ تمہارے شکم میں ہے اس کو اللہ کے پاس امانت رکھتا ہوں۔''

میں واپس آیا تو پتہ چلا کہ وہ انتقال کر گئیں۔ اس کے بعد ایک رات کو میں اپنے چچازاد بھائیوں کے ساتھ جنت البقیع میں بیٹھا تھا۔ اچانک دیکھا کہ قبرستان میں چراغ کی روشنی جیسی ایک خاص قسم کی روشنی نظر آرہی ہے۔ میں نے اپنے چچازاد بھائیوں سے پوچھا یہ کیا ہے؟

انہوں نے کہا: ہمیں نہیں معلوم۔ البتہ ہر رات ہی فلاں عورت کی قبر کے پاس یہ روشنی ہم دیکھتے ہیں۔ میں نے اپنے ساتھ کھدائی کے آلات لیے اور قبر کی طرف چل پڑا۔ دیکھا کہ قبر کھلی ہوئی ہے اور یہ بچہ اس کی ماں کی گود میں ہے۔ میں قریب گیا تو کسی آواز دینے والے نے آواز دی کہ: اے اپنے رب کے پاس امانت چھوڑنے والے! اپنی امانت لے لو، اگر تم اس کی ماں کو بھی ہمارے پاس امانت رکھتے تو ضرور اس کو بھی زندہ پاتے۔ تو میں نے بچہ کو اُٹھالیا اور قبر بند ہوگئی۔ (کتاب مجابی الدعوة صفحه ٤٥، مناقب امير المومنين عمر بن خطاب رضى الله عنه لابن الجوزى رضى الله عنه صفحه٦٦)

اس دعا کو پڑھیے اور نقصان کو دور کیجیے

(۳) اگر کسی کا کوئی نقصان ہو جائے تو یہ کلمات پڑھے، جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس کا نعم البدل عطا فرمائیں گے۔ وہ دعا یہ ہے:

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ اْجُرْنِيْ مِنْ مُّصِيْبَتِيْ وَاَخْلُفْ لِيْ خَيْرًا مِّنْهَا

فائدہ: ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پہلے شوہر ابوسلمہ کا جب انتقال ہوا تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہی دعا سکھائی تھی اور فرمایا تھا کہ جس کا نقصان ہو جائے اور یہ دعا پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس چیز سے بہتر عطا فرمائے گا۔ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اپنے دل میں سوچ رہی تھی کہ ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہتر خاوند مجھ کو اور کون سا ملے گا۔ اس واقعہ کو ابھی کچھ

ہی روز گزرے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے نکاح فرمالیا۔ اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ یہ اس دعا کی برکت ہے جس کا ظہور ایسا ہوا ہے۔

کسی چیز کے گم ہونے یا غلام اور نوکر وغیرہ کے بھاگنے پر دعا

اَللّٰھُمَّ رَادَّ الضَّآلَّةِ وَھَادِیَ الضَّلَالَةِ اَنْتَ تَھْدِیْ مِنَ الضَّلَالَةِ ارْدُدْ عَلَیَّ ضَآلَّتِیْ بِقُدْرَتِکَ وَسُلْطَانِکَ فَاِنَّھَا مِنْ عَطَآءِکَ وَفَضْلِکَ.

(۴) اے اللہ! گم ہوئی چیزوں کو واپس لانے والے اور بھٹکے ہوئے کو راہ دکھانے والے تو ہی بھٹکتے ہوئے کو راستہ دکھاتا ہے۔ تو اپنی قدرت اور طاقت سے میری کھوئی ہوئی چیز مجھ کو واپس دلا دے، اس لیے کہ وہ چیز تیری ہی دی ہوئی ہے اور تیرے ہی انعام اور فضل سے ہے۔ (حصن حصین)

روزی کا انجام

حضرت عمرو ابن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، خدا کی قسم میں تمہارے فقر و افلاس سے نہیں ڈرتا ہوں، البتہ مجھے ڈر ہے کہ دنیا تم پر کشادہ کر دی جائے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر کشادہ کی گئی تھی۔ پھر دنیا کی محبت و رغبت میں اُسی طرح گرفتار ہو جاؤ جس طرح تم سے پہلے لوگ گرفتار ہوئے تھے اور یہ دُنیا پھر تم کو ہلاک کر دے جس طرح تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کیا تھا۔

(بخاری و مسلم)

کیونکہ ضرورت سے زائد دنیا ہی غفلت اور گمراہی کا سبب بنتی ہے۔ چونکہ دُنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے، البتہ مالداری اس شخص کو مضر نہیں جو اللہ سے ڈرتا ہو۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب تو دیکھے کہ خداوند تعالیٰ بندہ کو باوجود اس کے گناہ کرنے کے دنیا کی محبوب ترین چیزیں عطا فرماتا ہے تو سمجھ لے یہ استدراج ہے (یعنی ڈھیل اور مہلت ہے) پھر آپ نے یہ آیت تلاوت

فرمائی فَلَمَّا نَسُوْا سے ..... فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ تک۔

ترجمہ: ''جب کافر اس نصیحت کو بھول گئے جو ان کو کی گئی تھی تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیے یہاں تک وہ ان دی ہوئی چیزوں پر اترانے لگے پھر اچانک ہم نے ان کو عذاب میں پکڑ لیا اور وہ حیران رہ گئے''۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ، جو شخص اپنی دُنیا کو عزیز و محبوب رکھتا ہے۔ (اس قدر محبوب رکھتا ہے کہ خدا کی محبت پر غالب آجائے) وہ اپنی آخرت کو نقصان پہنچاتا ہے۔ پس تم اس چیز کو اختیار کرو جو باقی رہنے والی ہے اور اس چیز کو چھوڑ دو جو فنا ہو جانے والی ہے۔

آخری بات: زندگی کی کشتی کو دنیا کے سمندر میں شریعت کی حفاظت میں چلاتے رہو گے تو آخرت کی منزل تک سلامتی سے پہنچ جاؤ گے۔ اور منزل کی کامیابی نصیب ہوگی۔ اور اگر زندگی کی کشتی کو دنیا کے سمندر میں ڈوبا دو گے تو فنا ہو کر نامُراد ہو جاؤ گے۔ جو آخرت کو اپنا مقصد اور نصب العین بنائے گا اللہ تعالیٰ اس کے دل میں سکون اور اطمینان نصیب کریں گے۔ اور اس کی روزی آسان کر دیں گے اور جو آخرت کو پسِ پشت ڈال دیتا ہے اور دُنیا کو مقصد اور نصب العین بنالیتا ہے اس کے دل میں پریشانی اور بے چینی رہتی ہے اور روزی اتنی ہی حاصل ہوتی ہے جو تقدیر میں لکھی ہوتی ہے۔ حرص اور لالچ کرنے سے تقدیر سے زیادہ نہیں ملتی ہے۔ خوب سمجھ لو۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ چار باتیں ہیں اگر وہ تجھ میں پائی جائیں تو دُنیا کی چیزیں نہ ملنے کا کوئی غم نہیں۔

پہلی: امانت کی حفاظت کرنا

دوسری: سچی بات کہنا

تیسری: اخلاق کا اچھا ہونا

چوتھی: حرام روزی سے بچنا

ترمذی وغیرہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے انسان! تو میری بندگی (تابعداری) میں لگ جا میں تیرے دل کو غنی کردوں گا ورنہ تیرے دل کو مشغول کردوں گا۔ اور تیری محتاجی بند نہیں کروں گا۔

اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا (سورۂ کہف)

مال اور اولاد دنیا کی زندگی کی زینت ہیں۔ اور باقی رہنے والی نیکیاں تیرے پروردگار کے پاس ثواب کے اعتبار سے بہت بہتر ہیں اور امید کے اعتبار سے بھی بہت بہتر ہیں۔

ہم یہاں ایسے رہے ویسے رہے
دیکھنا یہ ہے وہاں کیسے رہے

(مولانا سید سلیمان ندوی)

ایک مومن کی زندگی کی شان یہ ہے کہ وہ حلال کمائی تلاش کرے، حلال کمائی کھائے، پاکیزہ روزی حاصل کرے اور پاکیزہ روزی کھائے، تب ہی دین و دُنیا کی کامیابی ہے۔ ورنہ تو آج حرام راستے سے حاصل کی ہوئی دولت کل قیامت کے دن جان کا وبال ہوگی اور ہلاکت کا سبب بنے گی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حلال روزی عطا فرمائیں۔ اور حرام سے ہماری حفاظت فرمائیں۔ آمین ثم آمین

چھٹا باب

قرض کے مسائل

مقروض پر قرض دینے کی شرط لگانا

اس کی صورت یہ ہے کہ قرض دینے والا قرض دیتے وقت کہے: میں آپ کو اس شرط پر قرض دے رہا ہوں کہ بعد میں آپ مجھے قرض دینا۔ یا مقروض کہے: مجھے قرض دیجیے میں بعد میں آپ کو قرض دوں گا۔

قرض لیتے وقت اس شرط کا عائد کرنا درست نہیں کیونکہ اس میں قرض کے عوض فائدہ یا نفع لینے کی شرط ہے اور وہ یہ ہے کہ مقروض بعد میں اس کو قرض دے گا اور امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ ہر وہ فائدہ جو قرض کے ذریعہ سے حاصل کیا جائے سود ہے۔

علامہ ابن قدامہ تحریر کرتے ہیں:

> وان شرط ان یقرضه المقترض مرة اخری لم یجز، لان النبی ﷺ نهی عن بیع وسلف، ولانه شرط عقدا فی عقد فلم یجز. (المغنی ٦/٤٣٦)
>
> اگر اس نے یہ شرط لگائی کہ قرض لینے والا اس (یعنی قرض دینے والے) کو دوسری مرتبہ (بدلہ میں) قرض دے گا تو یہ جائز نہیں کیونکہ نبی کریم ﷺ نے خرید وفروخت کے معاملہ اور قرض (کو جمع کرنے) سے منع فرمایا ہے اور کیونکہ اس میں ایک معاملہ میں دوسرے معاملہ کی شرط لگائی گئی ہے اس لیے یہ ناجائز ہے۔

مقروض کا ہدیہ دینا

بعض لوگ قرض لینے کے بعد ادھار دینے والوں کو تحائف دیتے ہیں۔ ایسے تحائف کا قبول کرنا ناجائز ہے۔ اس بارے میں ذیل میں ایک حدیث شریف اور چند ایک صحابہ کرام اور علمائے امت کے اقوال ملاحظہ فرمائیے:

امام ابن ماجہ اور امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے

کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اذا اقرض احدکم قرضا فاهدی الیه، او حمله علی الدابة، فلا یرکبها، ولایقبله الا ان یکون جری بینه وبینه قبل ذلک. (سنن ابن ماجه ۲/۶۱)

جب تم میں سے کوئی ایک قرض دے تو وہ (یعنی مقروض) اس کو تحفہ دے یا سواری پر سوار (ہونے کی پیشکش) کرے تو وہ نہ تو اس پر سوار ہو اور نہ ہی اس (ہدیہ) کو قبول کرے۔ ہاں اگر ان دونوں کے درمیان پہلے سے اس سلسلے میں کوئی دستور رائج ہو (تو پھر کچھ مضائقہ نہیں)

امام بخاری نے ابو بردۃ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا: میں مدینہ (طیبہ) حاضر ہوا تو میں نے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی۔ انہوں نے فرمایا: کیا (ہمارے ہاں) نہیں آؤ گے کہ میں تمہیں ستو (پلاؤں) اور کھجوریں کھلاؤں اور تم ایک (ایسے) گھر میں داخل ہو گے (کہ رسول اللہ ﷺ اس میں تشریف لائے تھے)؟ پھر انہوں نے فرمایا:

انک بارض الربا بها فاش. اذا کان لک علی رجل حق، فاهدی الیک حمل تبن او حمل شعیر او حمل قت، فلا تاخذه، فانه ربا. (صحیح بخاری ۷/۱۲۹)

تم ایسی سرزمین میں ہو جہاں سود عام ہے۔ جب تمہارا کسی پر قرض ہو، پھر وہ تمہیں گھاس کا یا جَو کا یا چارے کا ایک گٹھا تحفہ کے طور پر بھیجے تو بھی نہ لو، کیونکہ بلاشبہ وہ سود ہے۔

علامہ عینی حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے اس قول کی شرح میں تحریر کرتے ہیں:

ای فان قبول هدیة المستقرض جار مجری الربا من

حیث انه زائد علی ماأخذه منه المستقرض.

(عمدة القادری ۱۶/۲۷۷)

یعنی قرض خواہ کا ہدیہ قبول کرنا سود ہی کے حکم میں ہے کیونکہ وہ اس کے لیے ہوئے قرض پر اضافہ ہے۔

امام عبدالرزاق نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

اذا اسلفت رجلا سلفا فلا تقبل منه هدية كراع.

(مصنف ابن ابی شیبه ۱۸/۱۴۳)

جب تو کسی آدمی کو قرض دے تو اس سے پایہ کا بھی تحفہ قبول نہ کرو۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے:

انه قال فی رجل: كان له علی رجل عشرون درهما. فجعل يهدی اليه، وجعل كلما اهدی اليه هدية باعها حتی بلغ ثمنها ثلاثة عشر درهما، فقال ابن عباس رضی الله عنهما: لا تاخذ منه الا سبعة دراهم. (سنن کبریٰ ۵/۵۷۲)

یقیناً انہوں نے اس شخص کے بارے میں فرمایا کہ جس کے ایک دوسرے شخص کے ذمہ بیس درہم تھے اس (یعنی مقروض) نے اس کو تحائف دینے شروع کیے اور جب بھی وہ اس کو ہدیہ دیتا، تو وہ (یعنی قرض خواہ) اس کو فروخت کر دیتا یہاں تک کہ فروختگی سے جمع شدہ رقم تیرہ درہم ہوگئی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے (اس شخص) کو فرمایا: (اب) تم اس سے صرف سات درہم لو۔

امام بیہقی نے سالم بن ابی الجعد سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا:

كان لنا جار سماك، عليه لرجل خمسون درهما، فكان يهدی اليه السمک، فاتی ابن عباس رضی الله

تعالٰی عنهما فساله عن ذلک، فقال: قاصه بما اهدی اليک. (سنن کبریٰ ۵/ ۵۷۲)

ہمارا ایک پڑوسی مچھیرا تھا کسی شخص کے اس کے ذمہ پچاس درہم تھے۔ وہ اس کو مچھلی بطورِ تحفہ دیتا رہا۔ قرض دینے والے نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہو کر اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: جس قدر مچھلی اس نے بطورِ تحفہ تمہیں دی ہے، اس کی قیمت (اصل رقم سے) منہا کر دو۔

امام عبد الرزاق نے ابو اسحٰق سے روایت نقل کی ہے کہ ایک شخص ابن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا:

انی اقرضت رجلا قرضا، فاهدی لی هدية.

بے شک میں نے ایک شخص کو قرض دیا تھا تو اس نے مجھے تحفہ دیا ہے۔

انہوں نے فرمایا:

اردد اليه هديته او اثبه. (مصنف عبد الرزاق ۸/ ۱٤٤)

اس کا تحفہ اس کو واپس کر دو، یا اس کو (اس کا) بدل دو۔

ایک دوسری روایت میں ہے:

او احسبها له مما عليه (ایضاً ۸/ ۱۱٤٤)

یا اس کے ذمہ جو (قرض) ہے، اس میں سے اس (ہدیہ کی قیمت) کو شمار کر لو۔

امام مالک اس بارے میں فرماتے ہیں:

لا تقبل هدية المديون مالم يكن مثلها قبل او حدث موجب لها. (شرح طیبی ۷/ ۲۱۳٦)

پہلے سے مروجہ باہمی یا ہدیہ دینے کے کسی نئے (شرعی) سبب کے بغیر مقروض کا تحفہ قبول نہ کیا جائے گا۔

مقروض سے خدمت یا مہمانی لینا

اس بارے میں علامہ ابن قدامہ نے امام ابن ابی موسیٰ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے بیان کیا:

ولو اقرضه قرضا، ثم استعمله عملا، لم يكن ليستعمله مثله قبل القرض، كان قرضا جر منفعة ولو استضاف غريمه، ولم تكن العادة جرت بينهما بذلك، حسب له ما اكله (المغنی ٦/ ٤٣٨)

اور اگر اس نے دوسرے شخص کو قرض دیا، پھر اس سے کوئی ایسا کام لیا، جو کہ قرض دینے سے پیشتر نہیں لیتا تھا تو یہ وہ قرض ہے کہ اس نے فائدہ کمایا۔ (اور ایسا قرض دینا حرام ہے) اور اگر اس نے قرض خواہ کی مہمانی کی اور اس سے پہلے ان کے درمیان ایسی صورت نہ تھی تو قرض خواہ نے جو کھایا اس کا حساب کیا جائے گا (یعنی کھانے کے بقدر رقم مقروض کے قرضے سے منہا کر دی جائے گی)

بینک سے لیا ہوا قرض معاف کرانا

اگر کوئی شخص سرکاری بینک سے قرض لے اور ناگزیر وجوہات کی وجہ سے قرض ادا کرنے سے قاصر ہو تو وزیر اعظم یا دوسرے بااختیار حکام کے معاف کر دینے سے وہ شخص قرض سے بری ہو جائے گا اور اگر کسی غیر سرکاری بینک سے قرض لے تو قرض کی ادائیگی سے بری ہونے کے لیے بینک کے اصل مالکوں یا ان کے مقرر کردہ بااختیار افسروں سے معاف کرانے سے معاف ہو جائے گا، وزیر اعظم یا دوسرے حکام کے معاف کر دینے سے قرض سے بری نہیں ہوگا۔

حلال وحرام سے مخلوط مال سے قرض لینا

جس شخص کی آمدنی حلال ہو اس سے قرض لینا جائز ہے اور جس کی آمدنی حرام ہے تو اس حرام آمدنی سے قرض لینا اور استعمال کرنا درست نہیں اور جس کی آمدنی حلال اور حرام سے اس طرح مخلوط ہو کہ ایک دوسرے سے غیر ممتاز ہو تو اس کی غالب آمدنی اگر حلال کی ہے تو اس سے قرض لینا اور اس کو استعمال کرنا جائز ہے اور اگر غالب آمدنی حرام کی ہے تو اس سے قرض لینا اور اس کو استعمال کرنا درست نہیں۔

(المبسوط للسرخی: ج ۱۰، ص۱۹۶؛ هندیه: ج ٤، ص۳٤۳)

قرض دینے والے کو کم نفع پر مال بیچنا

اگر قرض دیتے وقت یہ طے ہوا تھا کہ قرض دار قرض خواہ کو اس قرض کے عوض کم منافع پر مال فروخت کرے گا تو ایسی صورت میں یہ سود ہے اور بلاشبہ ناجائز اور حرام ہے اور اگر قرض دیتے وقت یہ طے نہیں ہوا تھا بلکہ قرض دار بلا کسی شرط کے تبرعاً کم منافع سے مال فروخت کرتا ہے تو ایسی صورت میں اس طرح کم منافع پر مال فروخت کرنا جائز ہے۔(درمختار ٥: ١٦٦)

قرض کی وجہ سے کرایہ کم کرنا

کرایہ داری کے معاملہ میں اگر کرایہ دار مالک مکان کو ایڈوانس رقم ادا کرے اور اس کی وجہ سے مالک مکان کرایہ میں کمی کرے اور اس طرح کا یہ معاملہ کرایہ داری کے شروع میں کیا جائے تو شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں، جائز ہے، اور اگر مالک مکان کو قرض دینا مقصود ہو ایڈوانس دینا مقصود نہ ہو اور اس قرض کی وجہ سے مکان کم کرایہ پر دیا جائے تو اس میں سود کا شبہ ہے اس لیے اس طرح قرض کا معاملہ کرنے سے بچنا چاہئے کیونکہ سود کے شبہ سے بھی بچنے کا حکم دیا گیا ہے۔

(مشکوٰة: ص٢٤٦: اعلاء السنن: ج ١، ص ٤٩٨: در مختار: ج ٥، ص ١٦٦)

قرض کی ادائیگی میں قیمت کا اعتبار نہیں

قرض کے بارے میں شریعت کا اصول یہ ہے کہ قرض لینے کے بعد اس کا مثل مقدار میں برابری کے ساتھ واپس کیا جائے قرض میں لی ہوئی چیز کی قیمت کا اعتبار نہیں ہے اسی وجہ سے ان چیزوں کو قرض میں دینا جائز نہیں ہے جن کا مثل نہ ہو جیسے حیوانات اور مثل سے مراد ہے صورت میں مشابہ ہونا۔ ایک چیز اگر دوسری چیز کی صورت کے ساتھ مشابہ نہ ہو لیکن قیمت میں برابر ہو تو وہ دونوں چیزیں ایک دوسرے کا مثل نہیں ہیں، یہی وجہ ہے کہ اگر دو جانور قیمت میں برابر ہوں تب بھی وہ دونوں ایک دوسرے کی مثل قرار نہیں پائیں گے اور شرعاً ایک جانور قرض دے کر اس کی قیمت کے مساوی دوسرا جانور قرض میں واپس لینا جائز نہیں ہے۔ اس کی وضاحت اس مسئلہ سے بھی ہوتی ہے کہ اگر ایک کلو گندم ادھار لیا ہے تو بعد میں ادائیگی کے وقت ایک کلو گندم ہی واپس کیا جائے گا اگر چہ اس کی قیمت میں کمی بیشی آ چکی ہو۔ معلوم ہوا کہ مثل میں صورت و مقدار کا اعتبار ہے قیمت کا اعتبار نہیں ہے۔

کرنسی نوٹ جو کہ ثمن عرفی یعنی اعتباری مال ہے، قرض کی ادائیگی میں ان کا حکم بھی یہی ہے کہ جتنے کرنسی نوٹ ادھار دیے ہیں اتنے ہی کرنسی نوٹ واپس لئے جائیں خواہ ان کی قیمت میں فرق آ گیا ہو۔

یہ بات واضح ہے کہ افراطِ زر کی وجہ سے روپے کی قدر و مالیت میں کمی آ جائے تو بنک سے اضافی رقم یا سود تلافی کی نیت سے لینا جائز نہیں ہے کیونکہ روپے کی قدر میں کمی کا سبب بنک نہیں ہے بلکہ یہ روپے اگر مالک کے پاس ہوتے تب بھی ان کی قدر میں عمومی حالات کی وجہ سے کمی واقع ہو جاتی بالکل اسی طرح اگر بنک کے بجائے کسی دوسرے شخص کو روپے ادھار دیے اور قرض کی واپسی کے وقت روپے کی قدر میں کمی واقع ہو چکی ہو تو مقروض سے اس کمی کا تاوان لینا جائز نہیں ہے اور یہ تاوان و اضافہ سود کے حکم میں ہوگا، اس لیے کہ روپے کی قدر میں کمی کا سبب مقروض نہیں ہے بلکہ یہ

روپے اگر قرض دینے والے کے پاس ہوتے تب بھی یہ کمی واقع ہوتی۔

روپے کی قدر سونے سے منسلک کرنا درست نہیں

روپے کی قدر و مالیت میں کمی بیشی کے معیار کو سونے کے ساتھ منسلک کرنا بھی صحیح نہیں ہے اس لیے کہ سونے کی قیمت مستقل نہیں رہتی بلکہ اس کی قیمت میں بھی عمومی حالات رسد و طلب اور اسمگلنگ کے اثرات کی وجہ سے کمی بیشی آتی رہتی ہے بسا اوقات روپے کی قدر متوازن رہتی ہے جبکہ سونے کی قیمتوں میں اتار چڑھاؤ آتا رہتا ہے۔

آج کل سونا، چاندی، اجناس اور کرنسی ہر ایک کی حیثیت مالیت کی کمی بیشی ہونے میں ایک جیسی ہوئی ہے کسی ایک کو قرار حاصل نہیں ہے اور کسی کو بھی معیار نہیں بنایا جاسکتا۔ البتہ قرض دینے والا یہ کرسکتا ہے کہ جس کی قیمت میں زیادہ کمی بیشی نہ ہو وہی چیز بعینہٖ ادھار دے اور بعد میں اسی کا مثل اس کے بقدر واپس لے۔ یہ کرنا جائز نہیں ہے کہ ایک چیز ادھار دی جائے اور بعد میں اس کی قیمت واپس لی جائے جبکہ بازار میں وہ چیز موجود اور رائج ہو۔ اسی طرح یہ بھی جائز نہیں ہے کہ روپے ادھار دیتے وقت سونے کی قیمت دیکھ لی جائے کہ اتنے روپے میں کتنا سونا حاصل ہوتا ہے اور پھر واپسی میں اتنے ہی سونے کی قیمت کے بقدر روپے واپس لئے جائیں۔ یعنی ادھار کا لین دین روپے میں ہو لیکن اس کی قیمت کا حساب سونے کی قیمت سے کیا جائے یہ جائز نہیں ہے۔ البتہ جائز ہے کہ سونا ادھار دیا جائے اور بعد میں سونا ہی واپس لیا جائے۔

روپے کو سونے سے متعلق کرنے کی وجہ اگر یہ ہو کہ روپے کے پیچھے سونا ہوتا ہے تو یہ بھی صحیح نہیں ہے اس لئے کہ اب یہ مسلمہ بات ہے کہ روپے جاری کرنے اور ان کی قدر مقرر کرنے میں ملک میں موجود سونے کو نہیں دیکھا جاتا بلکہ اس سے قطع نظر دوسرے حالات کی روشنی میں اس کی قدر طے کی جاتی ہے۔

اعتباری کرنسی کا مسئلہ جدید نہیں ہے بلکہ یہ اس زمانہ میں بھی رائج تھا جبکہ

چاندی کے دراہم چلتے تھے، اس زمانے میں بعض دراہم ایسے ہوتے تھے کہ ان میں چاندی مغلوب اور غیر چاندی غالب ہوتی تھی اور بعض ایسے بھی ہوتے تھے کہ جو چاندی کے علاوہ کسی دوسرے دھات کے تھے جنہیں فلوس کہا جاتا تھا ان کی قیمت و مالیت میں کمی بیشی ہوتی رہتی تھی۔ ان فلوس کے بارے میں فقہاء احناف کا اجماعی حکم یہ ہے کہ جب تک یہ بطور ثمن رائج ہوں تو قرض کی ادائیگی اور دوسرے احکام میں ان کی مالیت میں کمی بیشی ہونے کا اعتبار نہیں بلکہ جتنے فلوس ادھار لئے تھے اتنے ہی فلوس واپس کیے جائیں گے خواہ ان کی قیمت میں فرق آچکا ہو۔

البتہ جب ان کی ثمن ہونے کی حیثیت ختم ہوجائے جسے فقہاء نے کساد ہونے سے تعبیر کیا ہے تب فقہاء احناف نے اختلاف کیا ہے کہ کیا چیز واپس کی جائے؟ وہی کسادشدہ فلوس واپس کیے جائیں یا ان کی قیمت، اور قیمت کون سے دن کی معتبر ہوگی؟

کرنسی کی قدر کم ہونے سے قرض میں فرق نہیں ہوگا

مندرجہ بالا بحث اور فقہاء کے حکم سے یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ موجودہ کرنسی یعنی روپے کی قیمت میں اگر حکومت کمی کردے اور کسی دوسری کرنسی مثلاً ڈالر کے مقابلے میں اس کی قدر میں کمی واقع ہوجائے تب بھی قرض اور دین کی ادائیگی عدد میں مساوات کے ساتھ ہوگی قیمت میں مساوات نہیں لی جائے گی۔ اس لئے حکومت کی طرف سے کمی کا اثر پورے ملک میں یکساں طور پر واقع ہوگا، اس کمی کے عمل میں مقروض و مدیون کا اپنا کوئی دخل نہیں ہے۔ اگر یہی روپے قرض دینے والے کے پاس ہوتے تب بھی کمی واقع ہوجاتی اور وہ اس سے متاثر ہوجاتا۔

چیزوں کے مہنگا ہونے کی وجہ سے روپے کی قوت خرید میں جو کمی واقع ہوتی ہے وہ بسا اوقات اتنی ہمہ گیر اور وسیع نہیں ہوتی بلکہ اس کا اثر ایک شہر یا ایک صوبے میں ظاہر ہوتا ہے جبکہ دوسرے شہر یا صوبے میں اس کے برعکس معاملہ ہوتا ہے لیکن حکومت

کی طرف سے ڈالر کے مقابلے میں جو کمی واقع کی جاتی ہے وہ ہمہ گیر ہوتی ہے اور ہر شہری کی ملکیت میں موجود روپے ڈالر کے مقابلے میں کچھ کم ہو جاتے ہیں البتہ اس سے داخلی ملکی معاملات میں ابتدائی طور پر کوئی خاص فرق ظاہر نہیں ہوتا۔ لہٰذا جس کمی سے ہر شہری جبری طور پر متاثر ہو اس کمی کا تاوان مقروض و مدیون سے وصول کرنا مناسب نہیں ہے۔ البتہ اگر حکومت کرنسی ہی بدل دے اور جس کرنسی میں قرض لیا تھا وہ کرنسی منسوخ ہو جائے تو اس کا حکم دوسرا ہے۔

موجودہ زمانہ میں عالمی سطح کے محقق و ماہر علماء کی ''اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ'' کی کونسل نے اپنے اجلاس منعقدہ کویت ۱۴۰۹ھ (۱۹۸۸ء) میں کرنسی کی قیمت میں تبدیلی کے موضوع پر اراکین اور علماء فقہاء اور ماہرین معیشت کی طرف سے پیش کئے گئے مقالات پر غور وخوض اور ان پر ہونے والے بحث ومباحثہ کو سننے کے بعد یہ قرارداد منظور کی کہ کسی کرنسی میں واجب شدہ دین کی ادائیگی میں اعتبار مثلیت کا ہوگا، قیمت کا اعتبار نہیں کیا جائے گا اس لئے کہ تمام دیون مثلیت کے ساتھ قابل ادائیگی ہوتے ہیں لہٰذا کسی شخص کے ذمہ جو دیون واجب ہوں خواہ وہ کسی طرح بھی واجب ہوئے ہوں۔ ان کو قیمت کے اشاریے (Price Index) سے وابستہ کرنا جائز نہیں۔ (قراردادیں اور سفارشات: ص ۱۱٤)

فی الدر المختار: القرض هو عقد مخصوص يرد على دفع على مثلى لآخر ليرد مثله وصح فى مثلى) هو كل ما يضمن بالمثل عند الاستهلاک (لا فى غيره) من القيميات كحيوان وحطب وعقار

وفى رد المحتار: الكساد هو ترک التعامل بالفلوس ونحوها، وان استقرض دانق فلوس او نصف درهم فلوس ثم رخصت او غلت لم يكن عليه الا مثل عدد الذى اخذه وكذلک لو قال اقرضنى عشرة دراهم غلة

بدينار فأعطاه عشرة دراهم فعليه مثلها ولا ينظر الى غلاء الدراهم ولا الى رخصها وكذلك كل ما يكال ويوزن فالقرض فيه جائز وكذلك ما بعد من البيض والجوز. وفي الفتاوىٰ الهندية استقرض حنطة فاعطىٰ مثلها بعد ما تغير سعرها يجبر المقرض على القبول.

(در المحتار: ج٤، ص١٩١، ١٩٢)

وفي البدائع: (ج٥، ص٢٤٢): ولو اشترى بفلوس نافقة ثم رخصت قيمتها او غلت قبل القبض لا ينفسخ البيع بالاجماع وعلى المشترى ان ينقد مثلها عدداً ولا يلتفت الى القيمة ههنا لان الرخص او الغلاء لا يوجب بطلان الثمنية الاخرى لان الدراهم قد ترخص وقد تغلو وهي على حالها اثمان: ولو استقرض فلوساً نافقة وقبضها ولم تكسد لكهنا رخصت او غلت فعليه رد مثل ما قبض بلا خلاف لما ذكرنا ان صفة الثمنية باقية.

(وكذا في بحوث قضايا فقهية: ص ١٧٤)

مروجہ کمیٹی بی، سی کا مفصل حکم

مروجہ کمیٹی یا بی، سی کی حقیقت پر غور کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ یہ جائز قرض کی ایک صورت ہے کیونکہ کمیٹی کا مفہوم یہ ہے کہ چند افراد آپس میں یہ معاہدہ کرتے ہیں کہ ان میں سے ہر شخص ہر ماہ ایک مقررہ رقم جمع کرائے گا اور پھر یہ جمع شدہ رقم انہی میں سے ایک شخص کو بطور قرض دیدی جائے گی اور وہ شخص آئندہ اقساط کی شکل میں اس قرض کو واپس لوٹائے گا۔ اس طرح ہر ماہ جمع کی جانے والی رقم باری باری ''کمیٹی'' میں شریک ہر فرد کو بطورِ قرض دیدی جاتی ہے اس کا فائدہ محض یہ ہے کہ ایک شخص کو

یکمشت کثیر رقم قرض مل جاتی ہے۔اوراقساط کی شکل میں ادائیگی کی وجہ سے اس قرض کی واپسی میں سہولت ہوتی ہے اوراس میں سود یا اضافی رقم کی شرط نہیں لگائی جاتی۔ گویا حاصل اس معاملہ کا یہ ہوا کہ ایک شخص بیک وقت کئی اشخاص سے قرض حاصل کر رہا ہے اور آئندہ اقساط کی شکل میں وہ اس قرض کولوٹا تا ہے اور ظاہر ہے کہ اس معاملۂ قرض میں شرعاً کوئی قباحت نہیں۔فقہاء کرام رحمۃ اللہ علیہم نے قرض کی جوتعریف کی ہے مذکورہ معاملہ اس میں داخل ہے۔

قال فی الدر المختار (ج٥، ص١٦١): هو لغة ما تعطيه لتتقاضاه وشرعا ماتعطيه من مثلي لتتقاضاة، وفي التنوير: هو عقد مخصوص يرد علي دفع المال مثلي لآخر ليرد مثله وصح في مثلي لافي غيره.

رہا یہ اشکال کہ اس میں قرعہ اندازی استحقاق کے لئے ہوتی ہے سوغور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں قرعہ اندازی استحقاق رقم کے لئے نہیں بلکہ تعیین مقروض کے لئے ہوتی ہے اس لئے کہ بی،سی کا معاملہ کرنے والے آپس میں یہ معاہدہ کر لیتے ہیں کہ جمع کردہ رقم شرکاء میں سے ہرایک کو باری باری ملے گی بطور قرض۔

اب باری باری قرض دینے کے لئے وہ یہ بھی کر سکتے ہیں کہ بغیر قرعہ اندازی کے سب سے پہلے ایک شخص کوقرض دیدیں پھر دوسرے کو پھر تیسرے کواور اس طرح آخری شخص تک چنانچہ بہت سی جگہوں میں قرعہ اندازی کے بغیر ہی باہمی رضامندی سے باریاں طے کرلی جاتی ہیں۔

لیکن چونکہ بعض اوقات ہر شخص سب سے پہلے قرض لینے کا خواہشمند ہوتا ہے اس لئے وہ باہمی رضامندی سے قرعہ اندازی کرتے ہیں اور جس کا نام نکلے،جمع شدہ رقم اسی کو دیدی جاتی ہے۔پس قرعہ اندازی کا مقصد مقروض کی اولیت وثانویت کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہوتا۔

اور ظاہر ہے کہ جہاں کسی معاملے میں ایک سے زائد جائز راستے ہوں تو ایک

کے تعین کے لئے قرعہ اندازی کرنا حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی جائز ہے۔

• جیسے کوئی شخص بیک وقت چار عورتوں سے نکاح کرے تو اس کے لئے یہ جائز ہے کہ کسی ایک سے ''قسم'' کا آغاز کرے اور یہ بھی جائز ہے کہ وہ قرعہ اندازی کرے اور جس کا نام نکلے اسی سے ''قسم'' (باری) کا آغاز کرے اور جیسے کہ کسی مشترک چیز مثلاً مکان، مشین کے باری باری استعمال کرنے میں (جسے شرعی اصطلاح میں ''تھائیو'' کہا جاتا ہے) باہمی رضامندی سے بھی اور قرعہ اندازی سے بھی باریاں متعین کرکے باری باری اس شئی کو استعمال کرلینا جائز ہے جیسا کہ کتبِ فقہ میں مصرح ہے۔

اسی طرح ''بی، سی'' کی جمع کردہ رقم باہمی اتفاق رائے سے بغیر قرعہ اندازی باری باری ہر ایک کو دینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اسی طرح اگر مقروض کی باری کا تعین قرعہ اندازی کے ذریعے کیا جائے تو اس میں بھی شرعاً کوئی حرج نہیں اس لئے کہ اس قرعہ اندازی کا استحقاق رقم سے کوئی تعلق نہیں۔

اور جن فقہی عبارتوں میں قرعہ اندازی کے قمار ہونے کا ذکر ہے ان کا تعلق ان مواقع سے ہے جہاں قرعہ میں نام نکلنے والا شخص ہی بغیر کسی دوسری حجت شرعیہ کا مستحق قرار پاتا ہے اور دوسرا شخص باوجود سبب استحقاق میں شریک ہونے کے بالکلیہ محروم ہوجاتا ہے جیسے مسئلہ دعویٰ نسب، دعویٰ ملکیت مال اور تعین مطلقہ میں ہے۔ اس سلسلہ میں ''عناية على الهدايه'' کی عبارت ملاحظہ ہو:

قوله: (والقرعة لتطييب القلوب) جواب الاستحسان والقياس ياباها لانه تعليق الاستحقاق بخروج القرعة وذالک قمار ولهذا لم يجوز علماء نا استعمالها فى دعوى النسب ودعوى المال وتعيين المطلقة.....

وليس فى معنى القمار لان اصل الاستحقاق فيه يتعلق بما يستعمل فيه واما ما نحن فيه فليس كذلک لان القاسم لو قال: انا عدلت فى القسمة فخذ انت هذا

الجانب وانت هذا الجانب كان مستقيما. (عنايه على

فتح القدير: ج۸، ص ۳٦۳، باب كيفية القسمة)

مسئلہ زیر بحث میں قرعہ اندازی سے وہ شرکاء کو محروم کر کے ایک کو مستحق قرار دینا قطعاً مقصود نہیں ہوتا بلکہ اس میں بھی ''قسمة'' اور ''تھائیو'' کی طرح شرکاء باہمی رضامندی سے بغیر قرعہ اندازی کے ایک شخص کو بطور مقروض منتخب کر سکتے ہیں لیکن وہ باہمی خلفشار سے بچنے کے لئے قرعہ اندازی کر کے قرض لینے والے کی باری کا تعین کر لیتے ہیں قرعہ اندازی کے ذریعے وہ رقم کی ملکیت کا نہیں بلکہ قرض دیے جانے کا مستحق قرار پاتا ہے اگر وہ رقم کی ملکیت کا مستحق ہوتا اور یہ رقم قرض نہ ہوتی تو بعد میں اس رقم کو قسط وار واپس کرنے کا کیا معنیٰ؟

لہٰذا جس طرح قسمت میں قرعہ اندازی کرنے سے چونکہ کسی کا حق فوت نہیں ہوتا اس لئے اس میں قرعہ اندازی جائز ہے اسی مذکورہ معاملہ میں بھی کسی کا حق بالکلیہ فوت نہیں ہوتا کیونکہ ہر شخص کو اس کی ادا کردہ رقم اس کی باری آنے پر واپس مل جاتی ہے۔

حضرت ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے فتح القدیر (ج ۴، ص ۲۸۴، باب عتق احد العبدین) میں قرعہ اندازی کے متعلق تفصیلی بحث فرمائی ہے اس کا مندرجہ ذیل اقتباس ہمارے مذکورہ مؤقف کی تائید کرتا ہے۔

ونحن لا ننفى شرعية القرعة فى الجملة بل نثبتها شرعاً لتطييب القلوب ودفع الاحقاد والضغائن كما فعل عليه الصلوٰة والسلام للسفر بنسائه فانه لما كان سفره بكل من شاء منهم جائزاً الا انه ربما يتسارع الضغائن الى من يخصها من بينهن، مكان الأقراع لتطييب قلوبهن و كذا اقراع القاضى فى الأنصباء المستحقه، والبداية بتحليف احد المتحالفين، انما هو لدفع ما ذكرنا من تهمة الميل، والحاصل انها انما تستحمل فى المواضع التى يجوز

ترکها فیها لما ذکرنا من المعنی ومنه استهام زکریا علیه السلام معهم علی کفالة مریم علیها السلام کان لذلک، والا فهو کان احق بکفالتها لأن خالتها کانت تحته، واللّٰه اعلم. فاما ان یتعرف بها الاستحقاق بعد اشتراکهم فی سببه فاولی منه ظاهر التوزیع لان القرعة قد تؤدی الی حرمان المستحق بالکلیة.

اس عبارت میں ''والحاصل انها انما تستعمل فی المواضع التی یجوز ترکها فیها.'' اس بات پر صریح ہے کہ اگر کسی موقع پر فیصلہ کا مدار محض قرعہ اندازی نہ ہو بلکہ اس کے علاوہ کوئی دوسرا جائز راستہ بھی موجود ہو تو تطییبِ قلوب، یا جانبداری کی تہمت سے بچنے کے لئے قرعہ اندازی بھی جائز ہے، مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ نے مفہوم مذکور کو واضح انداز میں بیان فرمایا ہے۔ ان کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔

''قرعہ اندازی کے ذریعہ نہ کسی کا حق ثابت کیا جاسکتا ہے نہ کسی کو مجرم قرار دیا جاسکتا ہے۔ مثلاً قرعہ اندازی کے ذریعے کسی کو چور ثابت نہیں کیا جاسکتا۔ اسی طرح اگر دو آدمیوں میں اختلاف ہو کہ فلاں جائیداد کس کی ملکیت ہے تو قرعہ کے ذریعے اس کا فیصلہ نہیں ہوسکتا، ہاں قرعہ اندازی اس موقع پر جائز بلکہ بہتر ہے جہاں ایک شخص کو شرعاً مکمل اختیار حاصل ہو کہ وہ چند جائز راستوں میں سے کسی بھی راستے کو اختیار کرے اب وہ اپنی مرضی سے کوئی راستہ متعین کرنے کے بجائے قرعہ ڈال کر فیصلہ کرلے مثلاً جس شخص کی ایک سے زائد بیویاں ہوں اسے سفر میں جاتے وقت یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ جس بیوی کو چاہے ساتھ لے جائے اب وہ اپنی مرضی سے ایسا کرنے کے بجائے

قرعہ اندازی کرلے تو بہتر ہے۔(معارف القرآن:۷/۴۷۸)

جیسا کہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ ''بی سی'' میں جمع شدہ رقم اگر قرعہ اندازی کے بغیر باہمی رضا مندی سے جیسا کہ بعض جگہ اسی کا رواج ہے کسی ایک کو دے دی جائے تو یہ بھی جائز ہے۔لیکن اگر قرعہ اندازی کے ذریعے ہر ایک کی باری متعین کرلی جائے تو اس میں بھی شرعاً کوئی قباحت نہیں۔

فتح القدیر کی مذکورہ عبارت کے آخری الفاظ ''لان القرعة قد تؤدی الی حرمان المستحق بالکلیة ''اس بات پر دال ہیں کہ قرعہ اندازی اس موقع پر ناجائز ہے جہاں اس کے ذریعہ کسی مستحق کو اس کے حق سے بالکلیہ محروم کیا جارہا ہو لیکن اگر کسی کو بالکلیہ محروم کرنا مقصود نہ ہو بلکہ اس کا استعمال حصوں میں سے کسی ایک حصہ کے تعین یا محض اولیت وثانویت کے تعین کے لئے ہو اور ہر صاحب حق کو اس کا حق دوسرے حصہ کی صورت میں یا نوبت بہ نوبت مل رہا ہو تو اس میں شرعاً کوئی قباحت نہیں۔اس کی واضح نظیر ''تھائیو ''اور اقراع بین النسوة الاربعة فی ابتداء القسم ہے۔

قال فی المبسوط (۷:۱۵): فاستعمال القرعة فی مثل هذا الموضع جائز عند العلماء، اجمع رحمهم الله وبهذا الحدیث قلنا اذا تزوج اربع نسوة فله ان یقرع بینهن لابدائه بالقسم لان له ان یبدا بمن شاء منهن فیقرع بینهن تطیباً لقلوبهن ونفیا لتهمة المیل عن نفسه.

رہی یہ بات کہ قرعہ میں نام نکلنے کے بعد رقم وصول کرنے کے لئے جھگڑا ہوتا ہے سو اول تو عام طور پر یہ مشاہدہ نہیں۔اگر کہیں ایسا ہوتا تو بھی یہ استحقاق جتلانے کی وجہ سے نہیں بلکہ ''بی،سی'' کا معاملہ کرتے وقت کئے جانے والے معاہدہ کی تنقید کے لئے ہوتا ہے۔جس کی رو سے شرکاء میں سے ہر ایک یہ عہد کرلیتا ہے کہ جس کا نام بھی پہلے نکلے گا جمع شدہ رقم اس کو بطور قرض دے دی جائے گی۔اور ظاہر ہے کہ قرعہ نکلنے

کے بعد رقم دینے سے انکار کرنا وعدہ خلافی ہے اور بلا عذر شرعی وعدہ خلافی گناہ ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ مروجہ ''بی، سی'' یا ''کمیٹی'' فی نفسہٖ جائز ہے، البتہ یہ حکم اس وقت ہے جب کہ اسے سود یا قمار کا ذریعہ نہ بنایا جائے کیونکہ اب یہ بات سننے میں آرہی ہے کہ بعض جگہوں میں اس کے ذریعے جوا کھیلا جارہا ہے بایں صورت کہ جس کا نام نکل آئے۔ ساری رقم اس کو مل جاتی ہے اور دوسرے شرکاء بالکلیہ محروم ہو جاتے ہیں اور جس کا نام نکلتا ہے وہ آئندہ رقم واپس بھی نہیں کرتا۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ بعض جگہوں میں کمیٹی کو مع سود کے نیلام کے طور پر فروخت کیا جاتا ہے جسے ''بی سی کی نیلامی'' کہتے ہیں۔

اگر یہ باتیں درست ہیں تو اس کے ناجائز اور حرام ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

مروّجہ سود اور رِبا کی تعریف

قرآن حکیم میں جس چیز کو بلفظ ''ربا'' حرام قرار دیا ہے اس کا ترجمہ اُردو زبان میں تنگی کے باعث عام طور پر لفظ ''سود'' سے کیا جاتا ہے، جس کی وجہ سے عموماً یہ سمجھا جاتا ہے کہ ربا اور سود دونوں عربی اور اُردو میں ایک ہی چیز کے دو نام ہیں لیکن حقیقت یہ نہیں بلکہ ربا ایک عام اور وسیع مفہوم رکھتا ہے، مروجہ سود بھی اسی کی ایک قسم یا فرد کی حیثیت میں ہے۔

مروجہ ''سود'' ایک معین مقدار روپیہ، متعین میعاد کے لئے ادھار دے کر معین شرح کے ساتھ نفع یا زیادتی لینے کا نام ہے، اور بلاشبہ یہ ''ربا'' کی تعریف میں داخل ہے، مگر ربا اس میں منحصر نہیں، اس کا مفہوم اس سے زیادہ وسیع ہے، اس میں بہت سے معاملات خرید و فروخت بھی داخل ہیں۔

زمانہ جاہلیت میں بھی عموماً ''ربا'' صرف اسی کو کہتے اور سمجھتے تھے جس کو آج سود کہا جاتا ہے، یعنی ادھار کی میعاد پر معین شرح کے ساتھ زیادتی یا نفع لینا۔

رسول اللہ ﷺ نے ربا کے معنی وسیع بیان فرما کر بہت سی ایسی صورتوں کو بھی

ربا قرار دیا جن میں ادھار کا معاملہ نہیں۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ ربا کے معنی لغت کے اعتبار سے زیادتی، بڑھوتری، بلندی کے آتے ہیں، اور شرعی اصطلاح میں ایسی زیادتی کو ربا کہتے ہیں جو بغیر کسی مالی معاوضہ کے حاصل کی جائے۔

الربا فی اللغة: الرباوة، والمراد فی الآیة: کل زیادة لایقابلها عوض. (احکام القرآن، ابن عربی)

اس میں وہ زیادتی بھی داخل ہے جو روپیہ کو ادھار دینے پر حاصل کی جائے کیونکہ مال کے معاوضہ میں تو رأس المال پورا مل جاتا ہے، جو زیادتی بنام سود یا ''انٹرسٹ'' لی جاتی ہے وہ بلا معاوضہ ہے اور خرید و فروخت کی وہ صورتیں بھی اس میں داخل ہیں جن میں کوئی زیادتی بلا معاوضہ حاصل کی جائے۔

سود قطعاً حرام ہے

سود شریعت میں قطعی حرام ہے اس کی حرمت قرآن حکیم اور صحیح احادیث سے ثابت ہے، سود کے حرام ہونے کا انکار کفر ہے اور سودی لین دین کرنا گناہ کبیرہ ہے اور ایسے مسلمان کے بُرے خاتمے کا ڈر ہے۔ (عطر هدایه)

اللہ تعالیٰ نے سود کی مذمت میں فرمایا کہ:

یمحق اللّٰه الربوٰا ویربی الصدقات (بقرہ: ۲۷۶)

اللہ سود کو مٹاتا (ضائع کرتا) ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا کہ

فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللّٰه ورسوله (بقرہ: ۲۷۹)

پھر اگر (سود) لینے سے باز نہیں آئے تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اعلان جنگ سن لو۔

تیسری جگہ ارشاد فرمایا کہ

یایھا الذین اٰمنوا لاتاکلوا الربوٰا اضعافا مضٰعفۃً ص
واتقوا اللّٰہ لعلکم تفلحون O (اٰل عمران: ۱۳۰)

اے ایمان والو مت کھاؤ سود دُونے پر دُونا اور ڈرو اللہ سے تا کہ تمھارا بھلا ہو۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ

سود کھانے والے کھلانے والے اس کی گواہی دینے والے اور اسے لکھنے والے پر اللہ کی لعنت ہے۔

ایک اور روایت میں ہے:

سود لینے والے اور دینے والے دونوں گنہگار ہیں۔

ایک اور روایت میں ہے:

سود کا مال ابتدا میں خواہ بڑھے مگر آخر کار گھٹ جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

بہر حال سود کے متعلق قرآن و حدیث میں جس قدر وعیدیں آئی ہیں وہ ہر اعتبار سے قطعی ہیں ان کو دیکھ کر کوئی مسلمان بھی اس کی جرأت نہیں کرسکتا کہ جس معاملہ میں سود کا احتمال بھی ہو اس کے پاس جائے کیونکہ حدیث میں ہے کہ

سود کے متعلق بہت قسم کے گناہ آدمی کو ہوتے ہیں جن میں سے ادنیٰ گناہ ایسا ہے جیسے کوئی اپنی ماں سے زنا کرے۔

نیز حدیث میں ہے کہ

سود سے جو آدمی ایک درہم حاصل کرے وہ چھتیس زنا سے بھی بدتر ہے۔ (مشکوٰۃ)

مسلم وغیرہ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سود کھانے والے اور دینے والے اور اس کے لکھنے والے، اور اس کی شہادت دینے والے سب پر رسول کریم ﷺ نے لعنت فرمائی ہے اور فرمایا کہ یہ سب گناہ میں برابر ہیں اسی لئے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و تابعین اور ائمہ اسلام نے اس بارے میں ہمیشہ

احتیاط کی جانب کو اختیار فرمایا ہے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''فدعوا الربوا والریبة ''یعنی سود کو بھی چھوڑ دو اور اس کے شبہ کو بھی، نیز علامہ شعبی رحمۃ اللہ علیہ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: ''ترکنا تسعة اعتبار الحلال خشیة الربوا'' (کنزالعمال) یعنی ایک چیز کے نو حصے حلال ہوں مگر دسویں حصہ میں سود کا شبہ ہو تو ہم ان نو حلال حصوں کو بھی سود کے خوف سے چھوڑ دیتے ہیں لہٰذا سود کے لین دین سے بچنا واجب ہے۔

صدقہ کرنے کی نیت سے سود لینا جائز ہے یا نہیں؟

اور اگر سود لے کر صدقہ کرنے کا ارادہ ہو تو بھی جائز نہیں کیونکہ صدقہ کرنے کی نیت سے جس طرح چوری کرنا ڈاکہ ڈالنا جائز نہیں، اسی طرح سود لینا بھی جائز نہیں۔

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی کا یہی موقف ہے جو اوپر بیان کیا گیا ہے تاہم پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش اور عرب ممالک کے بعض اہلِ علم اور اہلِ فتویٰ کا موقف اس سے مختلف ہے ان حضرات کی رائے یہ ہے کہ ان بینکوں میں بھی جمع شدہ سودی رقم وہاں چھوڑ دینے کے بجائے وہاں سے یہ رقم وصول کر کے کسی فقیر ومحتاج کی مدد کرنا بہتر ہے اور اس سے سود وصول کرنے کا گناہ بھی نہیں ہوگا کیونکہ گناہ تو اس وقت ہوگا جب سود کھانے کا ارادہ ہو اور اپنے اوپر خرچ کرے جبکہ یہاں تو اس رقم کو وہاں چھوڑنے کے بجائے فقیر ومحتاج کو ہی دینا ہے تاہم واضح رہے کہ فقیر کی مدد کرنے کی غرض سے بھی شروع سے، قصداً سودی لین دین کرنا اور سود وصول کرنا جائز نہ ہوگا ان دونوں باتوں میں فرق ملحوظ رکھنا ضروری ہے، بہرحال جو شخص ان اہلِ علم حضرات کی رائے کے مطابق عمل کرنا چاہے تو اس کی بھی گنجائش ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

سود کی اقسام

سود کی مندرجہ ذیل قسمیں ہیں:

(۱) قرض کا سود

(۲) گروی (Piedge) رکھی ہوئی چیز کا سود یعنی اس سے نفع اٹھانا

(۳) شراکت کا سود، یعنی ایک شریک دوسرے کے لئے معین (Fixed) نفع مقرر کردے اور تمام نقصانوں وفوائد کا خود ذمہ دار بن جائے۔

(۴) ناجائز خرید وفروخت کا سود، یعنی جتنی بیوع فاسدہ ہیں وہ سب سود کے حکم میں ہیں۔

(۵) ہم جنس اور ہم قدر اشیاء کے تبادلہ میں ادھار ادھار کا سود۔

(۶) ہم جنس وقدر اشیاء کے تبادلہ میں اضافہ کا سود۔(عطر بدایہ)

قرض کا سود

قرض دیتے وقت اس پر نفع کی شرط لگانا جائز نہیں ہے اور یہ نفع سود ہے اور حرام ہے، قرآن کریم نے اسی سود کو حرام قرار دیا ہے، قرض خواہ ضرورت پورا کرنے کے لئے دیا گیا ہو یا تجارت کو بڑھانے کے لئے دونوں کا حکم ایک ہی ہے۔ اگر قرض دینے والے نے قرض دیتے وقت نفع کی شرط نہیں لگائی لیکن وہاں قرض پر نفع لینے کا رواج ہے تو اس صورت میں قرض دینے والا جو نفع لے گا وہ بھی حرام ہوگا۔(عطر ھدایہ)

البتہ اگر قرض دیتے وقت نفع لینے کی نہ شرط لگائی ہو اور نہ اس کا رواج ہے اور نہ کسی فریق کو کچھ لینے ودینے کا ارادہ ہو مگر پھر بھی قرض لینے والے نے اپنی طرف سے کچھ فائدہ قرض دینے والے کو پہنچا دیا تو یہ فائدہ حرام نہیں ہوگا۔

مجبوری میں سودی قرض لینا

سود لینا اور دینا دونوں ہی گناہ اور معصیت ہیں اس لئے اصولی طور پر ظاہر ہے کہ سودی قرض لینا درست نہ ہوگا مگر کبھی ایسا قرض لینا ضرورت بن جاتی ہے، اور تجارت، کاشت اور کاروبار کے لئے ایسے قرض (Loan) لینا ناگزیر ہو جاتا ہے ان حالات میں بدرجۂ مجبوری وضرورت ایسے قرض لینے کی گنجائش ہوگی البتہ یہ اجازت اس وقت ہوگی جب آدمی اس کے لینے پر اس طرح مجبور ہو جائے کہ نہ لے تو کوئی

ذریعہ معاش فراہم نہ ہو اور بنیادی ضرورتوں کھانا کپڑا اور مکان کی تکمیل بھی ممکن نہ ہو سکے، نہ کہ محض تعیش، آرام طلبی اور معاشی معیار بلند کرنے کے لئے ایسا کرے۔

چنانچہ علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"یجوز للمحتاج الاستقراض بالربح" وفی الحموی تحتہ: وذلک نحو ان یقترض عشرۃ دنانیر مثلاً ویجعل لربھا شیئا معلوما فی کل یوم ربحا

(الاشباہ مع الحموی: ص ۱۱۵)

ضرورت مند کے لئے نفع کے ساتھ قرض مانگنا درست ہے۔ علامہ حموی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی پر شرح میں لکھا ہے کہ مثلاً دس دینار قرض لے اور ہر دن اس رقم پر نفع کی ایک متعین مقدار مالک کو ادا کرے۔

لیکن ایسی مجبوری میں بھی قرض دینے والے کے لئے سود لینا جائز نہیں حرام ہے۔

اشیاء میں سود کا لین دین

واضح رہے کہ ہر چیز کی اصل وحقیقت اس کی جنس کہلاتی ہے جیسے گندم، انار، ریشمی کپڑا، سوتی کپڑا، لوہا، اسٹیل، پیتل وغیرہ اور ان کا اعلیٰ وادنیٰ ہونا یا علاقہ کی طرف منسوب ہونا ان کی صفت ہے۔ (عطر ھدایۃ)

چیز کو کسی مخصوص پیمانہ کے ذریعہ تولنا یا وزن کرنا اس کی قدر ہے اور سود کے باب میں یہی دو چیزیں یعنی جنس وقدر معتبر ہیں اور ان دونوں چیزوں کا جب آپس میں تبادلہ کیا جائے تو جنس وقدر کے اعتبار سے چار قسمیں حاصل ہوتی ہیں۔

(۱) غیر جنس وغیر قدر، جیسے کپڑے کا چائے کی پتی سے تبادلہ

(۲) غیر جنس وہم قدر، جیسے چاول کا گندم سے تبادلہ

(۳) ہم جنس وغیر قدر، جیسے ریشمی کپڑے کا ریشمی کپڑے سے تبادلہ

(۴) ہم جنس و ہم قدر، جیسے گندم کا گندم سے تبادلہ

جب ایسی دو اشیاء کا تبادلہ کیا جائے جو ہم جنس و ہم قدر ہوں تو ان میں مساوات اور اسی مجلس میں قبضہ کرنا ضروری ہے ان میں کمی بیشی کرنا یا ادھار کرنا ناجائز اور سود ہے، نیز اعلیٰ و ادنیٰ ہونے سے حکم تبدیل نہیں ہوگا۔

اور اگر ایسی دو اشیاء کا تبادلہ ہو جو ہم جنس ہیں لیکن ہم قدر نہیں جیسے کپڑے کا کپڑے سے تبادلہ یا وہ دو اشیاء جو ہم قدر ہیں لیکن ہم جنس نہیں جیسے چاول کا گندم سے تبادلہ تو ان دونوں صورتوں میں کمی بیشی کرنا جائز ہے، لیکن ادھار ناجائز ہے اور سود کے حکم میں ہے لہٰذا ایک گز ریشمی کپڑے کے بدلے میں دو گز ریشمی کپڑا نقد لینا جائز ہے، ادھار ناجائز ہے، اسی طرح ایک کلو چاول کے بدلے میں ڈیڑھ کلو گندم نقد لینا جائز ہے لیکن ادھار ناجائز ہے۔

اگر دو اشیاء ہم قدر و ہم جنس نہ ہوں تو ان کے تبادلہ میں کمی بیشی اور ادھار دونوں جائز ہیں۔

نیز پندرہ روپے فی کلو والی ہلکی گندم کا تبادلہ (مثلاً) اگر سولہ روپے فی کلو والی عمدہ گندم سے کیا جائے تو وزن میں برابر ہونا اور دونوں طرف نقد ہونا ضروری ہے اگر اس نقصان سے بچنا چاہے تو عمدہ گندم دوسرے فریق کو روپوں کے عوض فروخت کردے (اگرچہ دوسرے فریق کے پاس نقد روپے موجود نہ ہوں) پھر اس سے ان روپوں کے عوض ادنیٰ درجہ کی گندم خرید لے۔ (صفائی معاملات)

نیز اگر ہم قدر و ہم جنس مثلاً گندم کا گندم سے تبادلہ کرنا مقصود ہو تو پھر ادھار کرنا جائز نہیں لیکن اگر صرف ضرورت کے لئے گندم مطلوب ہو تبادلہ کرنا مقصود نہ ہو تو گندم قرض لینا جائز ہے اور اب اس میں قرض کے احکام جاری ہوں گے لہٰذا بعد میں صرف اس کے مثل گندم ادا کئے جائیں گے اضافہ کرنے کی شرط لگانا جائز نہیں ہے وہ سود ہے۔ (صفائی معاملات)

معمولی چیزوں کا کمی بیشی سے تبادلہ

واضح رہے کہ ہر چیز کی ایک ادنیٰ مقدار ہوتی ہے جس کا حساب ولحاظ لین دین میں نہیں کیا جاتا ہے جیسے اناج وغیرہ میں چھٹانک اور اس سے کم وزن کا خیال نہیں کیا جاتا ہے لیکن سونا چاندی میں رتی وگرام کا بھی خیال کیا جاتا ہے، عطر وغیرہ سونگھنے کے لئے دیا جاتا ہے لیکن سونا اتنی مقدار میں بھی نہیں دیا جاتا۔ (عطر ھدایہ)

اس وضاحت کے بعد مسئلہ یہ ہے کہ:

ہر چیز کی جو مقدار قدر سے خارج اور لین دین میں ملحوظ نہیں ہے اس مقدار میں کمی بیشی سے سود نہیں ہوتا جیسے ایک مٹھی آٹا دو مٹھی آٹے کے عوض دینا جائز ہے۔

(در مختار)

اور ہر چیز میں وہ مقدار جو قدر سے خارج ہے اس کا مدار عرف ورواج پر ہے۔

(عطر ھدایۃ)

شمار کرنا اور گز سے ناپنا قدر نہیں ہے۔ لہٰذا ایک انار کے بدلے میں دو انار نقد فروخت کرنا جائز ہے اسی طرح ایک میٹر کپڑے کے بدلے میں دو میٹر کپڑا نقد لینا جائز ہے لیکن ادھار جائز نہیں۔ (در مختار)

بینک سے ملنے والا نفع سود ہے

بینک میں روپیہ جمع کرنے کے بعد اکاؤنٹ ہولڈروں کو مخصوص تناسب سے اس پر جو نفع (Profit) ملتا ہے وہ سود (Interest) ہے، اس لئے کہ بینک کی حیثیت مقروض کی ہے اور اس پر نفع حاصل کرنا قرض دے کر اس پر نفع لینا ہے یہ نفع گویا اس مدت اور مہلت کے بدلے میں ہے جو سرمایہ دار نے بینک کو روپیہ کی ادائیگی کے سلسلہ میں دے رکھی ہے اور یہی سود کی وہ قسم ہے جو اسلام سے پہلے جاہلیت کے زمانہ میں زیادہ رائج تھی۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اعلم ان الربا قسمان ربا النسيئة وربا الفضل، اما ربا النسيئة فهو الامر الذى كان مشهورا متعارفا فى الجاهلية، وذلك انهم كانوا يدفعون المال على ان ياخذ واكل شهر قدرا معينا ويكون رأس المال باقياثم اذا حل الدين طالبوا المديون برأس المال، فان تعذر عليه الاداء، زاد وافى الحق والاجل فهذا هو الربا الذى كانوا فى الجاهلية يتعاملون به. (ردالمحتار: ج٤، ص١٨٨)

جاننا چاہئے کہ سود کی دو قسم ہیں ایک ربا نسیۃ، دوسرے ربا فضل۔ ربا نسیئہ ہی ایام جاہلیت میں زیادہ مشہور و مروجہ تھا اس کی صورت یہ تھی کہ لوگ مال دیا کرتے تھے اس شرط پر کہ وہ مال پر ایک متعین مقدار لے لیا کریں گے اور اصل سرمایہ باقی رہے گا۔ پھر جب قرض کی مدت مکمل ہو جاتی تو مقروض سے اصل قرض کا مطالبہ کرتے پھر اگر اس کے لئے ادائیگی دشوار ہوتی تو مدت میں اضافہ کے ساتھ اپنے قرض کی رقم میں بھی اضافہ کر دیتے یہی وہ سود ہے جس کا لوگ ایام جاہلیت میں معاملہ کیا کرتے تھے۔

اس طرح یہ بات تو صاف اور واضح ہوگئی کہ بینک سے حاصل ہونے والا اس قسم کا نفع اپنی اصل کے لحاظ سے سود میں داخل ہے اور یہ سود شریعت میں قطعی حرام ہے۔

بینک میں روپیہ جمع رکھنا

بینک میں روپیہ جمع کرنے سے ایک سودی ادارہ کے ساتھ تعاون ہوتا ہے اور اسے تقویت حاصل ہوتی ہے گناہ کے کاموں کا ارتکاب ہی گناہ اور مذموم نہیں بلکہ اس میں معاون اور تقویت کا باعث بننا بھی گناہ کی بات ہے اس لئے بلا ضرورت بینک میں روپیہ رکھنا مکروہ ہوگا۔

فقہ کی کتابوں میں اس کی بہت سی نظیریں موجود ہیں چنانچہ فقہاء کرام نے اہلِ فتنہ سے ہتھیار کی اور ایسے شخص کے ہاتھ ''امرد غلام'' کی فروخت کو مکروہ قرار دیا ہے جو لواطت کا مریض ہو۔ (رد المحتار: ج ۵، ص ۳۸۶)

البتہ بینک میں روپیہ رکھنے کا ایک دوسرا رخ یہ ہے کہ جو لوگ سود سے اجتناب کرتے ہوں ان کی نیت اس سے سودی کاروبار میں تعاون کی نہیں ہوتی بلکہ محض روپیہ کی حفاظت ونگہداشت ہوتی ہے، چنانچہ بعض فقہی نظائر سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ امر معصیت میں تعاون اس وقت گناہ بن جاتا ہے جب وہ اسی نیت سے کیا جائے۔

علامہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

لا باس بان یواجر المسلم داراً من الذمی یسکنها فان شرب فیها الخمر او عبد فیها الصلیب او ادخل فیها الخنازیر لم یلحق للمسلم اثم فی شیء من ذلک لانه لم یؤاجرها لذلک والمعصیة فی فعل المستاجر وفعله دون قصد رب الدار فلا اثم علی رب الدار فی ذلک.

(المبسوط: ج ۱۶، ص ۳۹)

لہٰذا اگر کسی واقعی ضرورت کی بناء پر بینک میں روپیہ جمع رکھا جائے مثلاً یہ کہ صحیح طور پر حفاظت ونگہداشت ہو سکے، املاک کو غبن سے بچایا جائے، یا کسی خاص ناجائز ٹیکس سے بچایا جائے، یا کوئی قانونی ضرورت درپیش ہو تو بینک میں روپیہ جمع کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اور ایسی مجبوری میں روپیہ کرنٹ اکاؤنٹ میں رکھنا چاہئے، جہاں سود کا لین دین نہیں ہوتا۔ (المصباح فی رسم المفتی و مناهج الافتاء: ج ۲، ص ۱۸۲ فی بحث الحاجة والضرورة: جامع الفصولین: ج ۲، ص ۱۸)

لیکن بلا ضرورت بینک کے کرنٹ اکاؤنٹ میں رقم رکھنا بھی چاہے، سودی ادارہ کے ساتھ تعاون مقصود نہ ہو، کراہت سے خالی نہ ہوگا، کیونکہ کرنٹ اکاؤنٹ میں اگرچہ بینک اور اکاؤنٹ ہولڈر کے ساتھ سود کے لینے دینے کا معاہدہ نہیں ہوتا اور

ہولڈر کو سود نہیں دیا جاتا، تاہم بینک والے یہ رقم بھی سودی لین دین میں استعمال کرتے ہیں اس لئے کرنٹ اکاونٹ کے ذریعے بھی سودی معاملہ میں تعاون ہوتا ہے جو شرعاً درست نہیں، تاہم جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے کہ حفاظت وغیرہ کی شدید مجبوری کے وقت سود لینے کے ارادہ کے بغیر کرنٹ اکاؤنٹ میں رقم جمع رکھنے کی گنجائش ہے اور چونکہ اس سے سود لینا مقصود نہیں ہے اس لئے اس ''تعاون'' میں امید ہے کہ گناہ کم ہوگا، پھر بھی استغفار کرنا چاہئے۔

اور اوپر کے مسئلہ میں، مکان میں شراب نوشی اور صلیب پرستی کا جو جزئیہ مذکور ہوا ہے اس کی نوعیت ذرا مختلف ہے وہاں مکان فی نفسہٖ رہائش کے لئے ہے اور پہلے سے علم نہیں ہے کہ کرایہ دار کس مقصد کے لئے استعمال کرے گا اور یہاں بینک میں یہ بات پہلے سے واضح ہے کہ سودی کاروبار میں یہ رقم صرف کی جائے گی لہٰذا دونوں مسئلوں میں فرق واضح ہوگیا۔ واللہ اعلم

بینک سے غیر سودی قرض لینا جائز ہے

بعض سرکاری ملازمین اسی طرح بینک ملازمین کو بھی اپنی بعض ضروریات، مثلاً مکان بنانے، گاڑی خریدنے یا بچوں کی شادی وغیرہ کے لئے بینک سے غیر سودی قرض لینے کی سہولت حاصل ہوتی ہے اس سہولت کے تحت ان کے لئے بینک یا کسی بھی مالیاتی ادارہ سے غیر سودی قرض لینا اور اپنے استعمال میں لانا جائز ہے۔

واضح رہے کہ یہ غیر سودی قرض ادارہ کے قواعد وضوابط کے مطابق ملازم کو جس مقصد کے لئے دیا جاتا ہے اس کو اسی مقصد میں خرچ کرنا چاہئے، ورنہ قانون کی خلاف ورزی کا گناہ ہوگا، اسی طرح جھوٹ بولنے کا بھی گناہ ہوگا۔

قرض پر نفع لینا سود ہے

قرض دینے کی صورت میں قرض خواہ اتنی ہی مقدار کے لینے کا حقدار ہے جتنی مقدار اس نے مقروض کو دی تھی اس سے زیادہ لینا جائز نہیں سود ہے اگر کسی کو قرض میں

دی ہوئی رقم کو ویلیو کم ہو جانے کا خطرہ ہو، تو قرض دینا اس پر واجب نہیں پھر بھی اگر قرض دے دیا تو ویلیو (Value) کم ہونے کے باوجود قرض خواہ صرف اتنی مقدار لینے کا حقدار ہے جتنی اس نے قرض میں دی تھی اس پر معروف یا مشروط طور پر زیادتی وصول کرنا حلال نہیں کیونکہ وہ بلاشبہ سود ہے جو سخت حرام ہے۔

قرض خواہ صرف اصل مال کا حقدار ہے

واضح رہے کہ کسی کو قرض دینا شرعاً کوئی فرض نہیں لیکن یہ ایک تبرع واحسان ہے اور باعث اجر وثواب ہے اور قرض دینے کی صورت میں مقرض شرعاً ''استحقاق بالمثل'' کا حقدار ہے، یعنی اس نے جتنے روپے قرض میں دئے ہیں اتنے ہی روپے وصول کرنے کا حقدار ہے، اسی طرح قرض خواہ بھی اتنے روپے واپس کرنے کا ذمہ دار ہے جتنے روپے قرض میں لئے ہیں، درمیانی مدت میں خواہ روپے کی ویلیو (Value) میں کمی واقع ہو جائے یا اس میں اضافہ ہو جائے، شرعاً اس کا کوئی اعتبار نہیں۔

لہٰذا قرض کے لین دین میں شرعاً اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا کیونکہ شرعاً کسی کو رقم قرض دینے کا معاملہ بعینہٖ اسی طرح ہے کہ جس طرح کوئی شخص رقم اپنی تجوری میں بند کر کے رکھ لے اور ظاہر ہے کہ تجوری میں بند کر کے رکھ کر چند سالوں کے بعد اگر اس سے نکال لے تو اس سے اصل رقم اتنی ہی ملتی ہے جتنی رقم رکھی تھی، مارکیٹ ویلیو (Value) کی وجہ سے اس میں خود بخود کمی بیشی نہیں ہوتی اسی طرح قرض دینے کی صورت میں بھی اتنے روپے ہی واپس ملیں گے جتنے دیئے تھے، مزید اس سے کوئی مالی فائدہ شرعاً حاصل نہیں ہوگا، ہاں آخرت میں بلاشبہ اجر وثواب ملے گا لہٰذا جو شخص آخرت کا نفع کمانا چاہتا ہے وہ بغیر سود کے قرض دے گا اور جو دنیا میں مالی فائدہ حاصل کرنا چاہتا ہے وہ قرض کے بجائے شرعی اصول کے مطابق شرکت ومضاربت پر لین دین کر سکتا ہے، لیکن یہ خیال رکھنا کہ قرض دے کر ثواب بھی حاصل کرے اور مالی نفع بھی کمائے یہ دونوں ایک ساتھ حاصل نہیں ہو سکتے۔

قرض کی ادائیگی میں زیادہ دینا

اوپر کے عنوان کے تحت مسئلہ میں یہ بات تو واضح ہوگئی کہ معروف یا مشروط طور پر قرض پر زیادہ لینا اور دینا سود ہے۔

البتہ معروف اور مشروط اضافہ کے بغیر یعنی قرض لیتے اور دیتے وقت اضافہ لینے اور دینے کا معاملہ نہ ہو بلکہ یوں ہی عام معمول کے مطابق قرض لیا اور دیا تھا نہ قرض دینے والے کو اضافہ لینے کا ارادہ تھا اور نہ قرض لینے والے کا ایسا کوئی خیال تھا، پھر قرض کی ادائیگی کے وقت اگر مقروض اپنی خوشی سے کچھ زیادہ دے دے تاکہ قرض خواہ کے احسان کا بدلہ احسان سے ہو جائے تو شرعاً اس میں کوئی مضائقہ نہیں جائز ہے اور یہ سود کے زمرے میں داخل نہیں۔ (رسائل ابن عابدین: ج ۲، ص ۵۷)

دارالحرب میں کافر حربی سے سود لینے کا حکم

دارالحرب میں کافر حربی سے سود لینے کے جواز اور عدم جواز کے بارے میں فقہاء کرام کے درمیان اختلاف ہے چنانچہ جمہور فقہاء کرام یعنی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور احناف میں سے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ، دارالحرب میں کافر حربی سے سود لینے کو مطلقاً ناجائز کہتے ہیں۔

البتہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ دارالحرب میں کافر حربی سے سود کو ایک غریب حدیث ''لا ربا بین المسلم والحربی'' کو بنیاد بنا کر چند شرائط کے ساتھ جائز کہتے ہیں۔ وہ شرائط یہ ہیں:

(۱) معاملہ دارالحرب میں ہو۔

(۲) سود کا معاملہ کافر حربی سے ہو۔

(۳) معاملہ کرنے والا وہ مسلمان ہو جو دارالحرب میں وہ ویزے پر رہائش پذیر ہو یا وہ مسلمان ہو کہ جس نے دارالحرب میں اسلام قبول کیا ہے۔

(۴) دارالحرب میں رہنے والا مسلم اصلی یا ذمی نہ ہو۔(رد المحتار: ج٥، ص١٨٦؛ بدائع الصنائع ج٥،ص١٩٢: هدايه مع فتح القدير:ج٦، ص١٧٨)

بہر حال جمہور ائمہ وعلماء کے نزدیک دارالحرب میں بھی غیر مسلموں سے سود لینا حرام اور ناجائز ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور آئمہ حنفیہ میں سے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اسی حرمت کے قائل ہیں، البتہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے مذکورہ چند شرائط کے ساتھ اس کا جواز منقول ہے۔

طرفین (امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ) کی دلیل ایک خبر واحد ہے یعنی ''لا ربا بين المسلم والحربی فی دار الحرب'' اور جمہور ائمہ وفقہاء کے دلائل وہ آیات اور احادیث ہیں جن میں سود کی حرمت مطلقاً بلا کسی قید کے ذکر ہے اور چونکہ یہ معاملہ سود کا ہے اور سود کے متعلق قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں اس قدر سخت وعیدیں آئی ہیں کہ انہیں دیکھ کر کوئی مسلمان اس کی جرأت نہیں کرسکتا کہ جس معاملہ میں سود کا شبہ بھی ہو اس کے قریب جائے چہ جائے کہ کوئی شخص سود کو جائز اور حلال کہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ جو آدمی سود سے ایک درہم حاصل کرے وہ چھتیس زنا سے بھی بدتر ہے۔(رواہ احمد)

اسی طرح حدیث شریف میں ہے کہ حضور ﷺ نے سود کھانے والے، سود کھلانے والے، سودی معاملہ لکھنے والے اور اس میں گواہی دینے والے سب پر لعنت فرمائی ہے۔(رواہ مسلم)

اس لئے اس بارے میں علماء کرام نے جمہور ائمہ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کو ترجیح دی ہے اور طرفین کے قول کو مرجوح قرار دیا ہے۔

جمہور کا مسلک مندرجہ ذیل وجوہ سے راجح ہے

(۱) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دارالحرب میں سود کو جائز قرار دینے کی بناء صرف ایک حدیث پر ہے یعنی ''لا ربا بين المسلم

والحربی ''اور وہ حدیث خبرِ واحد ہے اور خبرِ واحد قرآنی آیات اور دوسری مشہور احادیث کے مقابلے میں قابلِ حجت نہیں لہٰذا اس ایک خبرِ واحد سے ان تمام قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ کو مقید نہیں کیا جاسکتا جن میں سود کی حرمت اور اس پر سخت وعیدیں مطلقاً مذکور ہیں۔

(۲) جن آیات واحادیث سے سود کی حرمت ثابت ہوتی ہے وہ قطعی الثبوت، قطعی الدلالت ہیں، یعنی ان کا ثبوت بھی قطعی ویقینی ہے اور سود کی حرمت پر ان کی دلالت بھی قطعی ویقینی ہے۔ اور طرفین کی مستدل حدیث نہ قطعی الثبوت اور نہ قطعی الدلالت ہے بلکہ ظنی الثبوت، ظنی الدلالت ہے اور قطعی کو ظنی پر مقدم کرنا اجماعاً واجب ہے۔

اور وہ حدیث قطعی الثبوت تو اس لئے نہیں کہ خبرِ واحد ہے اور خبرِ واحد قطعی الثبوت نہیں ہوتی اور قطعی الدلت اس لئے نہیں کہ محققین علماء کرام نے اس حدیث کا ایسا مطلب بیان فرمایا ہے جو جمہور کے مسلک کے خلاف نہیں۔ چنانچہ ''اعلاء السنن'' میں ہے کہ اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مسلمان اور حربی کے درمیان دارالحرب میں سود کو جائز سمجھتے ہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہاں پر مسلمان اور حربی کے درمیان حقیقۃً سود متحقق نہیں ہوتا لہٰذا یہ حدیث سود کی حلت پر قطعی الدلالت نہ رہی۔

طرفین کے مسلک کی وضاحت

اس کی تشریح یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کافر حربی سے سود لینے کو جائز نہیں کہا فقہ کی عام کتابوں میں ان کے مسلک کو جس انداز سے بیان کیا گیا ہے وہ اصل حقیقت کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتا۔

واقعہ یہ ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلسلہ میں جو کچھ فرمایا ہے اس کا مطلب یہ نہیں کہ انہوں نے کافر حربی سے سود لینے کو جائز کہا ہے جیسا کہ فقہ کی عام

کتابوں میں بیان کیا گیا ہے بلکہ امام صاحب کے مسلک کی صحیح اور حقیقت پسندانہ تعبیر یہ ہے کہ انہوں نے کافر حربی سے سود لینے کو جائز نہیں کہا بلکہ ان کا کہنا یہ ہے کہ مسلمان اور کافر حربی کے درمیان سود متحقق ہی نہیں ہوتا بلکہ کافر حربی کا مال دارالحرب میں مباح ہے اور مسلمان مستامن جس نام سے بھی اس کا مال حاصل کرلے وہ مسلمان کے لئے حلال ہے بشرطیکہ اس کی رضامندی سے ہو اور اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ ان سے سود لینا جائز ہے بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کا مال مباح ہے۔ اس تعبیر کی رو سے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور فقہاء کے مابین نزاع ہی ختم ہو جاتا ہے۔ (ملاحظه هو هدايه مع فتح القدير: ج٦، ص١٧٨، والعناية مع فتح القدير: ج٦، ص١٧٨)

(۳) حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ''امداد الفتاویٰ'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں احتمال ہے کہ یہ نفی، نہی کے معنی میں ہو۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔ **لا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج** (بقرہ: ۱۹۷) میں بعینہٖ یہی معنیٰ ہیں چونکہ حربی کے مال کے غیر معصوم ہونے سے یہ شبہ ہوسکتا تھا کہ سود بھی جائز ہو تو آپ ﷺ نے اس جواز کی نفی فرمادی ہے چنانچہ خود کتب فقہ میں اس کی تصریح موجود ہے۔

فی الدر المختار: ''فلو هاجر الينا ثم عاد اليهم فلا ربا اتفاقاً وفی الشامية اى لا يجوز الربا معه فهو نفی بمعنى النهی، كما فی قوله فلا رفث ولا فسوق.

(امداد الفتاویٰ:۳/۱۵۸)

(۴) اور اگر علیٰ سبیل التنزل امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو لیا جائے تب بھی وہ مقید ہے چند قیود و شرائط کے ساتھ اور مشاہدہ ہے کہ لوگ ان قیود و شرائط کی پابندی نہیں کرتے لہٰذا ''**اذا فات الشرط فات المشروط**'' کے قاعدہ کی بناء پر خود امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی دارالحرب میں سود جائز نہ ہوا۔

(۵) مکہ مکرمہ میں فتح سے پہلے دارالحرب تھا اگر دارالحرب میں ربا جائز ہوتا

تو مکہ مکرمہ میں جس ربا کا معاملہ ہوا تھا اسلام اسے نہ روکتا حالانکہ اس کے باوجود آیت یاایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللّٰہ وذروا مابقی من الربٰوا (بقرہ: ۲۷۸) کے نزول کے بعد حضور ﷺ نے بقیہ ربا سے مطلقاً منع فرمایا، خواہ وہ جاہلیت کے دور کا ہو یا اسلام کے دور کا۔

(۶) آپ ﷺ نے جب نصاریٰ نجران سے صلح کی تو اس میں یہ شرط بھی تھی کہ وہ سودی معاملہ نہیں کریں گے تو جب آپ ﷺ نے کفار کو بھی آپس میں سودی معاملہ سے منع فرمایا تو مسلمانوں کو کیسے اجازت دے سکتے ہیں کہ وہ کفار کے ساتھ سودی معاملہ کریں۔ (اعلاء السنن: ج ۱۴، ص ۳۶۴)

(۷) جمہور ائمہ وفقہاء کا مسلک احتیاط پر مبنی ہے اور طرفین کا قول منافی احتیاط ہے۔

(۸) جمہور کے قول پر عمل کرنے سے اختلاف سے بچاؤ حاصل ہوتا ہے اور اختلافی مسائل میں اختلاف سے بچنا سب کے نزدیک مسلم ہے۔

(۹) آئمہ کرام خاص کر جمہور کے اختلاف کی وجہ سے دارالحرب میں سود کے جواز میں شبہ پیدا ہوگیا، اور شبہات سے بچنا بھی ضروری اور واجب ہے۔

(تکملہ فتح المھلم: ج ۱، ص ۶۲۳)

(۱۰) فقہاء کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ جب کسی چیز کی حلت اور حرمت میں اختلاف ہوجائے تو ترجیح ہوجائے تو ترجیح جانب حرمت ہی کو ہوگی۔ (المصباح فی رسم المفتی و مناھج الافتاء: ج ۱، ص ۳۵۷)

ان وجوہ کی بناء پر جمہور فقہاء کا مسلک راجح اور طرفین رحمۃ اللہ علیہ کا قول مرجوع ہے لہٰذا محققین علماء کرام نے اسی پر فتویٰ دیا ہے کہ دارالحرب میں بھی غیر مسلموں سے سود لینا جائز نہیں، حرام ہے۔ (تفسیر مظھری: ج ۱، ص ۴۹۵: درایۃ: ج ۲، ص ۱۵۸: اعلاء السنن: ج ۱۴، ص ۴۶۴، و ج ۱۴، ص ۳۶۷: امداد الفتاوی: ج ۳، ص ۱۵۸: امداد المفتین: ص ۸۴۶، ۸۵۰)

غیر مسلم کے بینک میں جمع شدہ سودی رقم وصول کرنا

اوپر کی تفصیل سے یہ بات تو واضح ہوگئی ہے کہ غیر مسلم کے بنک سے بھی سود لینا مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے۔ لیکن اگر کسی مسلمان نے ضرورت کے تحت کسی غیر مسلم بینک میں کھاتہ کھولا ہو اور اس پر سودی رقم جمع ہوگئی ہو تو اس سودی رقم کے بارے میں دو صورتیں ہو سکتی ہیں:

(۱) پہلی صورت یہ ہے کہ وہ رقم بینک میں وصول کر کے غرباء و فقراء کو بغیر نیت ثواب مالک اور قابض بنا کر دے دی جائے۔

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ اس رقم کو بینک سے وصول نہ کیا جائے۔ شرعی نقطۂ نظر سے یہ دونوں صورتیں قباحت سے خالی نہیں پہلی صورت میں قباحت تو واضح ہے کہ کسی بھی مسلمان کے لئے سودی رقم وصول کرنا خواہ غیر مسلم بینک سے ہو اور فقراء کو دینے کی نیت سے ہو، جائز نہیں۔

اور دوسری صورت میں قباحت یہ ہے کہ اگر غیر مسلم بینک سے سودی رقم وصول نہ کی جائے تو یقینی طور پر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف استعمال ہوگی۔ لہٰذا برائی دونوں صورتوں میں ہے مگر دوسری صورت میں بنسبت پہلی صورت کی برائی زیادہ ہے، لہٰذا ''اھون البلیتین'' اور ''اھون الشرین'' کے فقہی اصول (الاشباہ و النظائر: ج ۱، ص ۱۲۳، ۱۲۵) پر عمل کرتے ہوئے اس رقم کو متعلقہ بینک سے وصول کر کے غرباء و فقراء کو مالک اور قابض بنا کر دینا درست ہے مگر اس میں ثواب کی نیت رکھنا جائز نہیں۔

مسلمانوں کے بینکوں سے سودی رقم وصول کرنا

البتہ جس بینک میں مسلمان حصہ دار ہوں یا اسلامی ملک کا بینک ہو، اس میں جمع شدہ سودی رقم اسلام اور مسلمانوں کے خلاف استعمال ہونے کا امکان نہیں ہے، یا بہت کم ہے اس لئے ان بینکوں سے سود نہ لینے میں ہی احتیاط ہے۔ لیکن اگر کسی نے

اتفاقاً غلطی سے یا لاعلمی میں لے لی تو اس کو صدقہ کر دینا واجب ہے۔

نیز اس مسئلہ میں پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش اور عرب ممالک کے بعض اہلِ علم اور اہلِ فتویٰ حضرات کا موقف اس سے مختلف ہے اور ان حضرات کی رائے یہ ہے کہ ان بینکوں میں بھی جمع شدہ سودی رقم وہاں چھوڑ دینے کے بجائے وہاں سے یہ رقم وصول کر کے کسی غریب وفقیر کی مدد کرنا بہتر ہے اور اس سے سود وصول کرنے کا گناہ بھی نہیں ہوگا کیونکہ گناہ تو اس وقت ہوتا ہے جب سود کھانے کا ارادہ ہو اور اپنے اوپر استعمال کرے جبکہ یہاں تو مقصد اس رقم کو وہاں چھوڑنے کے بجائے فقیر ومحتاج کو ہی دینا ہے تاہم واضح رہے کہ شروع سے ہی غریب کی مدد کرنے کی نیت سے قصداً سودی لین دین کرنا اور سود وصول کرنا جائز نہ ہوگا، ان دونوں باتوں میں فرق ملحوظ رکھنا ضروری ہے، بہرحال جو شخص ان اہلِ علم حضرات کی رائے کے مطابق عمل کرنا چاہے تو اس کی بھی گنجائش ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

قسطوں کی خرید وفروخت سود نہیں

قسطوں (Instalments) پر اشیاء کی خرید وفروخت جائز ہے، اور نقد کی بنسبت ادھار میں قیمت زیادہ لینا بھی درست ہے اور یہ کاروبار سود میں ہرگز داخل نہیں ہے۔

اصولی طور پر اتنا سمجھ لیجیے کہ اقساط پر فروخت کرنے کے معاملہ میں دو چیزوں کی احتیاط بہت ضروری ہے اگر ان میں سے ایک بھی نظر انداز کی گئی تو یہ کاروبار ناجائز ہو جائے گا۔

ایک یہ کہ جب گاہک سے معاملہ ہو تو عقد بیع میں ایک بات طے ہو جانی چاہئے کہ یہ فروخت نقد پر کی گئی ہے یا قسطوں پر یعنی عقد بیع کے وقت معاملہ اس طرح معلق نہ رہے کہ قیمت نقد دو گے تو اتنی دینا اور قسطوں میں دو گے تو اتنی دینا بلکہ ایک بات طے کر لیں کہ مثلاً یہ چیز ہم تم کو قسطوں میں اتنے روپے کے عوض دیتے ہیں ماہوار قسط

اتنی ہوگی اگر عقد بیع میں نقد یا ادھار میں سے کوئی ایک صورت طے نہ ہوئی یعنی مجلس عقد کے ختم ہونے تک بھی خرید وفروخت کرنے والوں نے یہ طے نہ کیا کہ بیع نقد ہوئی ہے یا ادھار تو یہ بیع جہالت ثمن کی وجہ سے فاسد ہو جائے گی البتہ عقد بیع سے پہلے بھاؤ کرتے وقت اگر یوں کہا جائے کہ یہ چیز نقد اتنے میں دیں گے اور قسطوں میں لینے کی صورت میں اتنے میں تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

دوسری چیز جو ملحوظ رکھنی ضروری ہے وہ یہ ہے کہ اگر کوئی گاہک اپنے وعدے اور معاہدہ کے مطابق وقت پر قسطیں ادا نہ کرے بلکہ تاخیر سے ادا کرے تو اس تاخیر کی وجہ سے مزید کوئی اور اضافی رقم اس سے نہ لی جائے اگر لی گئی تو یہ سود ہوگا جو شرعاً حرام ہے بہر حال قسطوں کی خرید وفروخت جائز ہے اور نقد کی بنسبت ادھار میں قیمت زیادہ لینا بھی درست ہے بشرطیکہ معاملہ کرتے وقت ادھار کی قیمت دونوں فریق کی باہمی رضا مندی سے طے ہو جائے اور ہر قسط کی مقدار متعین ہو جائے اور ادائیگی کا وقت بھی مقرر ہو جائے اور اگر کسی وجہ سے کسی قسط کی ادائیگی میں تاخیر ہو جائے تو اس پر کوئی اضافہ نہ لیا جائے۔ (ھدایہ: ج۳ ص ۲۱، ۲٤: فتاویٰ ھندیہ: ج۳، ص۱۳٦: البحر الرائق: ج٦، ص ۱۱٤: مصنف ابن ابی شیبہ: ج٦، ص۱۲۱)

قرض ملنے کی وجہ سے رعایت دینا

اگر مقروض کاروباری آدمی ہو، آیا وہ قرض ملنے کی وجہ سے قرض خواہ کو مال فروخت کرتے وقت رعایت دے سکتا ہے یا نہیں؟

اس بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ اگر قرض دیتے وقت یہ طے ہوا تھا کہ قرضدار قرض خواہ کو اس قرض کے عوض کم منافع پر مال فروخت کرے گا تو اس صورت میں یہ سود ہے اور بلاشبہ ناجائز اور حرام ہے اور اگر قرض دیتے وقت یہ طے نہیں ہوا تھا بلکہ قرضدار بلا کسی شرط کے تبرعاً منافع سے مال فروخت کر رہا ہے تو اس صورت میں اس طرح کم منافع پر قرض خواہ کو مال فروخت کرنا جائز ہے اور یہ سود میں داخل نہیں ہے۔

(در مختار: ٥، ص١٦٦: اعلاء السنن: ج١٤، ص ٤٩٨)

سود پر قرض لے کر تجارت کرنا

سود پر قرض لینا اور اس پر سود ادا کرنا جائز نہیں حرام ہے تاہم اگر کسی نے قرضہ لے کر جائز کاروبار کر کے نفع کمایا ہے تو وہ نفع اس کے لئے حرام نہیں حلال ہے۔

مرہونہ شی سے انتفاع سود ہے

آج کل مکانات کے سلسلہ میں یہ رواج کثرت سے ہوگیا ہے کہ لوگ قرض دینے والے کے پاس مکان بطور رہن (Mortagage) کے رکھتے ہیں اور وہ صاحب بلا کرایہ اس میں رہتے ہیں۔ بلکہ بسا اوقات دوسروں کو کرایہ پر بھی دیدیتے ہیں اور کرایہ وصول کرتے رہتے ہیں قرض کی رقم اس کے علاوہ وصول کی جاتی ہے یہ طریقہ شرعاً جائز نہیں ہے۔

اسلامی قانون کے مطابق رہن میں رکھی جانے والی چیز کی حیثیت محض ایک ''ضمانت'' کی ہوتی ہے اور رہن رکھے جانے کے بعد بھی وہ چیز اس کے اصل مالک ہی کی ملک ہوتی ہے اسی طرح اس چیز میں جو کچھ اضافہ یا نفع ہو وہ اصل مالک کی ملک قرار پاتی ہے جس کے پاس کوئی چیز رہن رکھی جائے اس کو نہ اس سے فائدہ اٹھانے کا حق حاصل ہے اور نہ کسی قسم کے تصرف کا کیونکہ اگر اس کو استفادہ کا موقع دیا جائے تو قرض کے بدلے قرض کی ادائیگی ہوئی اور یہ استفادہ قرض کے سہارے مزید فائدہ اٹھانا ہے جس کی حدیث میں ممانعت آئی ہے۔

اگر خود مالک نے مکان میں رہنے کی اجازت دے دی ہو تو فقہاء متقدمین اس سے استفادہ کی اجازت دیتے تھے اور اس کو شرعی اصطلاح کے مطابق کہتے تھے۔

(خلاصة الفتاویٰ: ج٤، ص ١٨٦)

لیکن چونکہ اس زمانے میں اس کی حیثیت قرض دہندہ کی طرف سے ایک طرح کی شرط کی ہوتی ہے اور فقہاء کا اصول ہے ''المعروف کالمشروط'' کہ جو چیز عرف و رواج کی حیثیت اختیار کرلے وہ شرط کا درجہ اختیار کر لیتی ہے اس لئے فقہاء

متاخرین نے اس کو قطعاً ناجائز لکھا ہے۔

چنانچہ علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ نے فتح القدیر سے نقل کیا ہے:

لا یحل له ان ینتفع بشیء منه بوجه من الوجوه وان اذن له الراهن لانه اذن له فی الربوا..... الغالب من احوال الناس انهم یریدون عند الدفع الانتفاع ولولاه لما اعطاه الدراهم وهذا بمنزلة الشرط لان المعروف کالمشروط. (ردالمحتار: ج٦، ص ٤٨٢)

رہن کی اشیاء سے کسی طرح کا فائدہ اٹھانا بھی جائز نہیں ہے گو کہ مقروض اس کی اجازت دے دے، اس لئے کہ یہ سود کی اجازت دینا ہے..... عام طور پر ایسا ہوتا ہے کہ لوگ قرض دے کر نفع حاصل کرنا چاہتے ہیں اگر ایسا نہ ہو تو وہ اسے درہم نہ دیں اور یہ شرط کے درجہ میں ہے اس لئے کہ جو چیز مروج ہو جاتی ہے وہ شرط کی حیثیت اختیار کر لیتی ہے۔

اس لئے کسی صورت میں بھی رہن کی اشیاء سے استفادہ جائز نہ ہوگا۔

قرض فروخت کرنا

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص کی کچھ رقم کسی دوسرے کے یہاں باقی ہوتی ہے مثلاً پانچ سو روپے زید کے خالد کے یہاں باقی ہیں، زید کسی اور شخص سے پانچ سو ہی یا کچھ کم میں فروخت کر دیتا ہے، یہ صورتیں جائز نہیں۔

پہلی صورت میں اتنی ہی رقم میں فروخت کرے اس لئے یہ ثمن سے فروخت کرنا ہوا جس کو فقہ کی اصلاح میں ''بیع صرف'' کہتے ہیں اس میں ضروری ہے کہ طرفین مجلس عقد میں معاوضہ ایک دوسرے کے سپرد کر دیں۔

اگر ایک طرف سے نقد اور دوسری طرف سے ادھار ہو جیسا کہ اس صورت

میں ہورہا ہے تو سود پیدا ہو جائے گا جس کو ''ربا نسیئہ'' کہتے ہیں۔

دوسری صورت اس لئے ناجائز ہوگی کہ ایک طرف سے مکمل پانچ سو روپے ہوئے اور دوسری طرف سے کم، جبکہ روپیہ، روپیہ سے فروخت کیا جائے اور اس میں کمی بیشی ہو تو یہ بھی سود ہے جس کو ''ربا الفضل'' کہا جاتا ہے۔

چیک کی رقم نقد کے عوض فروخت کرنا

چیک (Cheque) کی رقم نقد میں فروخت کرنے کی صورت یہ ہوتی ہے کہ مثلاً زید نے خالد کے ہاتھ ایک ہزار روپے کا مال فروخت کیا خالد نے مال کی قیمت نقد ادا کرنے کے بجائے ایک ماہ کی تاریخ دی اور زید کو چیک یا رسید دیدی جو کہ مبلغ ایک ہزار روپے کی تھی اب زید اس ایک ہزار روپے کے چیک یا رسید کو عمر کے پاس لے جاتا ہے عمر یہ چیک یا رسید لے لیتا ہے اور زید کو نو سو روپے نقد ادا کر دیتا ہے اور مقررہ تاریخ پر عمر، خالد کو رسید دکھا کر یا بینک میں چیک جمع کر کے ایک ہزار روپے وصول کر لیتا ہے تو چیک کی رقم کو نقد کے عوض کم میں فروخت کرنا جائز نہیں اور سو روپے عمر کے لئے حلال نہیں کیونکہ یہ سود ہے جو کہ حرام ہے۔

البتہ اس کی جائز صورت بھی ہو سکتی ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر دو معاملے جدا جدا اس طرح کئے جائیں کہ پہلے زید، عمر کو خالد سے مقررہ تاریخ پر ایک ہزار روپے وصول کرنے کا اپنی طرف سے وکیل بنائے اور سو روپے اس کے وصول کرنے کی اجرت مقرر کر کے رسید یا چیک اس کے حوالہ کر دے اس کے بعد زید عمر سے درخواست کرے کہ تم مجھے اپنی خوشی سے نو سو روپے قرض دیدو اور جب تم میرے چیک وغیرہ کی رقم وصول کرو گے تو نو سو روپے اس قرض کی جگہ رکھ لینا اور سو روپے جو تمہاری اجرت ہے وہ لے لینا ایسی صورت میں یہ سو روپے عمر کے لئے حلال ہوں گے۔ (امداد الفتاویٰ)

واضح رہے کہ ہماری بیان کردہ جائز صورت میں عمر کا خالد کو نو سو روپے قرض دینا لازم نہیں ہے اس کو اختیار ہے چاہے دے یا نہ دے، اس کا وکالت کے معاملہ

سے کچھ تعلق نہیں۔

پراویڈنٹ فنڈ کے سود کا حکم

جبری پراویڈنٹ فنڈ (Provident fund) میں ملازم کی تنخواہ سے جو رقم کاٹی جاتی ہے وہ اور اس کے علاوہ جو رقم محکمہ اپنی طرف سے دیتا ہے یہ دونوں رقمیں ملازم کے لئے بلاشبہ حلال ہیں اسی طرح اگر محکمہ ان دونوں رقموں سے حلال اور جائز کاروبار کر کے نفع کما کر ملازم کو دیتا ہے تو وہ بھی ملازم کے لئے حلال ہے لیکن اگر محکمہ ان دونوں رقموں سے جائز کاروبار کے بجائے کوئی حرام کاروبار کر کے کوئی نفع حاصل کرے تو اس کی دو صورتیں ہیں:

ایک صورت یہ ہے کہ محکمہ یہ حرام نفع بینک وغیرہ سے خود وصول کرے اور اپنے مرکزی اکاؤنٹ میں جمع کرے اور مرکزی اکاؤنٹ کا غالب سرمایہ حلال ہو اور وہاں سے ملازم کو اپنے وقت پر اصل جی پی فنڈ کے ساتھ یہ نفع بھی ملے تو ملازم کے حق میں یہ نفع حرام نہیں ہے اس کے لئے یہ نفع وصول کرنا اور استعمال کرنا جائز ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ محکمہ یہ حرام نفع خود وصول نہ کرے بلکہ ملازم خود جا کر بینک وغیرہ سے یہ نفع وصول کرے تو ایسی صورت میں ملازم کے لئے یہ حرام نفع وصول کرنا اور اپنے استعمال میں لانا جائز نہیں۔ لہٰذا ملازم ہرگز یہ نفع وصول نہ کرے اگر غلطی سے وصول ہو جائے تو مال حرام سے جان چھڑانے کی نیت سے کسی غریب محتاج کو دیدے اور آئندہ وصول نہ کرے لیکن محکمہ کے لئے ہر حال میں جی پی فنڈ کی رقم کسی حرام کاروبار کرنے والے ادارے میں لگانا اور حرام نفع حاصل کرنا جائز نہیں ہے۔

البتہ اگر پراویڈنٹ فنڈ میں رقم اپنے اختیار سے کٹوائی جائی تو اس پر جو رقم محکمہ بنام سود دے گا اس سے اجتناب کیا جائے تو بہتر ہے کیونکہ اس میں شبہ بالربوا بھی ہے اور سود خوری کا ذریعہ بنا لینے کا خطرہ بھی اس لئے یہ نفع وصول ہی نہ کریں یا وصول کر کے صدقہ کر دیں۔

ایل،سی (خط اعتماد) کھلوانے کا حکم

اگر فل مارجن یعنی پوری رقم کی ادائیگی کرکے ایل،سی (Letter of Credit) کھولی جائے تو بینک مارک اپ یعنی نفع وصول نہیں کرے گا اور یہ طریقہ شرعاً جائز ہے۔

لیکن بینک سے ڈسکاؤنٹنگ کے ساتھ ایل،سی کیش کرانا جائز نہیں، کیونکہ یہ امپورٹر کے ذمہ ایکسپورٹر کا قرضہ ہے، وہ بینک کو بٹہ لگا کر فروخت کرتا ہے جو ایک سودی معاملہ ہے اور ایسا معاملہ کرنا شرعاً حرام ہے۔(تکملہ فتح الملہم: ج۱، ص ۳٦۳، اسلام اور جدید معیشت و تجارت: ص ۱۲۰)

آڈٹ پر سود کا حساب کرنا

حدیث شریف میں سود کے معاہدہ لکھنے پر جو شدید وعید (Threat) وارد ہوئی ہے اس کا محمل دراصل وہ کاتب ہے جو ابتداء میں سودی معاہدہ منعقد ہونے پر اس کو تیار کرتا ہو یا اس سودی معاہدے کی گواہی کے طور پر اس کی تصدیقی دستاویزات مرتب کرتا ہو لیکن اگر کوئی شخص اس سودی معاہدہ کے وجود میں آنے میں کسی طرح بھی شریک نہ ہو بلکہ کسی شخص کے مجموعی کاروبار کے متعلق حساب و کتاب کرنے یا اس کی تصحیح کرنے میں کسی سودی معاملہ کے متعلق جو ماضی میں ہو چکا تھا، لکھنے کی ضرورت پیش آنے پر اس کو بھی درج کرلے اور اس معاہدہ کی تیاری میں اس شخص کا ذاتی کوئی تعلق نہ ہو تو اس صورت میں یہ آڈٹ (Audit) کرنے والا اس وعید میں داخل نہیں ہوگا۔

(البلاغ انگریزی ذی قعدہ ۱٤۱۸ھ؛فتح الباری: ج٤، ص۳۱٤)

سودی حسابات کی تعلیم کا حکم

سودی حسابات کی تعلیم دینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اس لئے کہ سود کا عمل اور سود کا علم دونوں بالکل جداگانہ چیزیں ہیں، سود کے لئے حساب کے جو فارمولے

اختیار کئے جاتے ہیں وہ بذات خود مباح ہیں اس لئے ان کی تعلیم بھی مباح ہی ہوگی بلکہ ممکن ہے کہ سودی کاروبار پر تنقید کے لئے کبھی ضروری بھی ہو جائے قرآن مجید نے گمراہ قوموں کے عقائد بتائے ہیں، سلف صالحین اپنے زمانے کے فرق باطلہ کے عقائد ونظریات اور ان کے دلائل کا تفصیل سے ذکر کرتے رہے ہیں تا کہ ان پر بھرپور تنقید ہو سکے، یہی حال سود کی فنی تعلیم کا بھی ہوگا۔

اس کی سب سے واضح نظیر سحر کی تعلیم ہے، بعض علماء نے سحر (Magic) کے عمل کو تو گناہ (Sin) ومعصیت (Offence) قرار دیا ہے مگر اس کو سیکھنے کی اجازت دی ہے۔ (یہ رائے علامہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے، ملاحظہ ہو فتح الملهم: ج ۱، ص ۲۵۵)

بہر حال سودی حسابات کی تعلیم اس مقصد سے سیکھنا کہ اس کے مطابق عمل کرے گا یا اس طرح حسابات جہاں ہوں وہاں نوکری کرے گا اور ان حسابات کا کام کرے گا تو یہ جائز نہ ہوگا۔ اور اگر یہ مقصد نہ ہو تو جائز ہوگا۔

قرض کے لیے مثلی ہونا شرط ہے

قرض کے جواز کے لیے مثلی ہونا شرط ہے جن چیزوں کے مثل نہ ہو ان کو قرض کے طور پر دینا بھی جائز نہیں کیونکہ قرض میں جو چیز لی گئی ہے اس کی مثل واپس کرنا شرعاً لازم ہے۔

قال علامة الصابوني: ونص الفقهاء على ان قرض المكيل والموزون جائز، كاستقراض الحب والشعير، والتمر والزبيب وكاستقراض السمن والزيت، وكل مايكال ويوزن، واما مالا مثل له فلا يجوز اقراضه كالآلي، والجوهرات، وهذا مذهب ابي حنيفة، واجاز الشافعية والحنابلة اقراض ما لا مثل له اذا كان معروف القيمة، فيجب رد القيمة. (فقه المعاملات)

حاصل یہ ہے کہ مکیلی اور موزونی چیز کی مثل موجود ہوتے ہوئے ان کو قرض دینا جائز ہے اور جو چیزیں غیر مثلی ہیں، جن کو ''ذوات القیم'' کہا جاتا ہے ان کو قرض کے طور پر دینا جائز نہیں، البتہ دراہم دنانیر اور دیگر کرنسی کو قرض کے طور پر دینا بھی جائز ہے کیونکہ ہر ملک کی کرنسی اس ملک کے اندر ذوات الامثال ہے۔

قرض دے کر نفع حاصل کرنا حرام ہے

قرض خالص لوجہ اللہ ہونا ضروری ہے، یعنی ثواب کی نیت ہو کوئی دنیوی نفع مقصود نہ ہو، کیونکہ فقہ کا مشہور قاعدہ ہے:

کل قرض جر نفعا فھو ربا.

ہر وہ قرض جس کے ذریعے نفع کمایا جائے وہ نفع سود کے حکم میں ہے۔

مثلاً کسی درزی کو ہزار روپے قرض دیا اور شرط رکھی کہ ہزار روپے واپسی کے علاوہ ایک جوڑا کپڑا مفت سی کر دینا ہوگا یا کسی بڑھئی کو دیا اور شرط رکھی کہ ایک الماری مفت بنا کر دینا ہوگی تو اگر وہ قرض کی واپسی کے ساتھ جوڑا بھی تو جوڑا سود ہے اس کا استعمال حرام ہے۔

قرض کی واپسی میں مقدار سے زائد واپس کرنا

قرض سے جو نفع اٹھانا حرام ہے یہ اس صورت میں ہے کہ قرض دینے والا شرط لگائے یا عادۃً وہاں معروف ہو کہ قرض لینے والا زائد واپس کرتا ہے اگر قرض کی واپسی میں زیادتی مشروط نہ ہو بلکہ مقروض حُسنِ قضا کے طور پر زائد واپس کرتا ہے تو یہ شرعاً سود نہیں بلکہ ایسا کرنا بہتر ہے۔

لحدیث جابر بن عبد اللہ قال: کان لی علی رسول اللہ ﷺ حق، فاعطانی وزادنی (اخرجه الشیخان والامام احمد)

قرض کے بعد سکے بدل گئے

اگر سکے یا نوٹ قرض لینے کے بعد بازار میں اس کا رواج بند ہوگیا (یعنی حکومت نے اُس پر پابندی عائد کردی) یا اس کی قیمت کم ہوگئی تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس دن قرض لیا تھا اس دن بازار میں اس کی جو قیمت تھی وہ ادا کی جائے گی۔ امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آخری دن جس دن بند ہوا ہے اس دن کی قیمت معتبر ہوگی اسی پر فتویٰ ہے۔ (عطر هدايه بحواله شاميه)

میت پر قرض کا حکم

اگر کسی کا انتقال ہوگیا اور اس کے ذمہ جو قرض ہے وہ ترکہ سے زیادہ ہے تو ایسی صورت میں جو مالِ ترکہ موجود ہے اس کو قرض خواہوں میں بقدرِ حصہ تقسیم کیا جائے گا جس کا جتنا فیصد قرض ہے ترکہ میں سے اسی قدر دے دیا جائے گا اگر مرحوم کے ترکہ میں کچھ بھی مال نہ ہو تو قرض خواہوں کو کچھ نہیں ملے گا، کل دین یا مابقیہ دین آخرت کے حساب میں ہوگا، دنیا میں ورثاء سے اس کا مطالبہ نہیں ہوسکتا ہے ہاں البتہ ورثاء اپنی طرف سے خوشی سے کل دین یا کچھ حصہ ادا کردیں تو یہ ان کا احسان ہوگا اور اگر ترکہ زیادہ ہے اور قرضہ کم ہے تو کفن دفن کے بعد ترکہ میں سے پہلے قرض ادا کیا جائے گا اس کے بعد وصیت نافذ کی جائے گی اس کے بعد جو مال بچے گا اس کو شریعت کے مطابق ورثہ میں تقسیم کیا جائے گا۔

مالِ حرام سے قرض ادا کرنے کا حکم

اگر مثلاً زید کے ذمہ قرض ہو اور اس کے پاس مالِ حرام کے سوا اور مال نہ ہو تو اس کے لیے مالِ حرام سے قرض ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الربوٰ، والرشوة، واجرة الزنا، واجرة الغناء كل ذلك حرام سحت لم يخرج من ملك صاحبه فلا يجوز

تادية القرض به.

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ زید کے پاس جو حرام مال ہے اس کا زید خود مالک نہیں ہے شرعاً اس پر لازم ہے کہ وہ اصل مالک یا اس کے ورثاء کو واپس کرے، معلوم نہ ہونے کی صورت میں ان کی طرف سے صدقہ کرے۔ جب زید خود اس مال کا مالک نہیں تو اس کے لیے جائز نہیں کہ اس حرام مال سے قرض ادا کرے تاہم اگر زید نے اس مالِ خبیث کو قرض میں ادا کر دیا تو قرض سے بری الذمہ ہو جائے گا البتہ غیر کے مال استعمال کرنے کی وجہ سے گناہگار ہوگا، زید کے ذمہ لازم رہے گا اس مال کے ضمان اور بدل کے طور پر دوسرا مال مالک کو واپس کرے یا صدقہ کرے باقی مقرض (دائن) کو اگر معلوم ہو جائے کہ زید حرام مال سے قرض ادا کر رہا ہے تو اس کے لیے قبول کرنے اور اس کو استعمال کر کے فائدہ حاصل کرنے کا کیا حکم ہے؟ اس بارے میں تفصیلی فتویٰ ملاحظہ فرمائیں:

حرام مال سے قرض وصول کرنا اور نفع اٹھانا

اگر دائن (قرض خواہ) کو مسلمان مدیون (مقروض) کے متعلق یہ معلوم ہو کہ اس کا جو مال ہے وہ ناجائز ذرائع سے حاصل کیا گیا ہے مثلاً سود، قمار، جوا، شراب، خنزیر وغیرہ کی خرید و فروخت کی آمدنی، ناچ گانے، فسق و فجور، بدکاری اور دیگر ناجائز ذرائع سے حاصل کیا گیا مال ہے تو ایسی صورت میں دائن کے لیے مدیون کے اس مال حرام سے اپنا دین (قرض) وصول کرنا اور اس کو اپنے استعمال میں لانا اور اس کے حرام مال سے دین وصول ہی نہ کرے اور ایسی صورت میں حلال مال سے دین (قرض) ادا نہ کرنے کی وجہ سے مدیون گناہ گار ہوگا یا نہیں؟

علماء کا اختلاف

دائن کے لیے مدیون کے حرام مال سے اپنا قرض وصول کرنے کے جواز اور عدم جواز میں علماء کے درمیان اختلاف ہے اور اس اختلاف کا بنیادی منشاء یہ ہے کہ ملک

خبیث یعنی غیر مشروع طریقہ اور ناجائز ذرائع سے جو مال حاصل کیا گیا ہے اس مال کی عین میں حرمت ہے یا حرمت حرام مال حاصل کرنے والے کے ذمے میں ہے؟

اگر حرمت عین مال میں نہیں ہے تو اس حرام مال کے اصل مالک کا حق اس کی عین سے متعلق نہیں ہوگا بلکہ اس طرح مال کے سب وحامل کے ذمہ سے متعلق ہوگا، ایسی صورت میں کا سب کی ملکیت اس مال حرام میں ثابت ہوگی، لہٰذا قضاء اس مال حرام سے قرض وصول کرنا جائز ہوگا، البتہ دیانۃً جائز نہ ہوگا۔

مذاہبِ علماء

مذکورہ بالا اختلاف کی وجہ سے اس مسئلہ میں علماء کے اقوال بھی مختلف ہیں چنانچہ اس مسئلہ میں حضرات فقہاء کے چار اقوال مشہور ہیں:

۱۔ حضرت امام محمد شیبانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مدیون کے مال حرام سے دین وصول کرنا جائز ہے اور اس سے فائدہ حاصل کرنا بھی درست ہے اور یہ حکم قضاء ہے البتہ دیانۃً ایسا کرنا جائز نہیں۔

۲۔ حضرت ابن قاسم مالکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر مدیون کے پاس حلال اور حرام دونوں طرح کا مال مخلوط ہو اور حلال مال غالب ہو تو اس مال سے قرض وصول کرنا اور اس سے نفع اٹھانا جائز ہے۔

۳۔ ابن وہب مالکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مدیون کے مال حرام سے قرض وصول کرنا اور اس سے فائدہ اٹھانا جائز نہیں۔

البتہ علامہ ابن رشد مالکی رحمہ اللہ نے ابن قاسم اور ابن وہب کے دونوں اقوال کے درمیان فرق بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ابن قاسم کا قول قیاس کے مطابق ہے اور ابن وہب کا قول استحسان پر مبنی ہے اس بناء پر ترجیح یہ ہے کہ اگر اس کے مال میں حلال غالب ہے تو اس سے قرض وصول کرنا اور نفع اٹھانا جائز ہے اور اگر حرام غالب ہے تو اس سے قرض وصول کرنا اور نفع اٹھانا جائز نہیں۔

۴۔ امام ابن تیمیہ اور دوسرے اہلِ علم فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ میں یہ فرق کرنا ضروری ہے کہ اگر دائن کو معلوم ہے کہ مدیون قرض کی ادائیگی میں جو مال دائن کو دے رہا ہے وہ مالِ حرام ہے تو ایسی صورت میں مدیون کے حرام مال سے دین وصول کرنا دائن کے لیے جائز نہیں اور اگر دائن کو یہ معلوم نہیں کہ مدیون قرض کی ادائیگی میں دائن کو جو مال دے رہا ہے وہ مال حرام ہے یا حلال؟ تو ایسی صورت میں مدیون کے مال سے قرض وصول کرنا جائز ہے اور مال کے حلال اور حرام ہونے کے متعلق مدیون سے استفسار کرنا دائن پر لازم نہیں کیونکہ اصل حکم یہ ہے کہ جو چیز مسلمان کے پاس ہوتی ہے اس کی ملک ہوتی ہے لہٰذا اس کی حقیقت معلوم کرنا ضروری نہیں۔

راجح اور مفتی بہ قول

ان چاروں اقوال میں سے راجح قول یہ ہے کہ اس بات میں فرق کرنا ضروری ہے کہ اگر دائن کو یہ معلوم ہو کہ مدیون کے پاس جو مال حرام ہے وہ اصل مالک کی رضا اور شریعت کی اجازت کے بغیر ہی حاصل کیا گیا ہے مثلاً چوری، ڈکیتی، غصب، رہزنی وغیرہ سے حاصل کیا گیا ہے تو ایسی صورت میں دائن کے لیے اس مال حرام سے قرض وصول کرنا اور نفع اٹھانا جائز نہیں۔

اور اگر دائن کو یہ معلوم ہے کہ مدیون کے پاس جو مال حرام ہے وہ اصل مالک کی رضا سے تو حاصل کیا گیا ہے لیکن شریعت کی اجازت کے بغیر یعنی غیر مشروع طریقہ سے حاصل کیا گیا ہے جیسے سود، قمار، جوا، بدکاری، ناچ گانے وغیرہ سے حاصل کیا گیا ہے اور اس مال حرام سے قرض وصول کرنا اور نفع اٹھانا قضاءً جائز ہے البتہ دیانۃً اگر اس سے اجتناب کرے تو تقویٰ کے لحاظ سے زیادہ بہتر ہے یہی رائے مترشح ہوتی ہے حضرات امام محمد بن الحسن شیبانی، حضرت امام ابن قاسم، حضرت امام ابن تیمیہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے اقوال سے۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو مالِ حرام، ص: ۳٦٤، مولفہ مفتی کمال الدین راشدی)

روٹی عدداً قرض لینا

کھانے پینے کی جن چیزوں میں عادۃً تسامح سے کام لیا جاتا ہے ان میں قرض دینے اور لینے سے مقصد نفع کمانا نہیں ہوتا بلکہ محض وقتی ضرورت پوری کرنا مقصد ہوتا ہے اس میں معمولی کمی وزیادتی سود میں داخل نہیں لہٰذا روٹی کو عدداً قرض لینا جائز ہے۔

وذلک لما روی عن عائشة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنها انها قالت قلت یا رسول اللہ! ان الجیران یستقرضون الخبز والعجین، ویرددون زیادہ ونقصانا، فقال لا باس، ان ذلک من مرافق الناس، لایراد به الفضل وعن معاذ بن جبل انه سئل عن استقراض الخبز فقال سبحان اللہ، انما هذا من مکارم الاخلاق، فخذ الکبیر واعط الصغیر، وخذ الصغیر واعط الکبیر خیرکم احسنکم قضاء سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یقول ذلک (اخرجها ابو بکر الوراق فی کتابه الشافعی کما فی المغنی لا بن قدامه: ٦/٤٣٥)

نیز معمولی درجہ کی نمک، مرچ، ہلدی وغیرہ قرض لینے کا دستور ہے ان میں بھی سود کا تحقق نہیں ہوتا لہٰذا واپسی میں معمولی کمی زیادتی کو سود نہیں کہا جائے گا۔

سونے کے زیور قرض دے کر ان کی قیمت واپس لینا

سوال: کسی نے دوسرے شخص سے کچھ تولہ سونا بصورتِ زیور قرض لیا، اب مقروض اپنا قرض ادا کرنا چاہتا ہے مقرض (قرض دینے والا) اس سے کہتا ہے کہ آپ بجائے زیورات کے ان کی قیمت دے دیں تو مناسب ہوگا کیا مقروض زیورات کی قیمت دے سکتا ہے؟ اگر دے سکتا ہے تو کس وقت کی قیمت معتبر ہوگی؟ واضح رہے کہ بعض علماء نے اس معاملہ کو سود میں شامل کر کے ناجائز قرار دیا ہے۔ نیز یہ بھی فرمائیں

کہ ربوانسیۂ اور قرض کے درمیان کچھ فرق ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

جواب: زیور کی بجائے اس کی قیمت لینے میں شبہ ربوا کی کوئی وجہ نہیں۔

قال العلائی رحمه الله تعالیٰ: (و) صح (بیع من علیه عشرة دراهم) دین (ممن هی له) ای من دائنه فصح بیعه منه (دینارا بها) اتفاقا وتقع المقاصة بنفس العقد اذ لا ابو افی دین سقط.

وقال ابن عابدین رحمه الله تعالیٰ: (قوله وتقع المقاصیة بنفس العقد) ای بلاتوقف علی ارادتهما لها بخلاف المسالة الاية ووجه الجواز انه جعل ثمنه دراهم لا یجب قبضها ولا تعیینها بالقبض وذلک جائز اجماعا لان التعیین للاحتراز عن الربوا ای ربوا النسیئة ولا ربوا فی دین سقط انما الربوا فی دین یقع الخطر فی عاقبته ولذا لو تصارفا دراهم دینا بدنانیز دینا صح لفوات الخطر. (رد المحتار: ٤/٢٦٦)

البتہ اگر زیور کے قرض کے بدلے زیور ہی لیے جاتے تو مبادلۃ الجنس بالجنس ہونے کی وجہ سے ربوا ہونے کا مغالطہ ہوسکتا تھا مگر درحقیقت اس صورت میں بھی ربوا نہیں بلکہ یہ قرض ہے۔

ربوانسیۂ جب ہوتا ہے کہ مبادلۃ الجنس بغیر الجنس ہو یا مبادلۃ الجنس بالجنس ہو اور اس میں لفظ بیع یا مبادلہ یا معاوضہ استعمال کیا گیا ہو اگر جنس دے کر وہی جنس واپس لینے کا معاملہ کیا ہو مگر بیع یا مبادلہ یا معاوضہ کے الفاظ نہیں کہے تو یہ قرض ہے خواہ قرض کا لفظ کہے یا نہ کہے اور یہ بلاشبہ جائز ہے۔ (احسن الفتاویٰ: ٧/١٧٤)

قرض وصول کرنے کی تدبیر

سوال: ایک عزیزہ مُصر ہیں کہ ان کو حسبِ ذیل معاملہ کے جواز کے متعلق مطمئن کیا جائے، ان سے ان کے والدِ حقیقی نے بطورِ ادھار مبلغ ایک سو روپے لیے تھے مگر اب مدتِ دراز سے وہ ادا نہیں کر رہے حالانکہ وہ اس رقم کو ادا کرنے کی طاقت رکھتے ہیں اور نہ آئندہ وصول ہونے کی قوی امید ہے ان کے والد گھی کا کاروبار کرتے ہیں اور یہ گھی اسی سائلہ بیٹی کے گھر رکھتے ہیں ایسی صورت میں کیا یہ جائز ہوگا کہ یہ بیٹی اپنے والد کے گھر میں سے وقتاً فوقتاً ان کی اجازت کے بغیر کسی قدر گھی نکال کر فروخت کر کے اپنی رقم وصول کر لے اور جب اس طرح وصول ہو جائے تو اپنے والد کو آگاہ کر دے اگرچہ آگاہ کرنے میں ناراضگی کا اندیشہ بھی ہے لیکن آخر یہ بیٹی جو کہ بیوہ ہے، صاحبِ اولاد اور ضرورت مند ہے کیا کرے؟ اور باپ محتاج نہیں، آیا رقم وصول کرنے کی یہ تدبیر شرعاً جائز ہے۔ بینوا توجروا

جواب: یہ طریقہ جائز ہے مگر اس کا پورا اہتمام رہے کہ اپنے حق سے زیادہ ہرگز نہ لے، وصول ہونے کے بعد والد کو اس کی اطلاع کرنے کی ضرورت نہیں، خصوصاً جب کہ ناراضگی کا اندیشہ ہو۔

قال فی العلائیة: لیس لذی الحق ان یاخذ غیر جنس حقه وجوزه الشافعی رحمه اللّٰه تعالٰی وهو الاوسع.

وقال ابن عابدین رحمه اللّٰه تعالیٰ: (قوله وجوزه الشافعی) قدمنا فی کتاب الحجر ان عدم الجواز کان فی زمانهم اما الیوم فالفتوی علی الجواز. (رد المحتار: ۵/۳۰۰، احسن الفتاویٰ: ۷/۱۱۴)

قرض وصول کر کے دینے کی اجرت کا حکم

ایک شخص کا دوسرے پر قرض ہے اور قرض کی دستاویز بھی موجود ہے اور گواہ بھی

موجود ہیں لیکن وہ مقروض قرض ادا نہیں کرتا اب یہ شخص کسی باعتماد شخص سے کہتا ہے کہ میرا قرض فلاں سے وصول کر کے دو میں اس قرض کا تہائی تمہیں دوں گا تو شرعاً یہ معاملہ جائز ہے یا نہیں؟ مولانا اشرف علی تھانوی ایسے ہی ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں: یہ شخص اجیر خاص ہے لہٰذا تنخواہ معین ہونی چاہیے، خواہ ماہانہ خواہ یکمشت کہ کامیابی حاصل ہونے کے بعد رقم کو اتنا فیصد دیں گے اب یہ شخص اس کام کے انجام دہی کے لئے جو کچھ خرچ کرے اس کی ادائیگی تو ہر حال میں اس کے ذمہ فرض ہوگی خواہ کامیابی ہو یا نہ ہو باقی اجرت کامیابی کے ساتھ مشروط تھی تو کامیابی کے بعد ملے گی اگر ماہانہ ہو تو مہینہ کے بعد ملے گی۔ (ماخود از امداد الفتاویٰ بتغیر بسیر:۳، ۲۷)

قرض دینے کے بجائے مہنگے دام چیز فروخت کرنا

گاؤں وغیرہ میں بعض لوگ اس طرح خرید وفروخت کا کاروبار کرتے ہیں مثلاً اگر کسی کو نقد پیسے کی ضرورت ہو تو وہ زید کے پاس آ کر قرضہ مانگتا ہے زید قرضہ دینے کے بجائے یہ صورت اختیار کرتا ہے کہ اگر قرضہ مانگنے والے کو پچاس ہزار کی ضرورت ہے تو وہ پچاس ہزار کے چنے وغیرہ خرید کر ساٹھ ہزار میں ضرورت مند شخص کو ادھار فروخت کر دیتا ہے اور ثمن ایک سال مؤجل ہوتا ہے پھر ضرورت مند شخص اس ساٹھ ہزار روپے کے چنے کو دوسرے کسی شخص پر نقد مبلغ پچاس ہزار روپے میں فروخت کر دیتا ہے، اس طرح وہ نقد رقم حاصل کر لیتا ہے اور اپنی ضرورت پوری کرتا ہے۔

اس بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ زید کے لئے شرعاً اپنی مملوک پچاس ہزار کی چیز نفع کے ساتھ ساٹھ ہزار میں ادھار فروخت کرنا فی نفسہٖ جائز ہے، شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں لیکن اس طرح معاملہ میں قرض پر سود وصول کرنے کا حیلہ اختیار کیا جاتا ہے اور سود لینا یا سودی معاملہ کرنا چونکہ شرعاً ناجائز اور گناہ ہے اس لئے اس طرح معاملہ کرنا مکروہ ہے۔ (ردالمختار ۵:۳۲۶، فتح القدیر ۶:۳۲۴ والبحر الرائق ۶: ۲۳۵، وصفائی معاملات ۳۰)

حکومت کے سودی قرضے اور بینکوں کے سود کا شرعی حکم

سوال: حکومت کے ترقیاتی منصوبوں میں ہندوستانی عوام کی خوش حالی اور فلاح و بہبود کے لئے بہت سے شعبے قائم کئے گئے ہیں جس کے ذریعہ حسب ضرورت ومصلحت طویل المیعاد قرضے دیئے جاتے ہیں اور برائے نام سود لیا جاتا ہے۔

چھوٹی انڈسٹریوں سے لے کر بڑے فیکٹری پلانوں تک میں حکومت قرض دیتی ہے۔ اس سے غیر مسلم حضرات خاطر خواہ فائدہ اٹھا رہے ہیں اور دن بدن اقتصادی میدان میں ترقی کرتے چلے جا رہے ہیں۔ مسلمانوں کو اس قرض کے لینے میں دشواری یہ ہے کہ اس میں سود دینا پڑتا ہے۔ نیز آج کل لین دین اور تجارتی معاملات بڑی حد تک سودی طور پر چل رہے ہیں کیونکہ آج کل تجارت کا اُ۔ا بڑی حد تک بینکوں پر ہے جو تمام کے تمام سودی کاروبار پر مبنی ہیں۔

اگر مسلمان حکومت سے قرض لے کر اقتصادی میدان میں آگے بڑھنے کی سعی کرتے ہیں تو قرآن کی آیات حرمت سود ان کا دامن روکتی ہیں اور اگر اس سے بچنے کی سعی کرتے ہیں تو اقتصادی میدان میں وہ بچھڑے جاتے ہیں۔ وقت کا اہم سوال یہ ہے کہ انہیں ایسی حالت میں کیا کرنا چاہیئے۔ ڈربن سے مسٹر احمد صاحب نے اسی قسم کا ایک سوال مرتب کر کے بطور استفسار ہندوستان کے علماء کی خدمت میں روانہ کیا ہے۔

قمر الدین۔ ایڈیٹر ماہنامہ نظام کانپور

الجواب: حامدًا و مصلیًا

سود کی حرمت فروعی اور استنباطی نہیں بلکہ منصوص اور قطعی ہے۔ وحرم الربوٰا اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام قرار دیا ہے۔

تحریر ربٰوا نازل ہونے پر بقایا سود کے وصول کرنے کی بھی ممانعت کر دی گئی بلکہ اس کو بمنزلہ شرط ایمان قرار دیا گیا۔

وَذَرُوْا مَابَقِیَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ.

سود کا بقایا چھوڑ دو اگر تم ایمان والے ہو۔

جو لوگ سود لینے سے باز نہ آئیں ان کے لئے اعلان جنگ ہے۔

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاذنُوا بِحَربٍ منَ اللّٰهِ وَرَسُولِه.

اگر تم نے ایسا نہ کیا (سود کا بقایا نہ چھوڑا) تو اللہ اور رسول کی طرف سے اعلان جنگ ہے۔

سود خور کے حشر کو اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

الذین یاکلون الربٰو لا یقومون الا کما یقوم الذی یتخبطه الشیطان من المس ۵.

جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ قیامت کے روز اس شخص کی طرح کھڑے ہوں گے جس کو شیطان نے چھو کر مخبوط بنا دیا ہو۔

سود خور کے لئے سخت وعید ہے۔

یا ایها الذین اٰمنوا لا تاکلوا الربٰوا اضعافًا مضاعفة واتقوا اللّٰه لعلم تفلحون. واتقوا النار التی اعدت للکافرین.

اے ایمان والو! سود در سود کر کے نہ کھاؤ۔ اور اللہ سے ڈرو۔ شاید تم فلاح پاؤ اور اس آگ سے ڈرو۔ جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قرآن پاک میں سب سے زیادہ خوفناک یہ آیت ہے:

کان ابو حنیفة رحمة اللّٰه علیه یقول هی اخوف آیة فی القرآن حیث او عد اللّٰه المومنین بالنار المعدة للکافرین ان لم یتقوه فی اجتناب محارمه اھ

(تفسیر مدارک التنزیل)

امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ قرآن میں سب سے زیادہ خوفناک آیت، آیت مذکورہ بالا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مومنین کو دوزخ کی آگ کی دھمکی دی ہے۔ جو درحقیقت کافروں کے لئے ہے اگر مومنین خدا سے نہ ڈرے اس کی حرام کردہ چیز (سود) سے پرہیز کرنے میں۔

انسان کے بدن میں جو گوشت حرام مال سے پیدا ہو وہ نار جہنم ہی کے لائق ہے سود کا ایک درہم جان بوجھ کر لینا چھتیس دفعہ زنا کرنے سے بھی زیادہ شدید ہے۔

عن عبد اللّٰه بن حنظلة غسيل الملائكة قال قال رسول اللّٰه ﷺ درهم ربٰو يا كله الرجل وهو يعلم اشد من ستة وثلاثين زنية رواه احمد والدار قطنى وروى البيهقى فى شعب الايمان عن ابن عباس وزاد و قال من نبت لحمه من السحت فالنار اولى به. (مشکوٰۃ شریف ص۲٤٦)

حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دیدہ و دانستہ سود کا ایک درہم (چار آنہ بھر) کھانا چھتیس مرتبہ زنا کرنے سے زیادہ سخت ہے۔ اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ جس کا گوشت حرام غذا سے پرورش پایا ہے۔ وہ جہنم کے ہی زیادہ لائق ہے۔

مال میں کفار کی حرص کو قرآن پاک نے منع فرمایا ہے مگر اسی کو آج مسلمان بار بار للچائی ہوئی نظریں اٹھا کر دیکھتا ہے اور ان ہی کی روش پر چلنا یا چلنے کے لئے راستہ تلاش کرتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ یہ بھی اسی منزل پر پہنچے گا جس منزل پر وہ پہنچے۔

سودی کاروبار کے ذریعہ سے نہ مسلمان کا مال ترقی کرسکتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

ان الربوٰ وان كثر فان عاقبته تصير الى قل اھ

سود خواہ کتنا ہی زیادہ ہو، اس کا انجام کار قلت ہے۔
نہ مال محفوظ رہ سکتا ہے جیسا کہ ارشاد ہے۔
یمحق اللّٰہ الربوٰ
اللہ تعالیٰ سود کو گھٹاتے ہیں
لہٰذا سودی کاروبار کو مال مسلم کی حفاظت یا ترقی کا ذریعہ تجویز کرنا نصوص قرآن وحدیث کا مقابلہ کرنا ہے۔ مسلمان کی کامیابی اور ترقی حرام وحلال کی تمیز کے بغیر مال جمع کرنے اور تجارت کو فروغ دینے میں ہرگز نہیں۔ بلکہ اس کی ترقی اور کامیابی احکام شریعت کی پابندی میں ہے حرام اور لعنت کے کاموں سے پوری طرح پرہیز کرنے میں ہے۔

دینی اور مذہبی اداروں کو اگر حرام سے چلایا جائے گا تو ان سے ایسے لوگ تیار ہوکر نکلیں گے جو خود بھی حرام وحلال کی تمیز سے بے بہرہ ہوں گے اور قوم کو حرام سے روکنے کا جذبہ بھی ان میں نہیں ہوگا۔ اسی طرح ایسے لوگوں کو تیار کرنا ظاہر ہے کہ کوئی دینی خدمت نہیں جس سے رضا خداوندی میسر آسکے جو کہ مسلمان کی خلقت کا اصل مقصد ہے۔

جب عام معاشرہ بگڑ چکا ہو غیر قومیں حرام مال سے ترقی کی راہ پر گامزن ہوں۔ تو علماء کا یہ کام نہیں کہ مسلمانوں کے لئے بھی جواز کی راہ نکال کر ان غیر قوموں کے اتباع کا فتویٰ دیدیں بلکہ ان کی ذمہ داری ہے کہ رضاء خداوندی اور ابدی انعامات کا پورا نقشہ قوم کے سامنے اخلاص وقوت کے ساتھ پیش کریں متعین طور پر بلا کسی تذبذب کے حکم خداوندی سناویں۔

اگر کوئی شخص مستأمن وغیرہ مخصوص حالات میں کسی بلا میں گرفتار ہو جائے اور اس کے لئے شرعی اسباب کے پیش نظر کسی قول پر کوئی گنجائش نکل سکتی ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ اس کو عام ضابطہ بنا کر منہی عنہ کو ختم کر دیا جائے۔

ھٰذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل (الآیۃ)

یہ میرا سیدھا راستہ ہے پس اسی پر چلو اور دوسرے راستوں پر مت چلو۔

ولا تتبعوا خطوٰت الشیطٰن

شیطان کے نقش قدم پر مت چلو

اگر بگڑے ہوئے معاشرے اور دیگر اقوام کی ترقیات سے متاثر ہوکر مسلمان کے لئے حرام کی راہیں کھول دیں تو اس کا انجام بہت خطرناک ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

جس قوم میں خدا کی نافرمانی ہو رہی ہو اور کچھ لوگ نافرمانی کو روکنے پر قادر ہوں پھر بھی وہ نہ روکیں تو ضرور اللہ پاک ان پر ایک عمومی عذاب نازل فرمائے گا۔

عن جریر بن عبد اللّٰہ قال سمعت رسول اللّٰہ ﷺ یقول ما من رجل یکون فی قوم یعمل فیھم بالماصی یقدرون علی ان یغیر واعلیہ ولا یغیرون الا اصابھم اللّٰہ منہ بعقاب قبل ان یموتوا (رواہ ابوداؤد وابن ماجہ، مشکوٰۃ شریف ص ٤٣٦ و ص ٤٣٧)

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اگر کسی قوم میں کوئی شخص معصیت میں مبتلا ہو اور اہلِ قوم اس کو روکنے پر قادر ہوں پھر وہ نہ روکیں تو اللہ تعالیٰ مرنے سے قبل پوری قوم پر عمومی عذاب نازل فرمائے گا۔

ایسی حالت میں دعائیں بھی قبول نہیں ہوں گی اور خداوند تعالیٰ کی طرف سے نصرت وحمایت بھی نہیں ہوگی۔

عن حذیفۃ رضی اللّٰہ عنہ ان النبی ﷺ والذی نفسی

بیده لتامرن بالمعروف والتنهون عن المنکر او لیوشکن اللّٰه ان یبعث علیکم عذابا من عنده لتدعنه ولا یستجاب لکم (رواه الترمذی، مشکوٰة شریف ص ٤٣٦)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو۔ ورنہ اللہ تعالیٰ عنقریب اپنا عذاب تم پر نازل کرے گا پھر تم دعا کرو گے۔ لیکن دعا قبول نہ کی جائے گی تو پھر کیا ان تعمیرات اور تجارت میں عذاب الٰہی کو روکنے کی قوت ہے نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ تو عذاب الٰہی کا سبب ہیں۔ اگر ان کو حرام طریق (سودی کاروبار) سے تیار نہ کیا جاتا تو عذاب کیوں آتا۔

اور جہاں جہاں عذاب کا نمونہ آیا ہے کیا وہاں ان تجارات وتعمیرات نے کوئی حفاظت کی۔

اگر موسم خراب ہو اور امرود سے ہیضہ پھیلنے کا اندیشہ ہو تو حفظان صحت کے ماہرین حدود میونسپلٹی میں بھی امرود کا داخل ہونا بند کرا دیتے ہیں۔ یہ نہیں دیکھتے کہ بندر اور گدھے امرود کھا رہے ہیں اور ان کو کس وجہ سے ہیضہ نہیں ہوتا کہ ان کی حرص میں انسانوں کو بھی اجازت دے دی جائے۔ فقط

واللّٰه الموفق لما یحب ویرضٰی.

حررہ العبد محمود غفرلہ

(فتاویٰ محمودیہ ٤/ ٢٠٠.٢١١٨)

اُدھار میں مال کی قیمت زیادہ لینا

سوال: اگر کوئی شخص بوجہ مجبوری میں روپیہ ادھار لیتا ہے اور پھر کوئی چیز اس کی ادائیگی میں دیتا ہے تو روپیہ دینے والا شخص بازاری قیمت سے کافی کم قیمت لگاتا ہے جیسے دھان کی قیمت ۱۶۰ مگر بھاؤ طے کرتا ہے ۱۰۰ روپے یہ درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۲) نقد بیل یا بھینس کی قیمت ۲ ہزار ہے تو ادھار میں کچھ دینے کے بعد بھی دوگنی سے ڈھائی گنی لی جاتی ہے اس میں لینے کو کیا حکم ہے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا

خرید وفروخت میں اگر قیمت نقد دی جائے تو عموماً وہ کم ہوتی ہے ادھار کا معاملہ ہو تو قیمت زیادہ ہوتی ہے شرعاً یہ درست ہے لیکن زیادہ فرق بے مروتی ہے خاص کر جب کہ خریدار حاجت مند ہو کہ اس کے پاس گزارہ کرنے کے لئے غلہ نہیں ہے یا کھیتی کا وقت ہے بیل نہیں ہے۔

نقد ادا کرنے کے لئے روپیہ بھی نہیں ہے مجبوراً ادھار لیتا ہے تو وہ مستحق رحم وشفقت ہے اس کو مجبور اور بے بس پاتے ہوئے زیادہ قیمت لینا خلاف مروت ہے حدیث میں ہے تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا اور جو شخص دوسروں پر رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں ہوتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۱۱/۱۴۰۶ھ

(فتاویٰ محمودیہ ۱۳/۳۵۴)

ادھار کی وجہ سے قیمت میں زیادتی

سوال: زید نے ایک رکشا چار سو روپے کا خریدا اور زید نے اس رکشے کو ساڑھے چھ سو روپے میں دیا اور اس وقت بکر سے زید نے پچاس روپے لیا اور بقایا چھ سو روپے ساڑھے بارہ روپے کے ہفتہ کے حساب سے دیتا رہے جب تک رقم وصول نہ ہو جائے یہ قسط دیتا رہے گا اور رقم پوری ہو جانے کے بعد رکشا بکر کے نام کر دے گا

اس مدت میں رکشا بکر ہی استعمال میں لائے گا۔ اور توڑ پھوڑ کا ذمہ دار بکر ہی ہوگا تو اس طرح سودا کرنا درست ہے یا نہیں؟ جبکہ ادھار کی آسانی کی وجہ سے ۴۰۰ کی قیمت ۶۰۰ ہوگی۔

الجواب: حامدًا ومصليًا

ادھار کی وجہ سے قیمت میں زیادتی کرنا شرعاً وعرفاً درست ہے جیسا کہ ہدایہ وغیرہ میں تصریح ہے الا تری انه یزاد فی الثمن لا جل الاجل اھ۔ لیکن اتنی زیادتی نہ کی جائے جو کہ عرفاً قابل برداشت نہ ہو کہ یہ خلاف مروت ہے۔ فقہاء نے بیع مرابحہ کا مستقل عنوان قائم کیا ہے اس میں اس کے شواہد موجود ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۶/۶/۸۹ھ

(فتاویٰ محمودیہ ۱۳/۳۳۲-۳۳۳)

قسطوں پر روپیہ جمع کر کے سامان حاصل کرنا اور انعام لینا

سوال: یہاں پر سائیکل کے ایک تاجر نے چند ماہ سے یہ طریقہ شروع کیا ہے کہ سائیکل کے خریداروں کو بیس ماہ کے لئے ممبر خریداری بناتا ہے ہر خریدار کو ایک خریداری نمبر دیتا ہے ہر خریدار ہر ماہ مبلغ ۱۲ روپیہ بیس ماہ تک جمع کرتا رہتا ہے جب کہ کل رقم مبلغ ۲۴۰ روپیہ ہو جاتی ہے تو سائیکل خریدار کو دے دی جاتی ہے۔ نیز دکاندار اپنے خریداروں سے ہی لے کر ہر ماہ ایک سائیکل بطور انعام دیتا ہے اپنے ممبران میں سے جس کا نمبر خریداری مقرر کردہ نمبر کے مطابق ہوتا ہے، انعام پانے والے خریدار کو اختیار ہوتا ہے چاہے اب قسطیں بند کر دے اور یہ سائیکل لے لے۔ یا دوسری سائیکل قسطوں کے اختتام پر حاصل کر لے تو مذکورہ شکل کو بیع سلم مانا جائے گا یا نہیں؟ اور اس شکل میں بیع فاسد ہے یا باطل؟ یا بیع صحیح ہے۔ اور یہ انعام لینا کیسا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا

بیع سلم کے لئے مجلس عقد میں (رأس المال) ثمن پر مسلم الیہ کا قبضہ ضروری ہے

وہ یہاں مفقود ہے۔ اگر ثمن کا کچھ حصہ دے دیا جائے اور کچھ حصہ مسلم الیہ کی طرف دین کے ذمہ میں پہلے سے تھا تو مقدار دین میں بیع سلم باطل ہوجائے گی اور صرف مقدار مخصوص میں صحیح رہے گی۔ **فان اسلم مائتی درهم فی کربر مائة دینا علیه ای علی المسلم الیه ومائة نقدا نقد هارب السلم وافترقا علی ذلک فاسلم فی حصة الدین باطل** اھ درمختار

اور صورتِ مسئولہ میں تو بائع کے ذمہ مقدار بائع کو دی جائے اور پھر اس قرض کے عوض سائیکل خریدی جائے تو یہ بیع مداینہ کے قبیل سے ہوجائے گی ہر ماہ ایک سائیکل انعام میں دینا یہ لالچ دے کر خریداروں کو بڑھانا ہے کہ خریدار بلاضرورت مبلغ ۱۲ روپے ماہانہ جمع کرادیا کریں۔ پھر ایک سائیکل تو بہرحال ملے ہی گی۔ ممکن ہے کہ انعام بھی نکل آوے۔ اگر اس انعام کی صورت میں خریدار کا روپیہ ضائع ہونے کی کوئی صورت نہیں جیسا کہ عبارتِ سوال سے ظاہر ہوتا ہے اور قیمت بھی پوری دیتا ہے۔ یہ نہیں کہ قیمت پوری ہونے سے پہلے (خواہ ایک ہی خط پر سہی) اگر نام نکل آئے تو سائیکل مل جائے اور بقیہ قیمت ساقط ہوجائے تب تو بظاہر یہ صورت جائز معلوم ہوتی ہے ورنہ تو جوئے کی شکل میں ہوکر ناجائز ہوجائے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۲۸/۱۰/۸۹ھ

(فتاویٰ محمودیہ ۱۳/۳۵۶۔۳۵۷)

قسطوں پر کوئی شے خریدنا

سوال: ایک موٹر سائیکل ہے جو نقد لینے سے پانچ ہزار روپیہ میں ملتی ہے اور قسطوار لینے سے پانچ ہزار پانچ سو روپیہ میں ملتی ہے تو کیا قسطوار لینا جائز ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

نقد اور ادھار کی قیمت میں فرق ہونا منع نہیں مگر قسطیں متعین ہوجائیں اور پھر یہ نہ ہو کہ کسی قسط کے وقت متعین پر وصول نہ ہونے سے مزید اضافہ قیمت میں کیا جائے

وصول شدہ رقوم ہی ضبط ہو جائے۔ اور موٹر سائیکل بھی ہاتھ سے چلی جائے۔ ایسی صورت ہو تو شرعاً یہ معاملہ درست نہیں بلکہ اس میں سود اور جوا ہوگا۔ ان دونوں کی ممانعت نصوص میں مذکور ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۱۰/۹۰ھ

(فتاویٰ محمودیہ ۱۳/ ۳۵۰)

قرض ادا کرتے وقت کچھ زیادہ دینا

سوال: مالا بدمنہ میں ہے کہ حضور ﷺ جب کسی سے قرض لیا کرتے تھے تو کچھ زیادہ دیا کرتے تھے تو یہ زیادہ دینا بخوشی کیسا ہے؟ لینے والے کے لئے تو سود نہیں ہوگا؟

الجواب: حامدًا ومصليًا

جس سے قرض لیا جاوے واپس کرتے وقت کچھ زیادہ دینا یہ کہہ کر کہ اتنا آپ کا اصل مطالبہ ہے اتنا میری طرف سے زائد ہے یہ حدیث پاک سے ثابت ہے۔ لیکن قرض دینے والے کو پہلے سے اس کا لالچ اور خیال نہ ہونا چاہئے کہ زیادہ ملے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۱/۸۸ھ

(فتاویٰ محمودیہ ۸۲/ ۴۲۱)

حفاظت کے لئے بینک میں روپیہ رکھنا

سوال: ایک شخص متولی اس خیال سے کہ شریعت اسلام میں اس چیز کی ممانعت ہے کہ کسی بینک میں روپیہ جمع کیا جائے روپیہ اپنے پاس رکھتا ہے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ موجودہ لوگوں سے بینک میں رکھنا بہتر ہے اس میں کیا صحیح ہے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا

بہتر یہ ہے کہ بینک میں روپیہ داخل نہ کیا جائے اگر اور کوئی صورت نہ ہو تو بدرجہ

مجبوری بینک میں بھی روپیہ داخل کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ وہاں روپیہ ضائع ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ

(فتاویٰ محمودیہ ٤/ ٢٠٠)

قسط وقت پر ادا نہ کرنے کا جرمانہ بھی سود ہے

سوال: ایک فرم شرکت میں جاری تھی لیکن کسی وجہ سے شرکاء نے فرم سے علیحدگی اختیار کرلی۔ ایک شریک جس کے ذمہ اس کا لینا دینا آیا اور قسطوار دیگر شرکاء کی ادائیگی آئی۔ اگر روپیہ قسطوار ادا نہیں ہوا تو ایک روپیہ فی صد ماہوار خرچ حلال کرنے کا اختیار ہوگا۔ لہٰذا جواب عنایت فرمایا جائے کہ ایک روپیہ فی صد ماہوار سود کے ضمن میں تو نہیں آیا؟

الجواب: حامدًا ومصليًا

یہ ایک روپیہ فی صدی ماہوار سود ہے اس کا لینا دینا جائز نہیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ٦/ ٦/ ٨٩ھ

(فتاویٰ محمودیہ ١٣/ ٣٧٣)

منافعہ قرض

سوال: زید نے بکر کو مبلغ چار ہزار روپے تجارت کے لئے دیا اور کہا کہ اس روپے میں خواہ تم کو نفع ہو یا خسارہ ہو بہر حال تم مجھے چالیس روپے ماہوار بطور نفع کے دیتے رہو۔ باقی جتنا بھی نفع ہو وہ سب تمہارا اور میری رقم باقی رہے گی۔ نقصان جو ہو وہ سب تم کو برداشت کرنا پڑے گا۔ ایسی صورت میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے۔ کیا اس شرط کے ساتھ یہ معاملہ جائز ہے۔

الجواب: حامدًا ومصليًا

اس طرح معاملہ کرنا شرعاً جائز نہیں یہ سود ہے اور سود کو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے۔ احل البیع وحرم الربوٰ (الایۃ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ

(فتاویٰ محمودیہ ٤/٢١٨)

سرکاری قرضہ

سوال: مرکزی وصوبائی حکومتیں کاروبار، کارخانہ جات اور دوسری صنعتوں وغیرہ کی ترقی وترویج کے واسطے روپیہ اور دوسری چیزیں بطور قرض معمولی سود پر دیتی ہیں۔ آپ بخوبی واقف ہیں کہ حکومت کے پاس جو روپیہ ہوتا ہے وہ سب پبلک سے ہی حصول کیا ہوا ہوتا ہے یا وہ رقم ہوتی ہے جو ہماری حکومت دوسری حکومتوں سے قرض کی شکل میں یا امداد کی شکل میں حاصل کرتی ہے۔

الف: کیا حکومت سے سود پر انفرادی کاروبار یا کارخانہ جات وغیرہ کے لئے روپیہ قرض لیا جاسکتا ہے؟

ب: کیا حکومت سے سود پر قرض مندرجہ بالا کاروبار کے واسطے جبکہ اجتماعی منافع کے لئے امداد باہمی کی بناء پر چلائے جائیں، لیا جاسکتا ہے؟

ج: کیا اس طرح سود پر قرض لے کر کئے گئے کاروبار سے حاصل شدہ آمدنی جائز ہوگی؟

الجواب: حامدًا ومصليًا

حکومت نے جو روپیہ دوسری حکومتوں سے قرض لیا وہ اس کی مالک ہوگئی اور واپسی کی ذمہ دار ہے۔ جو روپیہ پبلک سے قانونی حد میں یا قاہرانہ قوت سے لیا ہے وہ بھی استیلاء کی وجہ سے اس کی ملک میں آگیا۔

(الف) سودی معاملہ کرنا جائز نہیں ہے۔ سود قلیل ہو یا کثیر، اگر پبلک اس روپیہ کو اپنی ملک تصور کر کے قرض کے نام پر لے اور سود دے تو یہ مزید خسارہ ہے کہ اپنا

ہی روپیہ لیا ہے پھر اس کو واپس کرنا ہے اور سود دینا ہے۔

(ب) اس کی بھی اجازت نہیں۔

(ج) سود پر قرض لینا تو ناجائز ہوگا مگر ایسے کاروبار سے جو آمدنی حاصل ہوگی اس کو ناجائز نہیں کہا جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۹۰/۱۰/۸

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

(فتاویٰ محمودیہ ۱۳/ ۳۷۳-۳۷٤)

سرکاری سودی قرض

سوال: حکومتِ ہند بطورِ قرضہ کے کچھ روپیہ ورقم تجارت وغیرہ کے سلسلہ میں قرض خواہ کو دیتی ہے پھر حکومت اس روپیہ کی واپسی کے لئے قسط مقرر کرلیتی ہے اور اصل روپیہ سے کچھ زائد لیتی ہے پس ایسی صورت میں ہم مسلمانوں کو لینا چاہئے یا نہیں؟ اور حکومت سے لین دین روپیہ کا اس صورت میں کیسا ہے؟

سودی فنڈ

سوال: ہم چند نوجوانوں نے ایک فنڈ آپس میں جمع کر کے کھول رکھا ہے چنانچہ اس فنڈ کے ماتحت بہت سے سامان خریدے جاتے ہیں مگر اس کے فروخت کی نوعیت نقد کے لئے تو خیر جو ہے وہ ٹھیک ہے مگر ادھار کا سلسلہ یوں ہے کہ جو سامان لیتا ہے اس سے ایک ماہ کی دو ماہ کی مدت متعین کرلی جاتی ہے۔ اب اگر وہ شخص اس متعینہ مدت میں روپیہ نہیں دیتا ہے تو ذمہ داران فنڈ اس متعینہ مدت کی رقم میں اضافہ کر کے لیتے ہیں تو کیا ایسی صورت جائز ہے؟

ایضًا

سوال: ہم کپڑے سازی کا کاروبار کرتے ہیں اور مہاجنوں کے یہاں سے

سوت ادھار لاتے ہیں اور ادھار نقد میں بڑا فرق ہوتا ہے مثلاً نقد ۴۵ روپیہ کا ملے گا اور اگر ادھار لینا ہے تو وہی سوت ۵۰ روپیہ کا ملتا ہے بہر حال جو حضرات نقد لاتے ہیں وہ گھر لا کر پھر گاہکوں کو ادھار کا دام رکھ کر فروخت کرتے ہیں یا نقد لے کر گھر کے کسی آدمی کے نام بھی ادھار فروخت کر دیتے ہیں اور گاہکوں کو ایک اصول کے مطابق نفع رکھ کر دیتے ہیں ایسی صورت جائز ہے یا نہیں؟

مال فروخت کرنے پر کچھ پابندی لگانا

سوال: نیز بنانے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ بنانے والا سوت اور کچھ روپیہ لے کر کے دیتا ہے اور تیار ہونے والے مال کو اپنی دکان پر لانے کی پابندی عائد کرتا ہے اور دوسری قسم کا پابندی میں بھی کوئی کسر باقی نہیں رکھتا مثلاً سوت کو رنگ بھرانا یا کسی دوسرے کے یہاں مال نہ بھرا جائے۔ لہٰذا سوت کی جب بکری کر کے دیتا ہے تو اس طرح کی پابندی کہاں تک صحیح ہے۔ بہر کیف سوت رنگاتے رنگاتے روپیہ بڑھ جاتا ہے۔ چونکہ ادھار ہماری طرف زیادہ ہوتا ہے تو اس میں کمیشن ملتا ہے بعد میں اس کمیشن کو وہی سوت فروخت کرنے والا لیتا ہے نیز ساڑھیاں تیار کر کے جب مزدور لاتا ہے اور وہی سوت بیچنے والا دلال اس کو بھی بزار میں فروخت کرتا ہے جس میں پلاسٹک کی تھیلی لگتی ہے اس کی قیمت بازار میں پانچ پیسہ ہے مگر وہ دس پیسہ رکھتا ہے پس یہ صورت کہاں تک جائز ہے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا

(۱) سود ہے اور سود کا لینا بھی حرام ہے دینا بھی حرام ہے۔ جس کا گزارہ بغیر اس قرض کے ہوسکتا ہے وہ ہرگز قرض نہ لے۔

(۲) سامان کی دو قیمتیں تجویز کر لی جاویں۔ ایک نقد کی، دوسری ادھار کی پھر خریدار سے دریافت کیا جائے کہ آپ کس طرح خریدیں گے نقد یا ادھار پھر جو صورت وہ بتائے اس کے موافق اس کو قیمت بتادی جائے اور ادھار کی صورت میں مدت

متعین کر لی جائے اگر خریدار اس مدت میں قیمت نہ دے تو اس پر اضافہ نہ کیا جائے اس طرح درست ہے ورنہ سود ہو کر معاملہ ناجائز ہو جائے گا۔

(۳) نمبر ۲ سے اس کا جواب واضح ہے ادھار کی مدت کے اعتبار سے قیمتوں میں تفاوت جائز ہے۔ مگر اس کی صورت بھی یہی ہے کہ خریدار سے دریافت کر لیا جائے کہ کتنی مدت میں قیمت دے گا اس کے اعتبار سے قیمت بتادی جائے۔ اس میں اگر تاخیر ہو تو قیمت میں اضافہ نہ کیا جائے۔

(۴) جب سوت فروخت کیا اور روپیہ قرض دیا ہے تو ان پابندیوں کا حق نہیں ہے واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۸/۴/۹۰ھ

(فتاویٰ محمودیہ ۱۳ / ۳۷۷۔۳۷۹)

قرض دینے والے مالیاتی ادارے
غور وفکر کے چند پہلو

از: قاضی مجاہدالاسلام قاسمی امارت شرعیہ پٹنہ

جب ہم ہندوستان کے پس منظر میں غیر سودی بنک کاری کے موضوع پر گفتگو کرنا چاہتے ہیں تو اس گفتگو کو ہمیں دو علیحدہ علیحدہ موضوعات پر تقسیم کرنا پڑتا ہے، پہلا مسئلہ ان مالیاتی اداروں کا ہے جن کا مقصد غیر سودی بنیادوں پر ضرورت مندوں کو کل پیداواری یا غیر پیداواری ضرورتوں کی خاطر قرض فراہم کرنا ہے اور بس، یہ مالیاتی ادارے لوگون کی امانتیں جمع کرتے ہیں اور حاجت مندوں کو ان جمع شدہ امانتوں کا ایک حصہ بطور قرض فراہم کرتے ہیں جن کی امانتیں جمع کی جاتی ہیں انھیں اپنی جمع کردہ امانتوں پر کوئی منافع نہیں ملتا اور جن کو قرض فراہم کیا جاتا ہے ان سے سود یا منافع کے نام پر کوئی زائد رقم نہیں لی جاتی، ملکی قانونی اصطلاح میں ان کی حیثیث (COOPERATIVE CREDIT SOCIETY) کی ہوتی ہے۔

دوسری صورت مکمل بینکنگ کی ہے جس میں جدید بینکنگ کے اصولوں کے مطابق مالیاتی ادارے کو مختلف فرائض انجام دینے پڑتے ہیں۔

پہلی صورت میں سوسائیٹیز کو اسلامی اصولوں پر چلانے کی راہ میں سب سے بڑی دشواری یہ پیدا ہوتی ہے کہ اس مالیاتی سوسائیٹیز میں طریقے رائج ہیں ان میں سے وہ طریقہ جو زیادہ تر اداروں نے اختیار کیا ہے وہ فارموں کی فروخت کا ہے یعنی قرض کی درخواست جن فارموں کی خانہ پری کرکے دی جاتی ہے ان کی قیمت وصول کی جاتی ہے اور یہ قیمت قرض کی مقدار کے اعتبار سے بڑھتی اور کم ہوتی ہے حقیقت تو یہی ہے کہ ان فارموں کی خریداری قرض پانے کے لئے شرط کا درجہ رکھتی ہے اور فارموں کی فروختگی سے حاصل ہونے والی آمدنی قرض دینے والے ادارے کی ملک ہوتی ہے اور اس طرح اس شرط کا نفع دینے والے ادارے کی طرف لوٹتا ہے پس یہ قرض

دینے کے معاملے میں ایک ایسی شرط ہے جس میں نفع قرض دہندہ کی طرف لوٹتا ہے۔

اس موقع پر اس طرح کی توجیہ کہ یہ محض کاغذ کی بیع ہے جو اپنی سادہ صورت میں جائز ہے یا یہ کہ ہر دو فریق معاملہ حقیر اور بے قیمت سی شئ کو جتنی قیمت پر بھی خریدنے اور بیچنے پر راضی ہو جائیں اس میں کوئی شرعی قباحت نہیں ہے اس طرح وہ کاغذ جس کی حقیقی مالیت ۲۰۔۲۵ پیسے ہوگی ہر دو فریق کی باہمی رضامندی کی صورت میں ۲۰۔۲۵ روپے میں فروخت کیا جاسکتا ہے اسی طرح یہ کہا جانا کہ یہ سوسائٹی خود ان فارموں کو براہ راست فروخت نہ کرے کسی اور شخص کو اس کے لئے وکیل اور ایجنٹ مقرر کرے یا یہ مشورہ دینا کہ علیحدہ علیحدہ کاؤنٹر بنا دئے جائیں قرض دینے کا کاؤنٹر الگ اور فارم کی فروختگی کا کاؤنٹر الگ ہو یہ ساری صورتیں ایسے کمزور حیلے ہیں جن کے ذریعہ کسی حرام کو حلال نہیں کیا جاسکتا، حقیقت یہ ہے کہ یہ عقد مرکب ہے جن میں بہر حال قرض ایک ایسی شرط کے ساتھ مشروط ہے جس میں مالی نفع بالواسطہ یا براہ راست قرض دہندہ کو پہنچتا ہے اور ہر وہ قرض جو حصول نفع کا ذریعہ ہو حرام ہے کاؤنٹر کی تبدیلی، قرض دینے والے ہاتھ اور فارم فروخت کرنے والے ہاتھ کا دو ہونا یا فارم کا دو مختلف رنگوں میں چھپوانا حکم شرعی پر کوئی اثر نہیں ڈالتا۔

بعض اداروں نے اپنے اخراجات کی کفالت کے لئے یہ طریقہ رکھا ہے کہ اصحاب خیر سے تبرعات وصول کرتے ہیں تاکہ ان تبرعات کے ذریعہ اس مالیاتی ادارے کو چلایا جاسکے اور اس طرح مسلمانوں کو سودی معاملات سے بچایا جاسکے، ظاہر ہے کہ یہ طریقہ بہت اچھا اور اس سے ایک بڑے کار خیر میں تعاون دے کر اصحاب خیر عند اللہ مستحق اجر بھی ہوتے ہیں لیکن ظاہر ہے یہ صورت وہیں عمل میں آسکتی ہے جہاں مالیاتی ادارہ اپنے اخراجات کو اس حد تک محدود کر سکے جس حد تک اسے حاصل ہونے والے تبرعات اجازت دیتے ہوں اس طرح مقامی اور محدود پیمانے پر محدود افراد کو قرض کی سہولت فراہم کی جاسکتی ہے لیکن وسیع پیمانے پر ایک مستقل نظام کی حیثیت سے اس صورت میں مالیاتی اداروں کو چلانا ممکن نہ ہوگا۔ یہ تبرعات مستقل

اور قابل خود اعتماد ذریعہ آمدنی قرار نہیں دیئے جاسکتے ہیں اور نہ ان کی بنیاد پر وسیع اور ہمہ گیر نظام کھڑا کیا جاسکتا ہے۔

تیسری صورت یہ ہے کہ وہ لوگ جو سوسائٹی کے ممبر ہوتے ہیں انھیں ہی قرض لینے کا حق حاصل ہوتا ہے اور وہ سب مل کر ماہنامہ یا سالانہ مقررہ ممبری فیس اس مالیاتی ادارے کو ادا کرتے ہیں اور اسی ممبری فیس کی آمدنی سے اس مالیاتی ادارے کو اخراجات پورے کئے جاتے ہیں یہ صورت بہ ظاہر اچھی معلوم ہوتی ہے چند لوگوں نے مل کر ایک ایسے ادارے کی بنیاد ڈالی ہے جس کے ذریعہ وہ وقتاً فوقتاً اپنی ضروریات پوری کرتے ہیں لیکن اس صورت میں بھی اس وقت دشواری پیدا ہوتی ہے جب ممبری فیس کی گھٹتی بڑھتی مقدار کے ساتھ مقدار قرض گھٹتی اور بڑھتی ہے مثلاً جو بیس روپے سالانہ فیس ممبری ادا کرتا ہے وہ ۲۰۰ روپے تک قرض لے سکتا۔ ۵۰ روپے سالانہ فیس ممبری ادا کرتا ہے وہ ۵۰۰ روپے تک قرض لے سکتا ہے تو یہ قرض کی مقدار کے تناسب سے ممبری فیس کا کم یا زیادہ ہونا اور ممبری فیس کی مقدار کا فراہم کئے جانے والے قرض کی مقدار کے ساتھ ہم رشتہ ہو جانا بہ ظاہر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ سودی منافع کے حصول کی یہ بھی ایک صورت ہے۔

بہر حال ان صورتوں کو ناجائز کہا جائے یا صورتیں بدل کر انھیں جائز قرار دیا جائے یہ سوال بہر حال قائم رہتا ہے کہ یہ مالیاتی ادارے جو ضرورت مندوں کے لئے مفید خدمات انجام دے رہے ہیں ان کے ضروری اخراجات کیسے پورے کئے جائیں؟

اس سے قطع نظر کہ ہندوستان میں موجود اس طرح کے مختلف مالیاتی اداروں کا طریق عمل کیا ہے ہمیں اصولی طور پر چند امور پر غور کرنا چاہئے مسلمانوں کی موجودہ معاشی حالت، ذرائع معاش کے حصول کے لئے سرمایہ فراہم کرنے کی ضرورت قوم کے افراد کو اپنے پیروں پر کھڑا کرنے کی کوشش اور شدید حاجت کی صورت میں مہاجنی سود سے بچاتے ہوئے ضرورت مندوں کو قرض فراہم کرنے کی خاطر ایسے مالیاتی اداروں اور سوسائٹیز کا قیام مفید اور ضروری ہے یا نہیں؟

چوکہ یہ سوسائٹیز جمع شدہ سرمائے کو تجارت میں نہیں لگاتیں اور ان کے پاس کوئی ذریعہ آمدنی بھی نہیں ہے اس لئے وہ ضروری اخراجات کیسے پورے کریں۔ اخراجات دو قسم کے ہیں کچھ تو وہ اخراجات ہیں جو سوسائٹی کے لئے ایک اثاثہ پیدا کرتے ہیں مثلاً مکانات فرنیچر ٹائپ رائٹر وغیرہ یہ اخراجات وقتاً فوقتاً ہوتے ہیں اور ان کے نتیجے میں ایک اثاثہ بنتا ہے جو دیر تک قائم رہتا ہے دوسرے روزمرہ کے اخراجات ہیں جیسے عملہ کی تنخواہیں، اسٹیشنری وغیرہ۔

واضح رہے کہ یہ سوسائٹیز کسی ضرورت مند کو اسی وقت قرض دے سکتی ہیں جب ان کے پاس جمع سرمایہ موجود ہو اور بہت سے اس طرح کے مالی اداروں میں سرمایہ جمع کرنے پر اچھا خاصہ خرچ ہوتا ہے تنخواہ یا کمیشن پر مستقل عملہ مامور ہے جو دن رات گھوم کر اصحاب ثروت سے سرمایہ حاصل کرتا ہے مجھے بعض ایسے مالیاتی اداروں کے ذمہ داروں نے بتایا کہ ان کے کل اخراجات کا اسی (۸۰) فی صد حصہ اصحاب ثروت سے سرمایہ کے حصول پر خرچ ہوتا ہے۔

غرض یہ کہ کسی بھی سوسائٹی کو چلانے کے لئے سرمایہ حاصل کرنے پر اخراجات ان کی وصولیابی اور واپسی کے اخراجات پر مامور عملہ کی تنخواہوں اور اسٹشنر ی کا خرچ سوسائٹی کو چلانے کے لئے خریداری یا کرایہ پر مناسب مکان کے حصول اور دیگر مستقل کام آنے والے اثاثے کی خریداری یا کرایہ پر خرچ اور تیسرا خرچ قرض خواہوں کو دیئے گئے قرض اور ان کی واپسی کے اندراجات پر مامور عملہ کی تنخواہوں اور اسٹیشنری وغیرہ کے اخراجات ہیں۔

میں نے دیکھا کہ بعض اداروں میں اس طرح کی غیر سودی اسکیموں کی تبلیغ واشاعت وغیرہ پر کئے جانے والے اخراجات کو بھی اسی مد میں داخل کیا جاتا ہے اور ایسا بھی ہے کہ اخراجات میں وہ ضروری احتیاط نہیں برتی جاتی جو ایسے مواقع پر برتی جانی چاہیے۔

پس یہ طے کرنا بھی ضروری ہے کہ کس قسم کے اخراجات کو ضرورت میں شمار کیا

جائے۔سب سے پہلے اہم اور بنیادی سوال یہ ہے کہ ایسے مالیاتی ادارے جو اس قسم کی خدمت انجام دے رہے ہیں اور ان کے ضروری اخراجات کی کفالت کے لئے کوئی ذریعہ آمدنی نہیں ہے تو کیا یہ اخراجات قرض خواہوں سے وصول کئے جاسکتے ہیں؟

واضح رہے کہ کسی بھی مالیاتی ادارے میں تین فریق شریک ہوتے ہیں

(۱) وہ لوگ جن کا سرمایہ سوسائٹی میں جمع ہوتا ہے۔

(۲) وہ لوگ جو اس سرمایہ سے بذریعۂ قرض استفادہ کرتے ہیں۔

(۳) تیسرا فریق خود وہ سوسائٹی ہے جس کی ایک قانونی اور اعتباری شخصیت ہے۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ اخراجات کلی، جزئی طور پر تینوں فریقوں میں سے کسی سے لئے جانے چاہیئے، اصحاب سرمایہ جو کوئی منافع اپنی جمع شدہ دولت کا حاصل نہیں کرتے ہیں کہ ان اخراجات کے ذمہ دار ہیں؟ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ سوسائٹیز کے ذریعہ ان کے سرمایہ کو تحفظ حاصل ہوتا ہے لیکن عملی بات قابل غور یہ ہے کہ کیا لوگ اس لئے اپنے روپیے سوسائٹی میں امانت جمع کرائیں گے تاکہ ہر سال چند فیصد ان کے جمع شدہ سرمایہ کا گھٹتا رہے معاملہ میں دوسرا فریق خود سوسائٹی ہے جس کی حیثیت اعتباری شخصیت اور قانونی فرد کی ہے جس کے کچھ فرائض بھی ہوتے ہیں اور جس پر کچھ ذمہ داریاں بھی عائد ہوتی ہیں اصلاً یہی شخص اعتباری قرض دینے کا معاملہ کرتا ہے اگر اس پر خرچ کی ذمہ داری عائد کی جائے تو جائز بلکہ مناسب ہونا چاہئے لیکن دشواری یہ ہے کہ اس سوسائٹی کے پاس خود نہ کوئی ذریعہ آمدنی ہے اور نہ کوئی جمع شدہ سرمایہ جو اس کی ملک ہو ایسی صورت میں سب سے اچھا راستہ یہ ہے کہ سوسائٹی کے لئے کم از کم اتنی آمدنی کے ذرائع پیدا کئے جانے چاہئیں جو اس کے اخراجات کی کفالت کرسکیں، یعنی سوسائٹی میں جمع سرمایہ کا ایک حصہ براہ راست یا بالواسطہ قابل اعتماد پیداواری ذرائع میں لگائی جائے مثلاً اگر قانوناً سوسائٹی خود کوئی کاروبار نہیں کرسکتی تو ایسے ضمنی ادارے (Subsidiary Institutions) قائم کئے جائیں جو تجارت یا صنعت کے ذریعہ آمدنی پیدا کرسکیں اور وہ آمدنی سوسائٹی

کولوٹے، میری معلومات کے مطابق بعض اداروں میں جہاں بڑا سرمایہ اکٹھا ہوا ہے کچھ خاص افراد کے نام یا کسی خاص انجمن کے نام قرض کی ایک بڑی رقم الاٹ کی گئی جس سے مکانات یا بازار تعمیر کئے گئے اوران سے غیر معمولی یقینی آمدنی حاصل ہورہی ہے اگراس طرح کے کام خودسوسائٹی کرے یا اپنے سب سیڈری (Subsidiary) اداروں کے ذریعہ ایسے پیداواری منصوبوں میں سرمایہ لگا کر آمدنی حاصل کرے تو اس کی راہ سے بہت بڑی رکاوٹ دور ہوسکتی ہے اور کسی تاویل اور نامناسب حیلے سے بچ کر ہم اس مناسب اور مفید کام جاری رکھنے کے لائق ہوسکتے ہیں اور میرا مقصد یہ ہے کہ پوری فکرمندی کے ساتھ اس کے لئے کوشش کی جانی چاہیئے کہ سوسائٹی جائز وسائل سے خود اپنے لئے آمدنی حاصل کرلے چاہے اس راہ میں کچھ مشکلات ہی کیوں نہ ہوں ان آسان راستوں سے بچنے کی کوشش کی جائے جس میں ربوا یا شبۂ ربوا میں پڑ جانے کا اندیشہ ہو۔

تیسرا اور آخری سوال جو اس سلسلہ میں بہت اہم ہے وہ یہ ہے کہ اگر کوئی ذریعہ آمدنی سوسائٹی کے پاس موجود نہیں ہے تو اس کے نظام کو قائم کرنے اور چلانے کے راستے میں جو اخراجات ہوتے ہیں وہ قرض خواہوں پر عائد کئے جاسکتے ہیں یا نہیں جو اصلاً مستفدین (Beeficiaries) کی حیثیت رکھتے ہیں اس سلسلہ میں عام طور پر جو اصلاح استعمال کی جارہی ہے وہ سروس چارج (Service Charge) یعنی اجرۃ الخدمہ کی ہے، یہ اصطلاح راقم الحروف کے نزدیک قابل قبول نہیں اس لئے کہ سوسائٹی کی خدمت قرض فراہم کرنا ہے اور اجرت اس کا معاوضہ ہے اور یہ کچھ بھی ہوسکتا ہے جو فریقین کے مابین طے ہوجائے اس طرح اجرۃ الخدمہ یعنی سروس چارج کی حیثیت سوسائٹی کے لئے ایک ذریعہ آمدنی ہوگی اور اس کا کوئی رشتہ واقعی اخراجات سے نہیں ہوگا، اور صاف لفظوں میں یوں کہنا پڑے گا کہ سروس چارج کے نام پر آنے والی آمدنی ایک ایسی زائد آمدنی ہے جو قرض پر دیئے گئے سرمایہ پر اضافے کی صورت میں قرض دینے والے ادارے کو ملتی ہے اور قرض دیتے وقت ہی

معاملہ میں سروس چارج کے نام سے اس اضافی رقم کا لینا قرض دہندہ اور قرض خواہ کے درمیان طے پا جاتا ہے اور اسلامی شریعت میں قرض کی حیثیت تبرع اور صلہ کی ہے اسے کسی بھی طرح ذریعہ آمدنی نہیں بنایا جاسکتا۔

البتہ اگر سروس چارج سے مراد وہ واقعی عادلانہ اخراجات ہیں جو اس نظام کو چلانے پر خرچ ہوتے ہیں جسے انتظامی اخراجات (Management Expenses or out lays) کہا جاسکتا ہے تو اس پر غور کیا جانا چاہئے کہ قرض خواہ جو اس نظام سے فائدہ اٹھا رہے ہیں کیوں نہ وہی اس پر آنے والے خرچ کے ذمہ دار قرار دیئے جائیں، ٹھیک جس طرح ایک قرض خواہ جو اپنے دوست سے کوئی قرض حاصل کرتا ہے تو درمیانی قاصد کے آنے جانے کے اخراجات یا بذریعہ منی آرڈر قرض کی واپسی کے اخراجات کو ادا کرنے پڑتے ہیں اور اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا جاتا اور ظاہر ہے کہ جب حقیقی اخراجات ہی قرض خواہوں سے وصول کئے جائیں گے تو یہاں کوئی ایسی اضافی آمدنی حاصل نہ ہوگی جس سے اصحاب سرمایہ یا سوسائیٹز کے لئے یہ آمدنی ذریعہ تمول بنے، البتہ صرف ایک خطرہ رہ جاتا ہے کہ سوسائٹیز قائم کرنے والے افراد اگر خوف خدا سے خالی دل رکھتے ہوں تو ضروری اخراجات کی مد کو پھیلا کر وہ اپنے تعیش اور تمول کا راستہ نکال لیں گے لیکن اگر اس طرح کے مالیاتی اداروں کا کوئی ایسا وفاقی بورڈ موجود ہو جو حقیقی عادلانہ اخراجات کا تعین وقتاً فوقتاً کرتا رہے تو اس شرعی گنجائش سے ناجائز فائدہ اٹھانے کا سدباب کیا جاسکتا ہے۔

اسی ذیل میں ایک اور سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ان حقیقی اخراجات کا تعین اندازے اور تخمینے سے کیا جاسکتا ہے اگر ہاں تو اس تخمین کی بنیاد کیا ہونی چاہیئے، خرص وتخمین کی کچھ نظیریں شرع میں موجود ہیں، غور کرنا یہ ہے کہ جب بہت سارے لوگوں کے معاملات متعلق ہوں اور حقیقی اخراجات کا حساب کرنے میں دشواری ہو تو کیا تخمینی طور پر ان اخراجات کا حساب کیا جاسکتا ہے اور خرص وتخمین کی جو نظیریں شرع میں ملتی ہیں انھیں یہاں روبہ عمل لایا جاسکتا ہے اگر وصول خرص وتخمین کو روبہ عمل لایا جائے اور

حسابی مدت اکاؤنٹنگ پیریڈ (سال یا چھ ماہ جو بھی مقرر ہو) گزرنے کے بعد یہ معلوم ہوا کہ اس مدّت میں جو واقعی اخراجات ہوتے ہیں اس کے مقابلے میں وہ آمدنی زائد ہے تو ظاہر ہے کہ یہ زائد آمدنی نہ اصحاب سرمایہ کی ملک ہوگی اور نہ سوسائٹی کو اس پر تصرف کا اختیار ہوگا، راقم الحروف کے نزدیک اس زائد آمدنی کو ان قرض خواہوں کو واپس کیا جانا چاہئے جنہوں نے خرچ کی مد میں یہ رقم دی تھی۔

البتہ یہ بات حضرات علماء وفقہاء کے غور کرنے کی ہے کہ یہ اخراجات قرض خواہوں کی تعداد پر تقسیم کئے جائیں گے جو فی الحال حسابی مدّت پورا ہونے سے پہلے لامعلوم ہیں یا قرض کی مقدار پر تقسیم کئے جائیں گے مثلاً ایک سال میں دس لاکھ روپے پانچ سو افراد کو قرض دیے گئے اور کل تخمینی اخراجات ایک لاکھ روپے ہیں تو اگر انھیں مقدار قرض پر تقسیم کیا جائے تو ہر قرض خواہ کو اپنے لئے ہوئے قرض کی مقدار کا دس فیصد بمد خرچ سوسائٹی کو ادا کرنا پڑے گا اور فرض کیجیے کہ سال گزرنے پر کل ۹۰ ہزار روپے ہوئے تو یہ قرض خواہ ایک فیصد واپس پانے کے حقدار ہوں گے اور اگر اس خرچ کو قرض خواہوں کی تعداد یعنی ۵۰۰ پر تقسیم کیا جائے تو فی کس دو (۲۰۰) سو روپے ادا کرنے پڑیں گے چاہے اس نے ۵۰۰ قرض لئے ہوں یا ۵۰۰۰ قرض لئے ہوں، پہلی صوت میں ۵۰۰ والے کو ۵۰ روپے اور ۵۰۰۰ قرض لینے والے کو (۵۰۰) روپے خرچ کی مد میں ادا کرنے ہوں گے۔

اگرچہ پہلی صورت میں قرض کے تناسب کے ساتھ خرچ بظاہر ربوا کی سی صورت پیدا کرتا ہے لیکن اس میں ''ذمہ داری بقدر استفادہ'' اصولاً تقاضائے عدل کے مطابق معلوم ہوتی ہے اور دوسری صورت میں کم مقدار میں قرض لینے والوں پر زیادہ خرچ کا بوجھ پڑ جاتا ہے اور زیادہ قرض لینے والوں کو کم خرچ ادا کرنا پڑتا ہے جو ظلم سے قریب محسوس ہوتا ہے۔

مدت قرض کی کمی اور زیادتی کا اس سلسلہ میں کیا اثر پڑے گا یہ بھی امر قابل غور ہے ایسی کوئی صورت اختیار کرنا جس سے یہ محسوس ہو کہ مدت کی تاخیر کی وجہ سے کچھ زائد رقم قرض خواہوں کو ادا کرنی پڑتی ہے اس سے ''ربوا النسیئہ'' کی طرف ذہن منتقل

ہوتا ہے اور عموم ربوا کے زمانہ میں ممکن حد تک ایسی صورتوں سے بھی پرہیز کیا جانا چاہیئے جن سے ایسی تہمت پیدا ہوتی ہو جس کی نظیر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حرمت خمر کے ابتدائی زمانہ میں دباء، حنتم، اور ایسے ظروف کے استعمال سے منع کرنا ہے جو شراب کے لئے استعمال کئے جاتے تھے۔

راقم الحروف کے نزدیک ہر سوسائٹر کو ایک حسابی مدت متعین کر لینا چاہئے اور اس حسابی مدت کو بھی معیاری مان کر اخراجات کی تشخیص اور بہ مقدار قرض قرض خواہوں پر اس کی تقسیم کی جانی چاہیئے کہ یہی طریقہ عدل سے زیادہ قریب ہے۔

واضح رہے کہ قرض خواہوں سے اخراجات کا وصول کیا جانا انتہائی مجبوری کا درجہ ہے جو اس طرح کے مالیاتی ادارے خود کفیل ہو چکے ہوں یا کوئی دوسرا ذریعہ آمدنی رکھتے ہوں یا پیدا کر سکتے ہوں، انھیں بہر حال ان اخراجات کا انتظام اپنے ذرائع سے کرنا چاہئے اور قرض خواہوں کے ساتھ خیر خواہی کا جو جذبہ ایسے اداروں کے قیام کے پس منظر میں ہے ان کا تقاضا یہی ہے کہ قرض خواہوں پر قرض پر لی ہوئی رقم کے علاوہ کوئی مزید بوجھ نہ ڈالا جائے کہ یہی روح شریعت ہے۔

(بحوالہ حقوق کی خرید و فروخت، ص ۵۵۰)

☆.....☆.....☆.....☆.....☆

قرض کے مسائل

از: شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

مکان رہن رکھ کر رقم بطور قرض لینا

سوال: بارہا سنتے آئے ہیں کہ سود لینے والا اور سود دینے والا دونوں جہنمی ہیں اور برابر کی سزا کے مستحق بھی۔ جاننا یہ چاہتا ہوں کہ حقیقتاً دونوں ہی برابر کے سزاوار ہیں؟ جبکہ بعض اوقات انسان اپنی کسی بہت بڑی مجبوری کے باعث سود پر قرض لینے

پر آمادہ ہوتا ہے پھر سالوں اپنی تنگ دستی اور معاشی بدحالی کے باوجود سود کی رقم ادا کرتا رہتا ہے تو کیا خدا تعالیٰ کے نزدیک ایسے شخص کے لیے بھی رحم کی کوئی گنجائش نہیں؟ دنیا میں اس ذہنی اذیت کو اُٹھانے کے بعد بھی جہنم ہی اس کا مقدر ہے؟ رہن بھی سود کی ایک قسم ہے۔ ہمارے معاشرے میں بہت سے لوگ باقاعدہ سود پر قرضے فراہم کرتے ہیں اور یہی ان کا کاروبار ہے۔ انہیں پیشہ ور سود خور کہتے ہیں لیکن کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جن کا کاروبار سود پر قرضے فراہم کرنا تو نہیں لیکن تعلقات کی بنا پر وہ رہن رکھ کر قرضہ دے دیتے ہیں اور پھر اس رہن سے حاصل ہونے والی رقم خود کھاتے ہیں اس صورت میں بھی دونوں فریق برابر کے سزاوار ہیں؟ میں نے اشد ضرورت اور بے حد مجبوری کے باعث اپنے مکان کا ایک حصہ ایک صاحب کے پاس رہن رکھ کر اس جگہ کی مالیت کا نصف حصہ قرض وصول کیا ہے اور اب میں انہیں یہ رقم دیتے ہوئے خوش نہیں اور سخت معاشی بدحالی کا شکار ہوں تو کیا اس صورت میں بھی برابر کا سزاوار ہوں۔ جب کہ میں رہن ادا کرتے کرتے فاقوں کی نوبت کو پہنچ گیا ہوں۔ جب سے میں نے قرض لیا ہے اور سود ادا کر رہا ہوں میں نے محسوس کیا ہے کہ میں مالی لحاظ سے پستی میں گرتا جا رہا ہوں، روپے میں برکت نہیں رہی۔ کاروبار خراب سے خراب تر ہوتا جا رہا ہے، کیا سود دینے سے گھر کی برکات جاتی رہتی ہیں؟ اس کے علاوہ شب و روز اپنے جہنمی ہونے کا غم کھائے جا رہا ہے۔

جواب: سود دینا اور لینا دونوں حرام ہیں اور رہن کی جو صورت آپ نے لکھی ہے وہ بھی حرام ہے، آپ نے سود پر قرض لے کر غضب الٰہی کو دعوت دی ہے، اب اس کا علاج سوائے توبہ و استغفار کے کچھ نہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ مکان کا کچھ حصہ فروخت کر کے آپ سود و قرض سے نجات حاصل کر لیں؟

سوال: میں نے ملازمت سے سبکدوش ہونے کے بعد اپنی پنشن کی رقم اور ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن سے قرض حاصل کر کے ۱۲۰ گز پلاٹ پر مکان تعمیر کیا ہے۔ ۳۵ سال کرایہ کے مکان میں گزارنے کے بعد اپنا ذاتی مکان رکھنے کی دیرینہ آرزو پوری ہوئی۔ اس قرض کی ادائیگی ماہانہ قسطوں میں پندرہ سال کے عرصے میں

مکمل ہوگی اور ماہانہ اقساط کے لحاظ سے جو کل رقم پندرہ سال میں ادا ہوگی وہ وصول شدہ قرضے سے کم وبیش ڈیڑھ گنا زیادہ ہوگی یعنی مبلغ ۶۵ ہزار روپے قرض کے تقریباً ۹۷ ہزار ہو جائیں گے۔ ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن ایک سرکاری ادارہ ہے اور حالیہ سرکاری پالیسی کے مطابق اب یہ ادارہ تعمیر شدہ مکان کی ملکیت میں شراکت کی بنیاد پر بلاسودی قرضہ دیتا ہے اور پندرہ سال کے عرصہ میں جو زائد رقم وصول کرتا ہے وہ غالباً اس وقت کی روپے کی قیمت کے بموجب ہے کیونکہ جدید معیشت میں افراط زر کا رجحان ایک مسلمہ پہلو ہے جس کے تحت قیمتوں میں عدم استحکام ایک عالمگیر مسئلہ بنا ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جوں جوں وقت گزر جاتا ہے ہمارے روپے کی قیمت کم ہوتی جاتی ہے۔ اور اشیائے صرف کی قیمتوں میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ مثلاً آج سے ۱۵ سال یعنی ۶۸ء کے اقتصادی حالات کا جائزہ لیں تو ہمیں تمام اشیاء کی قیمتوں میں آج کی نسبت زمین وآسمان کا فرق نظر آئے گا، ایسی صورت میں اس زائد رقم کو پندرہ سال بعد کی قیمت کے بموجب منافع شمار کرنے کے بجائے ''سود'' گردانا کہاں تک صحیح ہے۔ لیکن میں نے جب قرضے کے اس مسئلہ کو ہمارے ایک کرم فرما مولوی صاحب (جو کہ ایک مستند عالم ہیں) کے سامنے رکھا تو انہوں نے بلاتوقف فرمایا کہ آپ نے سودی قرض لے کر گناہ کبیرہ کا ارتکاب کیا ہے اور یہ کہ آپ اپنے پنشن کے پیسے سے جتنا اور جیسا بھی مکان بنتا بنا لیتے اور گزارہ کرتے۔ محض بچوں کی خاطر یہ قرض لے کر جہنم نہ خریدتے۔ تو جناب سے دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ (الف) آیا ملکیت میں شراکت کی بنیاد پر بلاسودی قرضہ لے کر میں گناہِ کبیرہ کا مرتکب ہوا ہوں؟ (ب) آیا اپنے بچوں کو ایک صاف ستھرا مکان اور ماحول مہیا کرنے کی کوشش کرنا ایک مسلمان کے لیے ممنوع ہے؟ اور کیا محض محدود وسائل کی بنا پر اسے اپنے ابتر حالات پر صابر وشاکر ہو کر بیٹھ رہنا چاہیے۔ اور اپنا معیار زندگی جائز ذرائع سے بہتر کرنے کی کوشش نہیں کرنا چاہیے (ج) آیا متذکرہ بالا صورت کے باوجود بھی فنانس کارپوریشن کا یہ قرض سودی قرض ہی شمار ہوگا اور اس سے مکان بنانا ایک مسلمان کے لیے حرام ٹھہرے گا؟

جواب: جی ہاں! یہ قرض بھی سودی قرض ہی ہے۔ بہر حال آپ لے چکے ہیں تو اب خدا تعالیٰ کے سامنے اپنے جرم کا اقرار کرتے ہوئے توبہ استغفار کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمائیں۔ تاویلات کے ذریعہ چیز کی حقیقت نہیں بدلتی۔ نہ کسی حرام کو حلال کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ معاملہ کسی بندے کے ساتھ نہیں، خدا تعالیٰ کے ساتھ ہے اور خدا تعالیٰ کے سامنے غلط تاویلیں نہیں چلیں گی بلکہ جرم کی سنگینی میں اور بھی اضافہ کریں گی۔ (آپ کے مسائل اور اُن کا حل ج ۶ ص ۱۵۶)

رقم ادھار دینا اور واپس زیادہ لینا

سوال: ایک صاحب کو ۱۹۵۱ء میں ۲۵ روپے ادھار دیے انہوں نے ۱۹۹۳ء میں ۲۵ روپے ادا کیے اگر وہ مجھے ۲۵ روپے ۱۹۵۱ء میں ادا کر دیتے تو میں اس سے ۳ ماشے سونا خرید سکتا تھا کیونکہ اس وقت سونا ایک سو روپے فی تولہ تھا۔ اب مجھے ۳ ماشے سونا خریدنے کے لیے ایک ہزار روپے چاہئیں کیونکہ آج کل سونا ۴ ہزار روپے فی تولہ ہے۔ اگر میں ان ۲۵ روپوں کا سونا خریدنے جاؤں تو دکاندار منہ نہیں لگائے گا بلکہ دماغ کی خرابی بتلائے گا۔ اگر میں قرض دار سے ایک ہزار روپے مانگتا تو وہ مجھے سود کھانے کا طعنہ دیتا۔ بتایئے اس قسم کے لین دین میں کیا کیا جائے کہ کسی کے ساتھ بے انصافی نہ ہو؟

جواب: میں تو یہی فتویٰ دیتا ہوں کہ روپے کے روپے لیے جائیں ورنہ سود کا دروازہ کھل جائے گا روپے قرض دیتے وقت مالیت کا تصور کسی کے ذہن میں نہیں ہوتا ورنہ روپے کے بجائے سونے کا قرض لیا دیا جاتا بہر حال دوسرے اہلِ علم سے دریافت کر لیں۔

سونے کے قرض کی واپسی کس طرح ہونی چاہیے

سوال: میرے ایک دوست (الف) نے پندرہ سال قبل یعنی ۱۹۶۹ء میں ایک شخص (ب) سے پندرہ تولے سونا بطور قرض لیا تھا کیونکہ ب ایک سنار ہے، لہٰذا

نقد رقم اس نے نہیں دی الف نے وہ سونا اس وقت تقریباً ۱۳۰۰۰ ہزار روپے میں فروخت کیا اب پندرہ سال کے بعد ب نے (جو اس وقت ملک سے باہر چلا گیا تھا واپسی پر) الف سے اپنا پندرہ تولہ سونا واپس طلب کیا، الف نے کہا، اس کو میں نے اس وقت ۱۳۰۰۰ روپے میں فروخت کیا تھا لہٰذا اب تم مجھ سے مبلغ ۱۳۰۰۰ روپے لے لو مگر ب کا کہنا ہے کہ مجھے یا وہ ۱۵ تولہ سونا واپس کرو یا موجودہ قیمت ادا کرو فقہ حنفیہ کی روشنی میں جواب سے جلد نوازیں کہ ان دونوں میں سے حق پر کون ہے، ویسے اس وقت ۱۵ تولہ سونے کی قیمت تقریباً ۲۲۵۰۰ بنتی ہے، امید ہے کہ جواب سے جلد نوازیں گے۔

جواب: جتنا سونا وزن کر کے لیا تھا اتنا ہی واپس کرنا چاہیے، قیمت کا اعتبار نہیں۔

فیکٹری سے سودی قرضہ لینا جائز نہیں

سوال: فیکٹری میں قرضے دیے جاتے ہیں جن میں موٹر سائیکل، پنکھا، ہاؤس بلڈنگ کا قرضہ دیا جاتا ہے اور اس پر چار فی صد سود کے نام سے ہماری تنخواہ سے منہا کیا جاتا ہے۔ آیا اس کا لینا درست ہے؟

جواب: یہ سودی قرضہ ہوا۔ اس کا لینا جائز نہیں۔

مکان بنانے والے کے لیے سود پر قرضہ لینا ناجائز ہے

سوال: میرے پاس ایک پلاٹ ہے اور اس کو بنوانے کے لیے کوئی راستہ نہیں۔ میرے پانچ بچے ہیں۔ حکومت لون دے رہی ہے۔ ساٹھ ہزار دے کر اسی ہزار وصول کرے گی تو کیا میں لون لے کر مکان بنوالوں، یہ میرے لیے جائز ہے یا نہیں؟

جواب: واضح رہے کہ جس طرح ''سود'' کا لینا منع و حرام ہے اسی طرح سود دینا بھی حرام ہے۔ حکومت جو بیس ہزار زائد لے رہی ہے، یہ سود ہے۔ لہٰذا یہ معاملہ شرعاً ناجائز ہے۔

ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن سے قرض لے کر مکان بنانا

سوال: پہلے ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن سود کی بنیاد پر قرض دیتی تھی۔ لیکن اب وہ مضاربت یعنی شراکت کی بنیاد پر قرض دیتی ہے۔ اس کے ذریعے پہلے ہی سے طے کرلیا جاتا ہے کہ مکان کا کرایہ کیا ہوگا۔ نصف کرایہ کارپوریشن لیتی ہے اور نصف مالک مکان۔ لیکن یہ بات ذہن نشین کرلینے کی ہے کہ مکان کا کرایہ کبھی ملتا ہے کبھی نہیں۔ کبھی مکان خالی رہتا ہے اور کرایہ گھٹتا اور بڑھتا رہتا ہے۔ لیکن کارپوریشن برابر وہی مقرر کردہ کرایہ کا نصف لیتی ہے۔ کیا یہ سود نہیں ہے؟ بلکہ یہ سود سے بھی بدتر ہے کیونکہ سود کا لفظ نہیں کہا جاتا ہے لیکن درحقیقت سود ہے۔ اس طرح ناواقف لوگ سود جیسے عظیم گناہ میں ملوث ہوجاتے ہیں۔ آپ اپنی رائے سے جلد از جلد آگاہ کریں۔ بڑی مہربانی ہوگی۔

جواب: میں نے جہاں تک غور کیا، کارپوریشن کا یہ معاملہ سود ہی کے تحت آتا ہے۔ اس معاملہ کی پوری حقیقت دیگر محقق علماء سے بھی دریافت کرلی جائے۔

قرض کی رقم سے زائد لینا

سوال: کافی عرصہ پہلے میں نے اپنے والد بزرگوار سے بطور قرض دس ہزار روپے کی رقم لے کر اپنے مکان کا بقایا حصہ تعمیر کرایا، اس خیال سے کہ اسے کرائے پر دے کر قرض بھی اتار لوں گا اور کچھ آسرا رقم کا مجھے بھی ہوگا اور پھر میں نے وہ مکان ۴ سو روپے ماہانہ کرائے پر دے دیا۔ اور دو سو روپے ماہانہ والد صاحب کو دیتا رہا اور باقی دو سو روپے ماہانہ میں نے بنک میں جمع کیے۔ اس نیت سے کہ جمع ہونے پر ان کے دس ہزار روپے لوٹا دوں گا۔ اب قصہ مختصر یہ کہ دس ہزار روپے پورے ہونے کو ہیں تو والد صاحب کہتے ہیں کہ میرے پیسے کب دو گے؟ میں نے کہا کہ اب تو بس تھوڑی مدت باقی رہ گئی ہے، رقم جمع ہوجائے تو دے دیتا ہوں، تو والد صاحب بولے کہ وہ تو میری رقم سے پیدا کیا ہوا پیسہ ہے، یوں بولو کہ مجھ سے لی ہوئی رقم کب دو گے؟ یعنی ان کا ارادہ یہ ہے کہ جو دو سو ماہانہ وصول کیا وہ بھی اور جو دو سو جمع کیے وہ بھی سب ان کی رقم

سے پیدا ہوا۔ اس طرح ان کو مل جائے گا پندرہ ہزار روپیہ۔ اور اب وہ چاہتے ہیں کہ دس ہزار میرا قرض بھی دو یعنی انہوں نے دس ہزار سے پچیس ہزار بنالیا۔

جواب: آپ جتنی رقم ادا کر چکے ہیں، ان کے قرض کا اتنا حصہ ادا ہو چکا ہے باقی رقم ادا کر دیجیے ان کا صرف دس ہزار روپے قرضہ ہے، اس سے زائد لینا ان کے لیے جائز نہیں ہے۔

قرض پر منافع لینا سود ہے

سوال: بعض لوگ ہم سے چیزوں کے علاوہ نقد رقم ۵۰ یا ۱۰۰ روپے یا اس سے کم یا زیادہ روپے بھی ادھار لیتے ہیں۔ چیزوں پر تو تقریباً ہمیں ۱۵ یا ۲۰ فیصد منافع مل جاتا ہے لیکن نقد پیسے دینے سے ہمیں کوئی منافع نہیں ملتا۔ حالانکہ یہ نقد دی ہوئی رقم بھی ہمیں مہینے یا دو مہینے بعد ملتی ہے یا اس سے بھی دیر سے ملتی ہے۔ اگر ہم اس پر کوئی منافع لیں تو کیا یہ منافع سود میں شمار ہوگا یا ہمارے لیے جائز ہوگا؟

جواب: نقد رقم ادھار پر دینا قرض حسنہ کہلاتا ہے۔ اس پر آپ کو ثواب ملے گا۔ مگر اس پر زائد رقم منافع کے نام سے وصول کرنا سود ہے۔ اور یہ حلال نہیں۔ مسلمان کو ہر معاملہ دنیا کے نفع کے لیے ہی نہیں کرنا چاہیے۔ آخرت کے نفع کے لیے بھی تو کچھ کرنا چاہیے، سو کسی ضرورت مند کو قرض حسنہ دینا آخرت کا نفع ہے، اس پر بہت سا اجر و ثواب ملتا ہے۔

قرضہ کے ساتھ مزید کوئی اور چیز لینا

سوال: مجھ سے میرے چچا نے دس ہزار روپے نقد وصول کیے ہیں اور کہا ہے کہ ایک سال کے بعد آپ کو دس ہزار روپے واپس کروں گا اور اس کے ساتھ پچیس من چاول بھی۔ کیا مجھ کو پیسے اور اناج دونوں لینا جائز ہے یا ناجائز؟

جواب: جب آپ اپنا دس ہزار کا قرضہ واپس لے لیں تو اس پر مزید کوئی چیز لینا سود ہے یعنی حلال نہیں ہے۔

قرض کی واپسی پر زائد رقم دینا

سوال: میرا بھائی میرے سے قرض دس روپیہ لے لیتا ہے اور واپسی پر مجھے خوشی سے پندرہ دیتا ہے، پوچھنا یہ ہے کہ یہ کہیں سود تو نہیں ہے؟

جواب: اگر زائد روپے بطور معاوضہ کے دیتا ہے تو سود ہے اور اگر ویسے ہی اپنی طرف سے بطور انعام واحسان کے دیتا ہے تو پھر بعد میں کسی اور موقع پر دے دیا کرے۔

قرض دیتے وقت دعا کی شرط لگانا

سوال: اگر کسی کو قرض اس شرط پر دیا جائے کہ رقم کی ادائیگی کے وقت تک میرے حق میں دعا کرتے رہو، تو کیا یہ بھی سود میں شمار ہوگا اور اس کی دعا قبول ہوگی یا نہیں؟

جواب: جس کو قرض دیا جائے دعا تو وہ خود ہی کرے گا، بہرحال دینے والے کو دعا کی شرط لگانا غلط اور اس کے ثواب کو غارت کرنے والا ہے، البتہ یہ سود نہیں۔ یعنی دعا کو شرط قرار دینا صحیح نہیں ہے۔

قومی قرضوں کا گناہ کس پر ہوگا

سوال: مقروض پر قرضہ کا زبردست بوجھ ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مقروض کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھاتے تھے جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے وسعت نہ دی تھی، بعد میں اس کا قرض اپنے ذمہ لے کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نمازِ جنازہ ادا کرتے تھے۔

ہماری قوم پر اربوں ڈالر کا قرض ہے جو قوم کے نام پر ورلڈ بینک سے لیا گیا ہے۔ اس کی اصل اور سود جو اربوں روپے بنتا ہے ہر فرد پر واجب ہے۔ اور یہ قرض مع اصل اور سود ہر شخص پر واجب ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ نمازِ جنازہ پڑھاتے وقت یہ قرض پریذیڈنٹ، پرائم منسٹر فنانس منسٹر اور اس کے عملہ کے کھاتے میں ڈالا جائے یا مرنے والے کے رشتے دار اصل قرض بغیر سود حکومت وقت کو ادا کر دیں تاکہ وہ

ورلڈ بینک کو ادا کر سکیں۔ کیا مقروض حالت میں نمازِ جنازہ ہوگی، جس کی ذمہ داری کوئی نہ لے؟ اب تک جو لوگ بلا واسطہ حکومتی قرض کی حالت میں مرے ہیں، کیا بخشے جائیں گے؟ بہت سے لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں، یہ سوال پوچھتے ہیں جس کا میرے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔

جواب: قومی قرضے افراد کے ذمہ نہیں۔ بلکہ حکومت کے ذمہ ہوتے ہیں۔ اس لیے ان کی مسئولیت براہ راست افراد سے نہیں۔ جس حکومت نے یہ قرضے لیے ہیں، اسی سے اس کی مسئولیت ہوگی، مگر چونکہ حکومت عوام کی نمائندگی کرتی ہے اس لیے غیر اختیاری طور پر عوام پر بھی ان قرضوں کے اثرات پڑتے ہیں، اگرچہ افراد گناہ گار نہیں۔

نام پتہ نہ بتانے والے کی مالی امداد کیسے واپس کریں

سوال: گزارش ہے کہ کچھ عرصہ قبل میرے ساتھ ایک حادثہ پیش آ گیا تھا جو کہ دوسرے شہر میں ہوا تھا۔ اس میں ایک صاحب نے میری مالی امداد کی تھی۔ میرے بے حد اصرار پر بھی انہوں نے اپنا نام و پتہ نہیں بتایا تھا۔ اس وقت سے اب تک میں ذہنی پریشانی میں مبتلا ہوں۔ آپ بتائیں کہ میں اس رقم کو کیسے واپس کروں اور اس کا قرآن و حدیث میں کیا حکم ہے؟

جواب: جب ان صاحب نے اپنا نام پتہ نہیں بتایا تو اس سے واضح ہوتا ہے کہ ان کی نیت اس رقم کو واپس لینے کی نہیں تھی۔ اس لیے واپس کرنے کے لیے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ اور اگر آپ کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دے رکھی ہے تو اتنی رقم ان صاحب کی طرف سے صدقہ کر دیجیے۔

نامعلوم ہندوؤں کا قرض کیسے ادا کریں

سوال: آج سے تقریباً ۴۰ سال قبل ہمارا ہندو سیٹھ جن سے کاروباری لین دین کا معاملہ تھا وہ ہندو، تقسیم پاکستان کے وقت یہاں سے ہندوستان چلے گئے، وہ ہندو سیٹھ بغیر اپنا ایڈریس بتائے یہاں سے چلے گئے۔ پریشانی یہ ہے کہ ان کا کچھ

روپیہ ہمارے پاس رہ گیا بطور قرض۔ اب مجھے یہ یاد نہیں کہ ان کی کتنی رقم ہماری طرف ہوتی ہے۔ وہ ہندو جب چلے گئے تو انہوں نے وہاں سے ہمارے ساتھ کوئی تعلق واسطہ نہیں رکھا، نہ ہی اپنا کوئی پتہ، ٹھکانا ہمیں بتایا۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ ہندو اگر زندہ ہو تو ان کی رقم انہیں لوٹا دوں، اگر وہ زندہ نہیں تو ان کے جو وارث ہیں انہیں وہ رقم واپس کر دوں مگر پریشانی یہ ہے کہ نہ ہی وہ رقم مجھے یاد ہے نہ ان کا ٹھکانا معلوم ہے۔ اب آپ مہربانی فرما کر یہ بتائیں کہ اب اس سلسلے میں کیا کروں؟ خدانخواستہ اس رقم کی آخرت میں مجھ سے پکڑ ہوگی۔ میں تو ایمانداری سے ان کی رقم لوٹانے کو تیار ہوں۔ ان ہندوؤں کی تعداد آٹھ یا دس ہے۔

جواب: رقم کتنی ہے، اس کا تو اندازہ بھی کیا جا سکتا ہے۔ تخمینہ لگائیے کہ تقریباً اتنی ہوگی۔ جتنی رقم سمجھ میں آئے اتنی رقم کسی ضرورت مند کو دیدیں اور اپنے ذمہ سے بوجھ اتارنے کی نیت کر لیں۔

سود کی رقم قرض دار کو قرض اتارنے کے لیے دینا

سوال: سود کے پیسے اگر ہمارے پاس ہوں تو کیا ہم ان پیسوں سے قرض دار کو قرض ادا کرنے کے لیے دے سکتے ہیں یا نہیں؟ یا وہ پیسے صرف مسجد وغیرہ میں بیت الخلا پر ہی لگائے جا سکتے ہیں؟

جواب: سود کے پیسوں سے اپنا قرض ادا کرنا جائز نہیں، نہ ان کو مسجد یا اس کے بیت الخلا میں لگایا جائے۔ بلکہ جس طرح ایک قابل نفرت اور گندی چیز سے چھٹکارا حاصل کیا جاتا ہے، اس خیال سے یہ سود کے پیسے کسی محتاج کو بغیر نیت ثواب دے دیے جائیں۔ سوال میں جس قرض دار کے بارے میں پوچھا گیا ہے اگر وہ واقعی محتاج ہے تو اس کو قرض ادا کرنے کے لیے سودی رقم دینا جائز ہے۔

فلیٹ کی تکمیل میں وعدہ خلافی پر جرمانہ وصول کرنا شرعاً کیسا ہے

سوال: میں نے ایک صاحب سے ایک عدد فلیٹ خریدا تھا۔ انہوں نے مجھ سے پوری رقم لے لی ہے۔ انہوں نے ایک تاریخ طے کر کے وعدہ کیا تھا کہ اس مقررہ

تاریخ تک فلیٹ مکمل کردوں گا۔ میں نے اس وقت ان کو یہ کہا تھا کہ یہ بات مشکل ہے، چنانچہ میں نے ان سے یہ بات کہی کہ اگر اس تاریخ تک آپ یہ فلیٹ مجھے مکمل کر کے نہ دیں تو آپ پر جرمانہ ہونا چاہیے۔ طے یہ پایا تھا کہ اگر اس تاریخ تک قبضہ نہ دیا تو اس علاقہ میں اتنے بڑے فلیٹ کا جو کرایہ ہوگا ادا کروں گا۔ چنانچہ فلیٹ ابھی تک مکمل نہیں ہوا ہے اور میں نے ان سے اس کا کرایہ مبلغ دو ہزار روپے لینا شروع کر دیا ہے۔ بعض دوستوں نے یہ بات بتائی کہ یہ رقم سود بن جاتی ہے براہ کرم فتویٰ دیں کہ اگر واقعتاً یہ رقم سود ہے تو میں ان سے کرایہ نہ لوں؟

جواب: جب بیچنے والے نے حسبِ وعدہ مقررہ مدت میں مکان خریدار کے حوالے نہیں کیا تو بروقت مکان نہ دینے کی صورت میں باہمی جرمانہ کا طے کر لینا درست نہیں ہے۔ خریدار اگر چاہے تو اس معاملہ کو ختم کر سکتا ہے، لیکن زائد مدت کے عوض جرمانہ وصول کرنا جائز نہیں ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ مکمل فلیٹ مقررہ مدت میں نہ ملنے کی صورت میں جرمانہ لینا (خواہ نام کرایہ وغیرہ کوئی بھی تجویز کر لیں) سود ہے اور جو وصول کیا ہے وہ بھی مالک کو واپس کرنا ضروری ہے۔

ایفائے عہد یا نقض عہد؟

سوال: ''الف'' نے ''ب'' سے یہ کہہ کر قرضہ لیا کہ اگلے ماہ کی پہلی تاریخ کو دے دوں گا لیکن اتفاقاً اس پہلی تاریخ کو ہفتہ واری چھٹی تھی لہٰذا دفتر تنخواہ بند ہونے کی وجہ سے پہلی کو ''الف'' وہ قرضہ ادا نہ کر سکا۔ آپ بتلائیں کہ اس کا وعدہ پورا ہوا یا نقض عہد کا مرتکب ہوا؟

جواب: چونکہ فریقین کے ذہن میں یہ تھا کہ پہلی تاریخ کو تنخواہ ملنے پر قرضہ ادا ہوگا اس لیے اس تاریخ کو دفاتر بند ہونے کی وجہ سے اگر ادائیگی نہ ہو سکی تو اگلے دن کر دے۔ یہ وعدہ خلافی کا مرتکب اور گنہگار نہ ہوگا۔ حدیث شریف میں ہے:

اذا وعد الرجل اخاه ومن نيته ان يفى له، فلم يف ولم يجئ للميعاد فلا اثم عليه. (مشکوٰۃ شریف، صفحہ ۴۱۶۔

بروایت ابوداؤد الترمذی)

''جب آدمی اپنے بھائی سے وعدہ کرے اوراس کی نیت یہ تھی کہ
وہ اس وعدے کو پورا کرے گا لیکن (کسی عذر کی وجہ سے) نہ
کرسکا اور وعدے پر نہ آسکا تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔''

ادائیگی کا وعدہ کرتے وقت ممکنہ رکاوٹ بھی گوش گزار دیں

سوال: کاروباری لین دین کے مطابق ہمیں یہ معلوم ہو کہ فلاں دن ہم کو پیسے بازار سے ملیں گے، دکاندار کے وعدہ کے مطابق ہم کسی دوسرے افراد سے وعدہ کرلیں کہ ہم آپ کو کل یا پرسوں پیسے ادا کردیں گے۔ اگر سامنے والا دکاندار وعدہ خلافی کرے، کسی بھی بنا پر تو ہم اپنے کیے ہوئے وعدے پر قائم نہیں رہ سکتے۔ اب اگر ہم نے جس سے وعدہ کیا ہوا سے موجودہ صورتحال بتادیں تو وہ یقین نہ کرے۔ اس بات کو ذہن میں رکھتے ہوئے ہم کچھ اور وجہ بیان کردیں تاکہ وہ ناراض بھی نہ ہو، کیا ایسا کرنا جائز ہوگا؟

جواب: غلط بیانی تو ناجائز ہی ہوگی خواہ مخاطب اس سے مطمئن ہی ہوجائے اس کے بجائے اس سے وعدہ کرتے وقت ہی یہ وضاحت کردی جائے تو مناسب ہے کہ فلاں شخص کے ذمہ میرے پیسے ہیں اور فلاں وقت کا اس نے وعدہ کررکھا ہے اس سے وصول کرکے آپ کو دوں گا۔ الغرض جہاں تک ممکن ہو وعدہ خلافی اور غلط بیانی سے پرہیز کرنا لازم ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ:

التاجر الصدوق الامین مع النبیین والصدیقین والشهداء. (مشکوۃ شریف، ص ۲۴۳۔ بروایت ترمذی وغیرہ)

''سچا امانت دار تاجر (قیامت کے دن) نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔''

ایک اور حدیث میں ہے:

التجار یحشرون یوم القیامة فجارا الامن اتقیٰ وبر وصدق (مشکوۃ شریف، ص ۲۴۴۔ بروایت ترمذی وغیرہ)

''تاجر لوگ قیامت کے دن بدکار اُٹھائے جائیں گے۔ سوائے
اس شخص کے جس نے تقویٰ اختیار کیا اور نیکی کی اور سچ بولا۔''

قرض واپس نہ کرنے اور نا اتفاقی پیدا کرنے والے چچا سے قطع تعلق

سوال: میرے چچا نے میرے والد سے تقریباً ۱۰ سال قبل تقریباً ایک لاکھ روپے کا مال اس صورت میں لیا کہ فلاں فلاں دکاندار کو دینا ہے جب اس سے رقم مل جائے گی تو ادائیگی کر دیں گے۔ اس سے قبل بھی یہ سلسلہ کرتے رہے اور رقم لوٹا دیا کرتے تھے۔ اس مرتبہ کچھ عرصہ گزرنے پر رقم نہیں ملی۔ والد محترم نے تقاضا کیا تو چچا نے نقصان کا بہانہ بنا دیا اور یکمشت اور فوری ادائیگی پر معذرت کی۔ آخر ۸ سال کا عرصہ گزر گیا۔ اس عرصہ میں والد محترم نہ صرف خود اس کا تقاضا کرتے رہے بلکہ مجھ سے بھی تقاضا کرایا مگر چچا خراب حالات اور مختلف بہانے کرتے رہے۔ آج سے ۲ سال قبل والد محترم کا انتقال ہوگیا۔ جب میں نے رقم کا مطالبہ کیا تو پہلے انہوں نے بالکل انکار کیا کہ انہوں نے کوئی رقم نہیں دینی۔ آخر میرے یاد دلانے پر انہوں نے کہا، ہاں کچھ حساب تو ہے اور ثبوت مہیا کریں مگر اتنی لمبی رقم نہیں ہے۔ کبھی کہتے تمہارے والد نے مجھ سے رقم لے لی ہے۔ کبھی کچھ، کبھی کچھ بہانے کرتے رہے ہیں۔ میں نے خاندان کے کچھ بزرگوں کو اس معاملہ کو حل کرانے کے لیے کہا تو انہوں نے سخت ناراضگی کا اظہار کیا اور کہا کوئی اس معاملہ میں نہ بولے۔ چچا کے حالات بالکل ٹھیک ہیں نہ صرف اب بلکہ پہلے سے بھی ٹھیک ہیں۔ چچا نہ صرف لین دین کے معاملہ میں ہی صحیح نہیں بلکہ عام گھریلو معاملات میں بھی بہن بھائیوں میں بھی نا اتفاقی پیدا کرنے میں اعلیٰ کردار ادا کر رہے ہیں۔ کیا ایسی صورت میں چچا سے قطع تعلق کر لیا جائے؟

جواب: اگر یہاں نہیں دیتے تو قیامت میں دینا پڑے گا۔ جہاں تک قطع تعلق کی بات ہے زیادہ میل جول نہ رکھا جائے۔ لیکن سلام دعا، عیادت اور جنازے میں شرکت وغیرہ کے حقوق منقطع نہ کیے جائیں۔

قرض ادا کر دیں یا معاف کرالیں

سوال: غالباً ۷۰۔۱۹۶۹ء میں، میں نے اپنے ایک اسکول ٹیچر سے ایک رسالہ جس کی قیمت اس وقت صرف ۷۰ پیسے تھی، ادھار خریدا لیکن اس کی رقم ادا نہ کی۔ اگلے ماہ ان سے ایک اور رسالہ اس وعدہ پر ادھار خریدا کہ دونوں کے پیسے اکٹھے دے دوں گا اور پھر تیسرے ماہ ان سے ایک اور رسالہ ادھار خرید لیا، اس وعدے کے ساتھ کہ تینوں کے پیسے اکٹھے چند روز میں ادا کر دوں گا۔ لیکن وہ دن آج تک نہیں آیا ہے۔ ان تینوں رسالوں کی مجموعی قیمت دو روپے دس پیسے تھی۔ اس کے کوئی ایک سال بعد ان محترم استاد نے ان پیسوں کا تقاضا بھی کیا لیکن میں نے پھر بہانہ بنا دیا اور آج تک یہ ادھار ادا نہیں کر سکا۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ کہ میں ان رسالوں کی قیمت انہیں ادا کرنا چاہتا ہوں۔ یہ تحریر فرمائیں کہ جبکہ اس بات کو قریباً ۱۹ برس گزر چکے ہیں، مجھے اصل رقم جو دو روپے دس پیسے بنی تھی وہی ادا کرنا ہوگی یا زیادہ؟ اگر زیادہ تو کس حساب سے؟ میں نے ایک حدیث مبارک سنی ہے جس کا مفہوم کچھ اس طرح ہے کہ ''جس شخص نے دنیا میں کسی سے قرض لیا اور واپس نہ کیا تو قیامت کے دن اسے صرف (وو) ۲ پیسے کے بدلے اس کی سات سو مقبول نمازوں کا ثواب دینا پڑے گا۔''

جواب: ان تینوں رسالوں کی قیمت آپ کے ذمہ واجب الادا ہے۔ اپنے استاد محترم سے مل کر یا تو معاف کرالیں یا جتنی قیمت وہ بتائیں، ان کو ادا کر دیں۔ دو پیسے والی جو حدیث آپ نے ذکر کی ہے یہ تو کہیں نہیں دیکھی البتہ قرض اور حقوق کا معاملہ واقعی بڑا سنگین ہے۔ آدمی کو مرنے سے پہلے ان سے سبکدوش ہو جانا چاہیے۔

بیٹا باپ کے انتقال کے بعد نادہند مقروض سے کیسے نمٹے

سوال: میرے والد محترم سے ایک شخص نے کچھ رقم بطور قرض لی۔ اس کے عوض اپنا کچھ قیمتی سامان بطور زر ضمانت رکھوا دیا۔ مقررہ میعاد پوری ہونے پر جب وہ شخص نہیں آیا تو والد محترم نے مجھ سے کہا کہ فلاں شخص ملے تو اس سے رقم کی وصولی کا تقاضا کرنا اور اس کی امانت یاد دلانا۔ کئی مرتبہ وہ شخص ملا، میں نے والد محترم کا پیغام

دیا مگر ہر مرتبہ جلد ہی ملاقات کا بہانہ کر دیتا۔ اسی اثنا میں میرے والد محترم کا انتقال ہو گیا اس کے کچھ عرصہ بعد وہ شخص ملا۔ میں نے والد محترم کے انتقال کا بتایا اور اس سے اپنی رقم کا مطالبہ کیا۔ اس شخص نے کہا وہ رقم نہیں دے سکتا اسے یہ رقم معاف ہی کر دی جائے اور اس کی امانت اس کو واپس دے دی جائے۔ اپنی موت اور اس کی امانت کی حفاظت کی کوئی گارنٹی نہ ہونے کے ڈر سے میں نے اس کی امانت اس کے حوالے کر دی۔

۱۔ کیا میں نے صحیح کیا؟

۲۔ کیا میں والد محترم کی طرف سے اس قرض دار کو رقم معاف کر سکتا ہوں؟

۳۔ یا کوئی اور طریقہ ہو تو تحریر فرمائیں۔

جواب: آپ کے والد کے انتقال کے بعد ان کی رقم وارثوں کے نام منتقل ہو گئی۔ آپ اگر اپنے والد کے تنہا وارث ہیں اور کوئی وارث نہیں، تو آپ معاف کر سکتے ہیں۔ اگر دوسرے وارث بھی ہیں تو اپنے حصے کی رقم تو خود معاف کر سکتے ہیں اور دوسرے وارثوں سے معاف کرانے کی بات کر سکتے ہیں۔ (بشرطیکہ تمام وارث عاقل و بالغ ہوں)

رہن کا منافع استعمال کرنا

سوال: ہمارے علاقے میں رہن کی رسم بہت عام ہے۔ جس کو بعض علماء نے جائز کر دیا ہے۔ اس کے تین طریقے ہیں۔

۱۔ فرض کیا ''الف'' نے ''ب'' سے ۱۰ ہزار روپے قرض لیا۔ ''ب'' نے کے بدلے ''الف'' کی زمین رہن رکھ لی۔ اب ''ب''، ''الف'' کی زمین کی فصل اس وقت تک کھاتا رہے گا جب تک کہ ''الف'' پورے دس ہزار روپے واپس نہ کر دے۔

۲۔ اس طریقے میں ''ب''، ''الف'' کو ۱۰ فیصد سالانہ مالیہ دے گا۔

۳۔ اس طریقے میں ''ب''، ''الف'' کو فصل کے تقریباً نصف مالیات کی رقم

دے گا یا اپنی رقم میں سے کٹائے گا۔

جناب مولانا ایک بات یہ کہ اگر محنت، بیج اور بیل ''الف'' کے ہوں یا محنت، بیج اور بیل ''ب'' کے ہوں تو کیا اثر پڑے گا؟ جناب آپ اس کی شرعی حیثیت سے آگاہ کریں تاکہ ان لوگوں کو آپ کا فتویٰ دکھایا جائے۔

جواب: رہن رکھی ہوئی چیز کا مالک رہن رکھوانے والا ہے اور اس کے منافع اور پیداوار بھی اسی کی ملکیت ہے۔ جس شخص کے پاس یہ چیز رہن رکھی گئی ہے نہ وہ رہن کی چیز کا مالک ہے اور نہ اس کی پیداوار کا، بلکہ یہ ساری چیزیں اس کے پاس امانت ہیں۔ جب مالک قرض کی رقم ادا کرے گا، یہ ساری چیزیں اس سے وصول کرلے گا۔ مرتہن کا رہن کے منافع اور اس کی پیداوار کا کھانا سود ہے جو شرعاً حرام ہے۔ (آپ کے مسائل اور اُن کا حل ج۶ ص۱۵۶)

مردے کے مال سے پہلے قرض ادا ہوگا

سوال: میرے بھائی کی شادی ۱۹ ستمبر ۱۹۸۰ء کو ہوئی اور دو مہینے بعد یعنی ۲۸ نومبر کو اس کا انتقال ہوگیا۔ میرے بھائی نے مرنے سے پہلے ۱۴ تولہ کے جو زیورات بنوائے تھے اس کی کچھ رقم ادھار دینی تھی میرے بھائی نے دو مہینے کا وعدہ کیا تھا لیکن وہ رقم ادا کرنے سے پہلے اپنے خالقِ حقیقی سے جاملا۔ آپ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب دیں کہ رقم لڑکے کے والدین ادا کریں گے یا لڑکے کے بنائے ہوئے زیورات میں سے وہ رقم ادا کردی جائے؟

جواب: اگر آپ کا مرحوم بھائی کے ذمہ قرض ہے تو جو زیورات انہوں نے بنوائے تھے ان کو فروخت کرکے قرض ادا کرنا ضروری ہے۔ والدین کے ذمہ نہیں۔ وہ زیورات جس کے پاس ہوں وہ قرض ادا نہ کرنے کی صورت میں گنہگار ہوگا۔ مردہ کے مال پر ناجائز قبضہ جمانا بڑی سنگین بات ہے۔ مرحوم کی مملوکہ اشیاء میں (ادائے قرض کے بعد) وراثت جاری ہوگی۔ اور مرحوم کے بچے کی پیدائش تک اس کی تقسیم موقوف رہے گی۔ اگر لڑکے کی پیدائش ہوئی تو مرحوم کا کل ترکہ ۲۴ حصوں پر تقسیم ہوگا۔

چار چار حصے والدین کے تین حصے بیوہ کے اور باقی تیرہ حصے لڑکے کے ہوں گے اور اگر لڑکی کی پیدائش ہوئی تو بارہ حصے لڑکی کے تین بیوہ کے چار ماں کے اور پانچ باپ کے۔(آپ کے مسائل اور اُن کا حل، ج٦ ص ٣٧٧)

قرض کے لیے گروی رکھے ہوئے زیورات کو فروخت کرنا

سوال: آج کل غریب علاقوں میں عورتیں اپنے واقف کار لوگوں کے پاس جا کر اپنے زیورات اپنی منہ بولی رقم کے عوض رکھوا دیتی ہیں۔اس کے ساتھ یہ بھی کہہ دیتی ہے کہ اگر مخصوص مدت تک رقم واپس نہ دے سکے تو رکھے ہوئے زیورات رکھنے والے کی ملکیت تصور ہوں گے اس سلسلے میں آپ مذہبی نقطہ نگاہ سے فرمائیں کہ کیا یہ کاروبار جائز ہے؟

جواب: اس کو رہن یا گروی رکھنا کہتے ہیں، شرعاً اس کی اجازت ہے مگر جس کے پاس وہ چیز گروی رکھی جائے وہ اس کا مالک نہیں ہوتا نہ اُس کو استعمال کرنے کی اجازت ہے، بلکہ قرض کی مدت پوری ہونے پر اس کو مالک سے قرض کا مطالبہ کرنا چاہیے۔اگر قرض وصول نہ ہو تو وہ مالک کی اجازت سے اس چیز کو فروخت کر کے اپنا قرض وصول کر لے اور زائد رقم اس کو واپس کر دے۔

(آپ کے مسائل اور اُن کا حل ج ٦ ص٦٦)

خرید و فروخت میں دھوکا کرنا

سوال: میں ایک دکاندار ہوں جب کوئی گاہک کسی چیز کے متعلق معلوم کرتا ہے تو میں گول مول سا جواب دیتا ہوں مثلاً پتہ نہیں، آپ چیک کر لیں وغیرہ وغیرہ۔ حالانکہ مجھے اس چیز کے تمام عیب معلوم ہوتے ہیں۔اس طرح کاروبار کی کمائی شرعاً جائز ہے کہ نہیں؟

جواب: بہتر تو یہ ہے کہ گاہک کو چیز کے عیوب بتا دیے جائیں لیکن اگر یہ کہہ دیا جائے کہ ''یہ جیسی بھی ہے آپ کے سامنے ہے۔اگر پسند ہے تو لے لیجیے، ورنہ چھوڑ دیجیے۔'' ایسا کہنے سے بھی آپ کا ذمہ بری ہو جاتا ہے۔

بے نیاز اور قادر مطلق ذات تو صرف اللہ کی ہے۔ معاشرۂ انسانی کا کوئی فرد بے نیازی اور غیر محتاجی کا دعویٰ نہیں کرسکتا۔ بلکہ انسان جس مرتبے پر بھی فائز ہو دوسروں کے تعاون کا محتاج ہی رہتا ہے۔ قرض کا معاملہ بھی انسانی زندگی کے اس کمزور پہلو کی ایک کڑی ہے یہی وجہ ہے کہ سرورکونین ﷺ نے قرض دینے کو قرض دہندہ کا احسان قرار دیا ہے۔ لیکن انسان کا یہ احسان صحیح معنوں میں احسان اس وقت شمار ہوگا جب وہ شریعت کے دائرے میں ہو۔

زیرِ نظر کتاب میں فاضل مؤلف نے قرض کے ان تمام پہلوؤں کو آسان انداز میں بیان کیا ہے جن کا معاملۂ قرض میں ملحوظِ نظر رکھنا ازحد ضروری ہے۔ کتاب میں قرض کے جدید وقدیم مسائل کو جہاں مدلّل انداز میں بیان کیا گیا ہے وہاں قرض کی ادائیگی کے لیے مؤثر تجاویز اور ماثور دعاؤں کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے۔ کتاب چونکہ تحقیقی مقالہ کے انداز میں لکھی گئی ہے اس لیے ہر مسئلہ کے لیے مستقل عنوان قائم کیا گیا ہے اور استدلال میں احادیث اور فقہی عبارات کو مراجع کے ذکر کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان مسائل کو سمجھ کر ان کے مطابق معاملہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

E-mail: Ishaat@pk.netsollr.com
ishaat@cyber.net.pk

قرض اور اسکی شرعی حیثیت